بگردابِ بلا اُفتاد کشتی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مدد کُن یا معین الدین چشتی

مجموعہ شمارہ جات

ماہنامہ

مُعین الدین

لاہور

۱۹۳۳ء تا ۱۹۳۴ء

اہلسنت کا مذہبی و اخلاقی ماہنامہ

جلد اول: شمارہ 1 تا 12 ۔ جلد دوم: شمارہ 1 تا 4

زیر سرپرستی:

رئیس المناظرین سند المدرسین حضرت علامہ مولانا **ابو البرکات سید احمد شاہ** علیہ الرحمہ

ایڈیٹر:

مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ صاحب ناظم انجمن معین الدین تاجپورہ لاہور

کتاب پڑھنے کی دعا

دینی کتاب یا اسلامی سبق پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دعا پڑھ لیجئے ان شاء اللہ جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔ دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا حِکْمَتَكَ وَانْشُرْ عَلَیْنَا رَحْمَتَكَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

(مستطرف، ج1، ص40 دار الفکر بیروت)

(اول آخر ایک بار درود شریف پڑھ لیجئے)

شمارہ جات	:	مجموعہ شمارہ جات ماہنامہ معین الدین لاہور (1933ء تا 1934ء) (ایڈیٹر: مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ صاحب ناظم انجمن معین الدین تاجپورہ لاہور)
تذکرۂ ایڈیٹر	:	مولانا حاجی ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی (رکنِ شوریٰ دعوتِ اسلامی)
ترتیب	:	مولانا تصور عباس عطاری مدنی (لائبریری انچارج المدینۃ العلمیۃ)
اسکیننگ	:	مولانا صدام حسین عطاری مدنی
گرافکس ڈیزائنر	:	رضوان عطاری، ارسلان اجمیری
جلدیں	:	02۔ پہلی جلد (01 تا 12)۔ دوسری جلد (01 تا 04)
صفحات	:	263
پیشکش	:	دعوت اسلامی کے شب و روز، المدینۃ العلمیۃ (اسلامک ریسرچ سینٹر دعوتِ اسلامی)

shaboroz@dawateislami.net

دعوت اسلامی کے شب و روز

For More Updates
news.dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(فہرست مضامینِ ماہنامہ معین الدین باعتبارِ مجموعہ شمارہ جات)

نمبر شمار	مضمون	صاحب مضمون	جلد	شمارہ نمبر	صفحہ
1	تذکرہ مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ (ایڈیٹر ماہنامہ معین الدین)	مولانا ابو ماجد حاجی محمد شاہد عطاری مدنی رکن مرکزی مجلس شوریٰ دعوت اسلامی	--	---	1
2	معین الدین	حضرت مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ علیہ الرحمۃ	1	1	33
3	تفسیر القرآن	حضرت پیر سید محمد دیدار علی شاہ علیہ الرحمۃ	1	1	34
4	مدنی تاجدار	حضرت حکیم ابو الحسنات سید محمد احمد قادری علیہ الرحمۃ	1	1	38
5	نصیحۃ الشیعہ	حضرت علامہ مولانا ابو البرکات سید احمد شاہ علیہ الرحمۃ	1	1	42
6	جلسہ دستار بندی	جناب رحمت علی صاحب تاجپورہ	1	1	46
7	مولوی احمد علی کی کہانی مولوی اشرف علی کی زبانی	حضرت مولانا محمد علی ایم اے حنفی لاہور	1	1	47
8	مرزائیت پر تبصرہ	حضرت حکیم ابو الحسنات سید محمد احمد قادری علیہ الرحمۃ	1	1	49
9	شیعوں کی حالت بعد مناظرہ	حضرت مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ علیہ الرحمۃ	1	1	53
10	مرزا احمد علی کی دروغ گوئی	حضرت مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ علیہ الرحمۃ	1	1	53
11	خاندانِ نبوت و رسالت پر مرزائیوں کی چڑھائیاں	حضرت مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ علیہ الرحمۃ	1	1	54
12	لامذہبوں سے بائیکاٹ	حضرت مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ علیہ الرحمۃ	1	1	55
13	تبلیغ اسلام	حضرت مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ علیہ الرحمۃ	1	2	57
14	تفسیر القرآن	حضرت پیر سید محمد دیدار علی شاہ علیہ الرحمۃ	1	2	58
15	مرزائیت پر تبصرہ	حضرت حکیم ابو الحسنات سید محمد احمد قادری علیہ الرحمۃ	1	2	62
16	نصیحۃ الشیعہ	حضرت علامہ مولانا ابو البرکات سید احمد شاہ علیہ الرحمۃ	1	2	65
17	انجمن حنفیہ سادات مدینہ کا پہلا سالانہ جلسہ	حضرت مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ علیہ الرحمۃ	1	2	69
18	مرزائیت سے توبہ	حضرت مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ علیہ الرحمۃ	1	2	69
19	انجمن معین الدین تاجپورہ لاہور کا اجلاسِ خاص	میاں فرزند علی صاحب تاجپورہ علیہ الرحمۃ	1	2	70
20	دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور	حضرت مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ علیہ الرحمۃ	1	2	71

21	عرض حال	صابر ملتانی صاحب	1	3	73
22	تفسیر القرآن	حضرت پیر سید محمد دیدار علی شاہ علیہ الرحمۃ	1	3	74
23	نصیحۃ الشیعہ	حضرت علامہ مولانا ابو البرکات سید احمد شاہ علیہ الرحمۃ	1	3	78
24	مرزائیت پر تبصرہ	حضرت حکیم ابو الحسنات سید محمد احمد قادری علیہ الرحمۃ	1	3	82
25	مولوی احمد علی کی کہانی مولوی اشرف علی کی زبانی	مولانا محمد علی ایم اے حنفی لاہور	1	3	85
26	حائیری صاحب کے فتویٰ پر ایک نظر	حضرت مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ علیہ الرحمۃ	1	3	87
27	تاجپورہ میں علم و عرفان کی بارش	حضرت مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ علیہ الرحمۃ	1	3	87
28	مرزائیت پر تبصرہ	حضرت حکیم ابو الحسنات سید محمد احمد قادری علیہ الرحمۃ	1	4	89
29	تفسیر القرآن	حضرت پیر سید محمد دیدار علی شاہ علیہ الرحمۃ	1	4	92
30	مولوی احمد علی کی کہانی مولوی اشرف علی کی زبانی	حضرت مولانا محمد علی ایم اے حنفی لاہور	1	4	96
31	ترقی اور مسلمان	حضرت مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ علیہ الرحمۃ	1	4	98
32	نصیحۃ الشیعہ	حضرت علامہ مولانا ابو البرکات سید احمد شاہ علیہ الرحمۃ	1	4	100
33	ترقی اور مسلمان	حضرت مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ علیہ الرحمۃ	1	5	105
34	تاجپورہ میں بزازی کی دوکان	حضرت مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ علیہ الرحمۃ	1	5	106
35	تفسیر القرآن	حضرت پیر سید محمد دیدار علی شاہ علیہ الرحمۃ	1	5	107
36	مرزائیت پر تبصرہ	حضرت حکیم ابو الحسنات سید محمد احمد قادری علیہ الرحمۃ	1	5	111
37	عقائدِ وہابیہ دیوبندیہ	حضرت مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ علیہ الرحمۃ	1	5	114
38	مذہبِ شیعہ کی ابتداء	حضرت مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ علیہ الرحمۃ	1	5	117
39	مذہبِ شیعہ کی ابتداء	حضرت مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ علیہ الرحمۃ	1	6	121
40	تفسیر القرآن	حضرت پیر سید محمد دیدار علی شاہ علیہ الرحمۃ	1	6	123
41	مساجد اہلسنت میں وہابی رافضی کے نماز پڑھنے کے متعلق فتویٰ	حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی	1	6	127
42	خلفائے راشدین (سیدنا ابو بکر صدیق)	مضمون نگار کا نام نہیں لکھا	1	6	131
43	مرزائیت پر تبصرہ	حضرت حکیم ابو الحسنات سید محمد احمد قادری علیہ الرحمہ	1	6	133
44	مسئلہ غیب دانیٔ خاتم النبیین	حضرت مولانا محمد علی ایم اے حنفی لاہور	1	7،8	150
45	تفسیر القرآن	حضرت پیر سید محمد دیدار علی شاہ علیہ الرحمۃ	1	7،8	154
46	وہابی دیوبندی نام نہاد مسلمانوں کے عقائد کی مختصر فہرست	حضرت مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ علیہ الرحمۃ	1	9	161
47	ندائے یا شیخ و یا رسول اللہ اور حضور کے حاضر و ناظر ہونے کے متعلق مولوی	حضرت علامہ مولانا ابو البرکات سید احمد شاہ علیہ الرحمۃ	1	9	164

	احمد علی شیر انوالہ کا عقیدہ اور جمہور اہلسنت وجماعت کا اعتقاد				
48	معین الدین پور ضلع گجرات	حضرت مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ علیہ الرحمۃ	1	9	175
49	معین الدین پور سیداں ضلع گجرات میں عظیم الشان جلسہ	حضرت مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ علیہ الرحمۃ	1	10	177
50	مولانا حامد رضا خان بریلوی اور مولوی اشرف علی کے درمیان مناظرہ	حضرت مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ علیہ الرحمۃ	1	10	178
51	لاہور میں وہابیت کی تباہی وبربادی کے نظارے	حضرت مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ علیہ الرحمۃ	1	12	193
52	معین الدین کا سال نو	حضرت مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ علیہ الرحمۃ	2	1	209
53	مولوی نور الحق صاحب رکن مستشار العلماء دیوبندی لاہور کا اکابرِ دیوبند کی عبارات پر فتویٰ	مولوی نور الحق	2	1	209
54	ہاشم علی (مؤلف شاہی جنتری) کے کفر وارتداد پر علماء کرام ومشائخ عظام کا متفقہ فتویٰ	حضرت مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ علیہ الرحمۃ	2	1	210
55	مولوی احمد علی شیر انوالی جواب دیں	حضرت مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ علیہ الرحمۃ	2	1	216
56	تفسیر القرآن	حضرت پیر سید محمد دیدار علی شاہ علیہ الرحمۃ	2	1	220
57	دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور	حضرت مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ علیہ الرحمۃ	2	2	225
58	ارشاد الاخبار الی سبل سید الابرار (سیف خداوندی بر دیوبندی)	مولانا حافظ محبوب علی خان رضوی لکھنوی	2	2	226
59	تفسیر القرآن	حضرت پیر سید محمد دیدار علی شاہ علیہ الرحمۃ	2	2	230
60	پیشوایانِ وہابیہ دیوبندیہ کے متعلق مولوی اللہ دتہ صاحب کا فتویٰ	مولوی اللہ دتہ صاحب	2	2	234
61	مجالس محرم وتعزیہ داری اور سبیلیں شریعت کی نگاہ میں	حضرت علامہ مولانا ابو البرکات سید احمد شاہ علیہ الرحمۃ	2	2	236
62	ارشاد الاخبار الی سبل سید الابرار	مولانا حافظ محبوب علی خان رضوی لکھنوی	2	3،4	241
63	تفسیر القرآن	حضرت پیر سید محمد دیدار علی شاہ علیہ الرحمۃ	2	3،4	243
64	سنیوں کا بول بالا وہابیوں کا منہ کالا	اراکین حزب الاحناف تاندلیانوالہ	2	3،4	245
65	مسئلہ علم غیب پر علامہ ابو البرکات کی تقریر	اراکین حزب الاحناف تاندلیانوالہ	2	3،4	247
66	مولوی ثناء اللہ امرتسری کے کفریات	اراکین حزب الاحناف تاندلیانوالہ	2	3،4	257

فہرست مضامینِ ماہنامہ معین الدین باعتبارِ مضمون نگار

(اس فہرست کا صفحہ نمبر شمارے کے اعتبار سے ہے، نہ کہ مجموعے کے اعتبار سے)

نمبر	مضمون	صاحب مضمون	جلد نمبر	شمارہ نمبر	صفحہ نمبر
1	معین الدین	مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ	1	1	2
2	شیعوں کی حالت بعد مناظرہ	//	1	1	22
3	مرزا احمد علی کی دروغ گوئی	//	1	1	22
4	خاندانِ نبوت ورسالت پر مرزائیوں کی چڑہائیاں	//	1	1	23
5	لامذہبوں سے بائیکاٹ	//	1	1	24
6	تبلیغِ اسلام	//	1	2	2
7	انجمن حنفیہ سادات مدینہ کا پہلا سالانہ جلسہ	//	1	2	14
8	مرزائیت سے توبہ	//	1	2	14
9	دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور	//	1	2	16
10	حائیری صاحب کے فتویٰ پر ایک نظر	//	1	3	16
11	تاجپورہ میں علم وعرفان کی بارش	//	1	3	16
12	ترقی اور مسلمان	//	1	4	11
13	ترقی اور مسلمان	//	1	5	2
14	تاجپورہ میں بزازی کی دوکان	//	1	5	3
15	عقائدِ وہابیہ دیوبندیہ	//	1	5	11
16	مذہبِ شیعہ کی ابتداء	//	1	5	14
17	مذہبِ شیعہ کی ابتداء	//	1	6	2
18	وہابی دیوبندی نام نہاد مسلمانوں کے عقائد کی مختصر فہرست	//	1	9	2
19	معین الدین پور ضلع گجرات	//	1	9	16
20	معین الدین پور سیداں ضلع گجرات میں عظیم الشان جلسہ	//	1	10	2
21	مولانا حامد رضا خان بریلوی اور مولوی اشرف علی کے درمیان مناظرہ	//	1	10	3
22	لاہور میں وہابیت کی تباہی وبربادی کے نظارے	//	1	12	1
23	معین الدین کا سال نو	//	2	1	2

24	ہاشم علی (مؤلف شاہی جنتری) کے کفروارتداد پر علماء کرام ومشائخ عظام کا متفقہ فتویٰ	//	2	1	3
25	مولوی احمد علی شیر انوالی جواب دیں	//	2	1	9
26	دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور	//	2	2	2
27	مولوی نورالحق صاحب رکن مستشارالعلماء دیوبندی لاہور کا اکابرِ دیوبند کی عبارات پر فتویٰ	مولوی نورالحق	2	1	2
28	جلسہ انجمن معین الدین تاجپورہ	میاں فرزند علی صاحب تاجپورہ	1	2	15
29	عرض حال	صابر ملتانی صاحب	1	3	2
30	پیشوایانِ وہابیہ دیوبندیہ کے متعلق مولوی اللہ دتہ صاحب کا فتویٰ	مولوی اللہ دتہ صاحب	2	2	11
31	ارشادالاخیارالی سبل سیدالابرار (سیفِ خداوندی بر دُبر وہابی دیوبندی)	مولانا حافظ محبوب علی خان رضوی لکھنوی	2	2	3
32	ارشادالاخبارالی سبل سیدالابرار	مولانا حافظ محبوب علی خان رضوی لکھنوی	2	3،4	2
33	تفسیرالقرآن	پیر سید محمد دیدار علی شاہ علیہ الرحمہ	1	1	3
34	تفسیرالقرآن	//	1	2	3
35	تفسیرالقرآن	//	1	3	3
36	تفسیرالقرآن	//	1	4	5
37	تفسیرالقرآن	//	1	5	4
38	تفسیرالقرآن	//	1	6	4
39	تفسیرالقرآن	//	1	7،8	19
40	تفسیرالقرآن	//	2	1	13
41	تفسیرالقرآن	//	2	2	7
42	تفسیرالقرآن	//	2	3،4	4
43	مدنی تاجدار	حضرت حکیم ابوالحسنات سید محمد احمد قادری علیہ الرحمہ	1	1	7
44	مرزائیت پر تبصرہ	//	1	1	18
45	مرزائیت پر تبصرہ	//	1	2	7
46	مرزائیت پر تبصرہ	//	1	3	11
47	مرزائیت پر تبصرہ	//	1	4	2

48	مرزائیت پر تبصرہ	//	1	5	8
49	مرزائیت پر تبصرہ	//	1	6	14
50	مولوی احمد علی کی کہانی مولوی اشرف علی کی زبانی	مولانا محمد علی ایم اے حنفی لاہور	1	1	16
51	مولوی احمد علی کی کہانی مولوی اشرف علی کی زبانی	//	1	3	14
52	مولوی احمد علی کی کہانی مولوی اشرف علی کی زبانی	//	1	4	9
53	مسئلہ غیب دانیٔ خاتم النبیین	//	1	7،8	15
54	نصیحۃ الشیعہ	حضرت علامہ مولانا ابو البرکات سید احمد شاہ صاحب	1	1	11
55	نصیحۃ الشیعہ	//	1	2	10
56	نصیحۃ الشیعہ	//	1	3	7
57	نصیحۃ الشیعہ	//	1	4	13
58	ندائے یا شیخ و یا رسول اللہ اور حضور کے حاضر و ناظر ہونے کے متعلق مولوی احمد علی شیر انوالہ کا عقیدہ اور جمہور اہلسنت و جماعت کا اعتقاد	//	1	9	6
59	مجالس محرم و تعزیہ داری اور سبیلیں شریعت کی نگاہ میں	//	2	2	13
60	جلسہ دستار بندی	جناب رحمت علی صاحب تاجپورہ	1	1	15
61	مساجد اہلسنت میں وہابی رافضی کے نماز پڑھنے کے متعلق فتویٰ	حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی	1	6	8
62	سنیوں کا بول بالا وہابیوں کا منہ کالا	اراکین حزب الاحناف تاندلیانوالہ	2	3،4	6
63	مسئلہ علم غیب پر علامہ ابو البرکات کی تقریر	اراکین حزب الاحناف تاندلیانوالہ	2	3،4	8
64	مولوی ثناء اللہ امرتسری کے کفریات	اراکین حزب الاحناف تاندلیانوالہ	2	3،4	18
65	خلفائے راشدین (سیدنا ابو بکر صدیق)	مضمون نگار کا نام نہیں لکھا	1	6	12

تذکرہ ایڈیٹر ماہنامہ معین الدین لاہور

راقم تقریبا دوسال سے حیات امام المحدثین (مفتی سیّد دیدار علی شاہ محدث الوری ثم لاہوری[1] رحمۃ اللہ علیہ) کی ترتیب میں مصروف ہے، امام المحدثین نے اپنی تفسیر میں ضمنا اپنے چند مشاہیر شاگردوں کا ذکر یوں فرمایا: خاکسار سے آج تک جنہوں نے تمام کتب صحاح ستہ وغیرہا پڑھ کر سند احادیث حاصل کی اور بفضلہ ان کا مختلف جگہ فیض جاری ہے، ان میں سے بعض مشاہیر کے اسماء گرامی یہ ہیں[2]، اس کے بعد آپ نے پندرہ شاگردوں کے نام ذکر فرمائے، ساتویں نمبر پر مولوی سیّد فضل شاہ صاحب پنجابی لکھا ہے، راقم کو جستجو ہوئی کہ یہ کون ہیں؟ ایک کتاب میں ان کے نام کے ساتھ لفظ گجراتی بھی

---

1 ... امامُ المُحدِّثین حضرت مولانا مفتی سیّد محمد دِیدار علی شاہ الوری نقشبندی رضوی رحمۃ اللہ علیہ، جَیِّد عالمِ دین، اُستاذُ العُلَما، صاحب دیوان اسلامی شاعر، مفتیِ اسلام، مفسر قرآن، 18 سے زائد کتب رسائل کے مصنف، مناظر اہلسنت، بانی مدرسہ قوت اسلام الور اور اکابرین اہل سنّت سے تھے۔ 1273ھ مطابق 1856ھ کو اَلْوَر (راجستھان، ہند) میں پیدا ہوئے اور 22 رجب المرجب 1354ھ مطابق 20، اکتوبر 1935ء کو لاہور میں بروز پیر نماز عصر کے سجدے میں وصال فرمایا، جامع مسجد حنفیہ محمدی محلہ اندرون دہلی گیٹ لاہور سے متصل دفن کیے گئے۔ دارُ العُلوم حِزبُ الاَحناف لاہور اور فتاویٰ دِیداریہ آپ کی یادگار ہیں۔ مشہور عالم دین، صاحب تفسیر الحسنات حضرت علامہ شاہ ابوالحسنات سیّد محمد احمد قادری اور مفتی اعظم پاکستان، شیخ الحدیث حضرت علامہ شاہ ابوالبرکات سیّد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہما آپ کے ہی فرزند دلبند ہیں۔ (فتاویٰ دیداریہ، ص2، ہفتہ وار اخبار الفقیہ، 21 تا 28، اکتوبر 1935ء، ص23)

2 ... تفسیر میزان الادیان، 1/ 81

ملا [3]، اس کے بعد گجرات کے علماء و شخصیت پر لکھی گئی کتب و رسائل کو دیکھا مجھے اس نام کی چار شخصیت کا تذکرہ ملا، پیر فضل حسین فضل گجراتی [4]، مولانا فضل احمد قریشی قلعداری [5]، سیّد فضل حسین شاہ اجمیری [6] اور سیّد فضل حسین شاہ کھیپڑانوالہ [7]، مگر ان

---

3 ...روشن تحریریں، ص146

4 ...پیر فضل حسین فضل گجراتی مرحوم کی پیدائش 1896ء کو سجادہ نشین دربار عالیہ شاہ دولہ شریف پیر مقبول حسین گجراتی کے ہاں گجرات میں ہوئی، ابتدائی تعلیم کے بعد میونسپل کمیٹی گجرات میں کلرک بھرتی ہوئے اور ہیڈ کلرک کے عہدے سے ریٹائرڈ ہوئے، آپ پنجابی کے نعت و غزل گو شاعر تھے، آپ کے تین دیوان شائع ہوئے جن میں سے نعتیہ دیوان کا نام قطبی تارا ہے، والد صاحب کی وفات کے بعد دربار عالیہ شاہ دولہ شریف گجرات کے سجادہ نشین بنے اور زندگی بھر یہ خدمت سرانجام دی، آپ کی وفات 12 رجب 1392ھ مطابق 22، اگست 1972ء کو ہوئی، تدفین آبائی قبرستان (برلبِ شاہ دولہ روڈ نزد مسجد حاجی صاحب) گجرات میں ہوئی۔ (خفتگان خاکِ گجرات، ص175)

5 ...مولانا فضل احمد قلعداری بن مولانا حافظ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے، آپ جید عالم دین، خطیب اہل سنت اور بہترین خطاط تھے، زندگی بھر دین متین کی خدمت میں گزار کر 1336ھ مطابق 1918ء کو وفات پائی، تدفین قبرستان قریشاں قلعدار گجرت میں ہوئی، فاضل جلیل مولانا عبدالکریم حیدری قلعداری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بیٹے اور پروفیسر ڈاکٹر احمد حسین قریشی قلعداری (گولڈ میڈلسٹ، تغمۂ امتیاز) آپ کے پوتے ہیں۔ (خفتگان خاکِ گجرات، ص175، تذکرہ اکابر اہلسنت، ص262)

6 ...حضرت پیر سیّد فضل حسین شاہ بخاری قادری بانی آستانہ غوثیہ فضلیہ نگینہ شریف کھیپڑانوالہ گجرات کا تعلق خاندان بخاریہ سے تھا، آپ کا وصال 31 ستمبر 1983ء کو ہوا، مزار کھیپڑانوالہ میں مشہور ہے۔ (خفتگان خاکِ گجرات، ص284)

7 ...پیر سیّد فضل حسین شاہ اجمیری کا تعلق وڈاپنڈ نزد کڑیانوالہ گجرت سے ہے، آپ کا وصال 2 رمضان

چاروں کے بارے میں ایسا کوئی تذکرہ نہ ملا کہ انھوں نے امام المحدثین سے استفادہ کیا ہو، راقم نے گجرات کے کئی برادران اسلامی کے ذمے لگایا کہ اس نام کے عالم دین کی تلاش کریں مگر یہ سب سعی لاحاصل ثابت ہوا، راقم کا لاہور جانا ہوا تو برادر اسلامی قاری ابرار احمد عطاری صاحب[8] سے تذکرہ کیا تو انہوں نے بتایا کہ میرے پاس ماہنامہ معین الدین لاہور کے شمارے کا عکس ہے جس پر اس نام کے عالم دین کو بطور ایڈیٹر لکھا گیا ہے، یہی وہ بات تھی جس سے ایک سمت طے ہوئی، اس رسالے سے معلوم ہوا کہ ان کا مکمل نام مولانا سیّد ابو احمد فضل حسین شاہ ہے یہ دارالعلوم حزب الاحناف سے فارغ التحصیل ہو کر لاہور کے علاقے تاج پور نزد وسن پورہ[9] میں دین متین کی خدمت میں مصروف ہوئے، مزید یہ

1402ھ مطابق 24 جون 1982ء کو ہوا۔ (خفتگان خاکِ گجرات، ص 284)

8 ... قاری ابرار احمد عطاری صاحب اندرون لاہور کے باشندہ ہیں، کتب اسلاف سے گہرا تعلق ہے، قدیم کتب اوران کے عکوس تلاش کرنا آپ کی فطرت کا حصہ ہے، صاحب مطالعہ، حسن اخلاق کے پیکر اور محققین کی مدد کے لیے کوشاں ہیں۔

9 ... تاج پورہ کسی زمانے میں لاہور کا مضافاتی علاقہ تھا اور ترقی پذیر تھا جامع مسجد حنفیہ کی تعمیر اسی زمانے میں ہوئی اور شاید علامہ فضل حسین شاہ صاحب اس کے پہلے امام وخطیب مقرر ہوے، آجکل اسے تاج پورہ پارک کہا جاتا ہے یہ شہر کا گنجان آباد علاقہ ہے اور یہ ڈسٹرکٹ لاہور کے شالامار ٹاؤن کے وسن پورہ (یوسی 24) یا فیض باغ (یوسی 25) میں شامل ہے البتہ تاج کے نام سے لاہور ڈسٹرکٹ لاہور کے عزیز بھٹی ٹاؤن کے تاج باغ (یوسی 57) اور تاج پورہ (یوسی 58) ہیں۔

بھی آگاہی ہوئی کہ ان کا تعلق معین پور سیّداں ضلع گجرات (پنجاب) سے ہے، راقم نے گجرات کے مجلس رابطہ بالعلماء کے علماء سے عرض کی کہ ان کا کھوج لگائیں، عزیزی مولانا طاہر طفیل مدنی صاحب[10] اگست 2022ء میں وہاں تشریف لے گئے مگر سراغ نہ ملا، واپس آکر انھوں نے مولانا سیّد حسن عسکری مدنی صاحب[11] سے ذکر کیا تو انھوں نے بتایا کہ میں بھی اسی موضع کا رہنے والا ہوں اور ان کے خاندان کو جانتا ہوں، چنانچہ مولانا ظہیر عباس مدنی صاحب[12] کی قیادت میں دعوت اسلامی کا ایک وفد 6 ستمبر 2022ء کو یہاں گیا جس کے شرکاء یہ تھے: مولانا طاہر طفیل مدنی صاحب، مولانا سیّد حسن عسکری مدنی صاحب اور جناب ثناء اللہ عطاری صاحب[13]، انھوں نے وہاں جاکر مولانا سیّد فضل حسین شاہ صاحب کے بیٹے مولانا سیّد علی محمد فاروق شاہ صاحب اور تین پوتوں سیّد احمد رضا شاہ

---

10 ... عزیزی مولانا طاہر طفیل مدنی صاحب عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ کراچی میں پڑھتے رہے ہیں، فارغ درس نظامی، امام وخطیب اور ڈسٹرکٹ ذمہ دار مجلس رابطہ بالعلماء ہیں، درس نظامی کے کچھ اسباق راقم سے بھی پڑھے ہیں۔

11 ... مولانا سیّد حسن عسکری مدنی جامعۃ المدینہ گجرات سے فارغ التحصیل اور جامعہ اویسہ گجرات کے مدرس ہیں۔

12 ... مولانا ظہیر عباس مدنی صاحب جامعۃ المدینہ سے فارغ التحصیل اور نہایت منکسر المزاج شخصیت کے مالک ہیں، اس وقت یہ گجرانوالہ ڈویژن کے مجلس رابطہ بالعلماء کے ذمہ دار ہیں۔

13 ... جناب ثناء اللہ عطاری صاحب دعوت اسلامی کے شعبے مزارات اولیا کے گوجرانوالہ ڈویژن کے ذمہ دار ہیں۔

صاحب، سیّد اجمل حسین شاہ صاحب اور سیّد نجم الحسن شاہ صاحب سے ملاقات کی اور معلومات حاصل کیں، جن کی روشنی میں یہ مضمون تیار ہوا، راقم مذکورہ تمام علما و شخصیات کا شکر گزار ہے۔

حالات زندگی مولانا سیّد فضل حسین شاہ گجراتی

ولادت و تعلیم و تربیت:

سیّد السادات حضرت علامہ مولانا سیّد ابو احمد فضل حسین شاہ نقشبندی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت معین الدین پور شاہاں [14] نزد گجرات سٹی [15]، پنجاب میں غالباً 1325ھ مطابق 1908ء کو سیّد محمد شاہ [16] ولد سیّد پیر شاہ میانے شاہنے کے گھر ہوئی۔ آپ نے

---

14 ... معین الدین سیّداں (Moinuddinpur Syedan) کا عوامی نام محمدی پور شاہانہ ہے، یہ ضلع گجرات کا ایک گاؤں ہے جو گجرات شہر سے

جانب مشرق اڑھائی کلو میٹر، جلالپور جٹاں اور پنڈی حسنہ (Pindi Hasna) کے درمیان واقع ہے۔ اس کی آبادی 35 ہزار ہے۔

15 ... گجرات سٹی پاکستان کے صوبہ پنجاب کا ایک اہم شہر ہے جو پنجاب کے شمالی علاقے میں لاہور سے 120 کلو میٹر واقع ہے، اس کے قریب جانب جنوب دریائے چناب ہے، اس کی تحصیلیں گجرات، کھاریاں اور سرائے عالمگیر ہیں، گجرات بجلی کے پنکھوں، فرنیچر سازی برتن سازی اور جوتوں کی صنعت میں ایک نام رکھتا ہے۔

16 ... آپ نے اپنے والد صاحب کے بارے میں تحریر فرمایا: حضرت والد ماجد قبلہ و کعبہ سیّد محمد شاہ صاحب

ابتدائی اسلامی تعلیم علاقے کے علماء سے حاصل کرکے دارالعلوم حزب الاحناف لاہور[17] میں داخلہ لیا، دورۂ حدیث مکمل کر کے غالبا 1351ھ مطابق 1932ء میں فارغ التحصیل ہوئے چنانچہ آپ خود تحریر فرماتے ہیں: حضرت حجۃ الاسلام قبلہ عالم ماحی بدعت حامیٔ سنت جناب مولانا ابو محمد محمد دیدار علی شاہ صاحب فقیہ اعظم اور آپ کے صاحبزادگان حضرت مولانا مولوی حکیم حافظ قاری ابوالحسنات سیّد محمد احمد صاحب[18] خطیب مسجد

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 6 شوال 1360ء مطابق 24، اکتوبر 1941ء کو ہوا، 3، 2 ذیقعد کو جلسہ سے ایک روز قبل آپ کا چالیسواں ہوا۔ (حاشیہ آئینہ عقائد شعیہ، ص 2)

17 ... دارُالعُلوم حِزبُ الْاَحْناف لاہور کو امام المحدثین نے 1924ء میں مسجد وزیر خاں اندرون دہلی گیٹ میں شروع فرمایا، پھر یہ جامع مسجد حنفیہ محمدی محلہ اندرون دہلی گیٹ منتقل کر دیا گیا، جگہ تنگ ہونے کی وجہ سے آپ کے صاحبزادے مفتی اعظم پاکستان مفتی شاہ ابوالبرکات سیّد احمد رضوی صاحب اس کی وسیع و عریض عمارت بیرون بھاٹی گیٹ گنج بخش روڈ پر بنائی، جو اب بھی قائم ہے۔ شرفِ ملت حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب تحریر فرماتے ہیں: جہاں سے سینکڑوں علما، فضلا اور مدرسین پیدا ہوئے، آج پاکستان کا شاید ہی کوئی شہر یا دیہات ہوگا جہاں حزب الاحناف کے فارغ التحصیل علما دینی خدمات سرانجام نہ دے رہے ہوں۔ (تذکرہ اکابر اہل سنت، 142، 141)

18 ... مفسّر قرآن حضرت علامہ سیّد ابوالحسنات محمد احمد قادِری رحمۃ اللہ علیہ 1314ھ اَلْوَر (راجستھان) ہند میں پیدا ہوئے اور 2 شعبان 1380ھ میں پاکستان کے دوسرے بڑے شہر لاہور میں وفات پائی، مزارِ داتا گنج بخش سیّد علی ہَجْویری کے قُرب میں دفن ہونے کا شرف پایا۔ آپ حافظ، قاری، عالمِ باعمل، بہترین واعِظ، مسلمانوں کے مُتَحَرِّک راہنما اور کئی کتب کے مُصَنِّف تھے۔ تصانیف میں تفسیرُالحَسَنات (8 جلدیں) آپ کا خوبصورت کارنامہ ہے۔ (تذکرہ اکابر اہلسنت، ص 442، تفسیر الحسنات، 1/46) حضرت علامہ شاہ ابوالحسنات

وزیر خاں اور استاذ العلماء فاضل نوجوان مناظر بے بدل حضرت مولانا علامہ ابو البرکات سیّد احمد شاہ صاحب قبلہ[19] ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کی مقدس ہستیوں سے ایک عالم فیض یاب ہو رہا ہے، فقیر کے حال پر بھی فضل الٰہی ہوا، ان پاک ہستیوں کی برکات سے عرصہ قلیل میں علوم دینیہ سے مالامال ہوا، ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔[20]

بیعت وارادت:

علامہ فضل حسین شاہ صاحب نے بیعت کا شرف سلسلہ نقشبندیہ قادریہ میں امام المحدثین سے حاصل کیا، آپ اپنے مرشد کا تذکرہ یوں کرتے ہیں: پیر و مرشد، حامی سنّت، ماحی بدعت، اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، فخر العلماء والمحدثین ابو محمد محمد دیدار علی شاہ

صاحب کے مولانا سیّد فضل حسین شاہ صاحب سے بڑے دیرینہ تعلقات تھے چنانچہ آپ نے ان کے رسالے آئینہ عقائد شیعہ پر تقریظ لکھی تو آپ کے بارے میں یہ الفاظ تحریر فرمائے: میرے عزیز خاص مولانا الحاج ابو احمد سیّد فضل حسین صاحب فاضل مرکزی دار العلوم حزب الاحناف سلمہ۔ (آئینہ عقائد شیعہ، ص47)

19... خلیفہ اعلیٰ حضرت مفتیِ اعظم پاکستان، سیّد المحدّثین حضرت علامہ ابو البرکات سیّد احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ استاذ العلماء، شیخ الحدیث، مناظرِ اسلام، بانی و امیر مرکزی دارُ العلوم حِزبُ الاحناف لاہور اور اکابرینِ اہلِ سنّت سے تھے۔ 1319 ہجری کو محلہ نواب پور اَلْوَر (راجستھان) ہند میں پیدا ہوئے اور لاہور میں 20 شوّال 1398 ہجری میں وِصال فرمایا، مزار مبارک دارُ العلوم حِزب الاحناف داتا دربار مارکیٹ لاہور میں ہے۔ (تاریخِ مشائخِ قادریہ رضویہ برکاتیہ، ص314-318)

20 ... رسائل و مناظرے ابو البرکات، مناظرہ معین پور، ص332

صاحب قدس سرہ العزیز۔[21] ایک اور جگہ یوں ذکر کرتے ہیں: شیخ الحدیث حضرت امام اہل سنت، قامع بدعت، سیّدی ومولائی ومرشدی واستاذی، قبلہ عالم، حضور پر نور، مولانا مولوی سیّد ابو محمد محمد دیدار علی شاہ صاحب رضوی قادری نقشبندی مدظلہ العالی۔[22]

لاہور میں خدمت دین کا آغاز:

آپ دورۂ حدیث کرنے کے بعد لاہور کے علاقے تاج پورہ نزد وسن پورہ میں خدمات دینیہ سرانجام دینے لگے، غالباً جامع مسجد حنفیہ تاج پورہ میں امام وخطیب مقرر ہوئے، آپ نے اس پورے علاقے میں ایک فعال عالم دین کے طور پر دینی خدمات کا بیڑا اٹھایا، یہاں کے لوگوں پر آپ کا گہرا اثر تھا جیسا کہ ماہنامہ معین الدین لاہور کے پہلے شمارے میں جلسۂ ہائے دستار بندی کے عنوان کے تحت ہے:

رمضان المبارک کے وُرودِ مسعود سے قبل اہلیان تاجپورہ نے حضرت حجۃ الاسلام قبلہ عالم ماحی بدعت حامی سنت جناب محمد دیدار علی شاہ صاحب دامت برکاتہم کو تاجپورہ میں تشریف لانے کی تکلیف دی، حضرت ممدوح دامت برکاتہم القدسیہ نے کمال مہربانی فرما کر اپنے قدوم برکت لزوم سے سرزمین تاجپورہ کو شرف وعزت بخشی، مسجد حنفیہ میں بہت شان وشوکت سے جلسۂ وعظ منعقد ہوا مسجد حاضرین سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ حضرت ممدوح دامت برکاتہم کے بیان نے سامعین کے ایمانی جذبات کو موجزن کر دیا ختم وعظ پر

21... آئینہ عقائد شیعہ، ص 2

22 ...ماہنامہ معین الدین لاہور، بابت ماہ اپریل 1933ء، ص 16

حضرت مولانا ابو احمد فضل حسین شاہ صاحب زید مجدہ کی دستار بندی قبلہ عالم کے مبارک ہاتھوں سے ہوئی، بعدہ ختم غوثیہ ہوا اور دیر تک نعت خوانی ہوتی رہی جس سے حاضرین نہایت ہی خوش ہوئے، پھر رمضان المبارک میں جلسہ وعظ منعقد ہوا اس دفعہ حضرت حجۃ الاسلام کے صاحبزادہ جناب مولانا مولوی حکیم حافظ قاری ابو الحسنات سیّد محمد احمد صاحب قبلہ تشریف فرما ہوئے، تاجپورہ کا مقدر اوج پر تھا حضرت صاحبزادہ صاحب کی خوش بیانی اور موثر تقریر سے مسلمانانِ تاجپورہ نے اپنے ایمان کو تازہ کیا، اہلیان تاجپورہ کی درخواست پر صاحبزادہ صاحب قبلہ نے مستری مہر دین صاحب کو تاجپورہ کا چوہدری مقرر کیا اور اپنے مبارک ہاتھوں سے دستار باندھی چاروں طرف سے مبارک کی صدائیں بلند ہوئیں، آپ نے چوہدری صاحب موصوف کو اتباع شریعت کی تاکید فرمائی نیز تاجپورہ کے مسلمانوں کو ان کی فرمانبرداری کی ہدایت کی سب نے نہایت خلوص دل سے شریعت مطہرہ پر گامزن رہنے کا اقرار کیا، صاحبزادہ صاحبِ قبلہ کے تشریف لے جانے کے بعد ختم گیارھویں شریف ہوا اور بارہ بجے رات تک نعت خوانی ہوتی رہی، حاضرین نہایت محظوظ ہوئے، مولیٰ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ سلسلہ وعظ و ختم غوثیہ ہمیشہ رہے، تاجپورہ کے مخلص مسلمانوں نے اس بات کا انتظام کر لیا ہے کہ ہر ماہ مسجد حنیفہ میں وعظ شریف ختم گیارہویں شریف اور نعت خوانی ہوا کریں، اللہ تعالی ان کے اس کار خیر میں مدد فرمائے آمین۔

یہ امر بھی باعث مسرت ہے کہ مسلمانان وسن پورہ بھی نیک کام میں پیچھے نہیں رہے، جناب مستری محمد دین صاحب کو اپنا چوہدری مقرر کیا، حضرت مولانا ابو احمد سیّد فضل حسین شاہ صاحب نے اپنے دستِ مبارک سے دستار باندھی اور بعدہ ایک پر جوش تقرر فرمائی، چوہدری صاحب و ساکنانِ وسن پورہ کو شریعتِ اسلامیہ کی پیروی کی تلقین کی،

خدائے قدوس تمام مسلمانوں میں ایسا ہی اتحاد و اتفاق پیدا کر دے اور دینِ اسلام کا سچا اور پکا پابند بنا دے، آمین ثم آمین۔[23]

انجمن معین الدین تاج پورہ کا آغاز:

علامہ سیّد فضل حسین صاحب آپ نے یہاں رجب 1351ھ مطابق نومبر 1932ء میں انجمن معین الدین تاج پورہ لاہور قائم فرمائی، اس کے اغراض و مقاصد یہ تھے: ۞ اشاعت مذہب حقہ اہل سنت و جماعت ۞ تردید مذہب باطل ۞ (عوام) اہل سنت کی دینی دونیوی خدمات کرنا، ان میں اخوت اسلامی کا جذبہ پیدا کرنا اور تہذیب اخلاق سکھانا۔[24] آپ اس میں بطور ناظم متحرک رہے[25]، اس انجمن کے تحت مارچ 1933ء

---

23 ... ماہنامہ معین الدین لاہور، بابت ماہ مارچ 1933ء، ص 15

24 ... ماہنامہ معین الدین لاہور، اپریل 1933ء، ص 15

25 ... ماہنامہ معین الدین لاہور، اپریل 1933ء، ص 15، انجمن معین الدین تاج پورہ لاہور کے خدوخال سمجھنے کے لیے اس کے ایک خاص اجلاس کی تفصیلات پیش کی جاتی ہیں جو اسے ایک سال مکمل ہونے پر منعقد ہوا تھا چنانچہ تاج پورہ کے فرزند علی صاحب تحریر کرتے ہیں: انجمن معین الدین تاجپورہ لاہور کا اجلاس خاص مؤرخہ 6 مارچ 1933ء بروز اتوار جناب چوہدری مہر دین صاحب کے مکان پر منعقد ہوا۔ تاجپوہ اور وسن پورہ کے سرکردہ حضرت اہلسنت شریک طلبہ ہوئے فاضل نوجوان جناب مولانا ابو احمد فیضل حسین صاحب نے انجمن کی رپورٹ کارگزاری (از ابتداء نومبر 1932ء) سناتے ہوئے حاضرین کی توجہ اس طرف مبذول فرمائی کہ وہ خالص دینی انجمن کی ہر طرح سے دستگیری فرمائیں اسکو کامیاب بنانے میں ہر ممکن کوشش کریں، تمام نے یک زبان ہو کر خوش دلی سے لبیک کہی اور مالی جانی امداد فرمانے کے وعدے کیے بعدہ عہدہ داروں کا انتخاب ہوا جن کے اسما گرامی ذیل میں درج ہیں:

میں ماہنامہ معین الدین لاہور کا آغاز فرمایا،[26] آپ ہی اس ماہنامہ کے ایڈیٹر و پبلشر تھے، اس کے علاوہ جامع مسجد فیض باغ لاہور میں بعد نماز مغرب درسِ قرآن بھی دیا کرتے تھے۔[27] اس انجمن کے تحت لوگوں کے عقائد و اعمال کی درستی اور علم دین سے روشناس کروانے کے لیے جلسے بھی منعقد ہوتے تھے، جس میں جید علمائے کرام شرکت کرتے، وعظ فرماتے اور علم و عرفان کو عام فرمایا کرتے تھے۔ ماہنامہ معین الدین لاہور میں "تاجپورہ میں

1۔ صدر انجمن زبدۃ الحکماء ممتاز الاطباء حکیم ڈاکٹر جناب دوست محمد صاحب صابر تاجپورہ لاہور

2۔ نائب صدر، جناب جمعدار علی گوہر صاحب وسن پورہ لاہور۔

3۔ ناظم، حضرت مولانا ابو احمد فضل حسین شاہ صاحب، فاضل دارالعلوم حزب الاحناف ایڈیٹر معین الدین تاجپورہ لاہور

4۔ نائب ناظم۔ جناب چوہدری مہر دین صاحب، تاجپورہ لاہور

5۔ امین انجمن، جناب مستری رحمت علی صاحب ملتانی، تاجپورہ لاہور

انتخاب کے بعد دیر تک انجمن کی ترقی اور کامیابی کے متعلق مختلف تجاویز پر بحث و تمحیص ہوتی رہی اور باتفاق قرار پایا کہ

1۔ برادرانِ اہلسنت لاہور مصری شاہ، فیض باغ، وسن پورہ، چاہ میراں، گڑھی شاہو وغیرہ کو انجمن ہذا کے ساتھ منسلک کیا جائے۔

2۔ رسالہ معین الدین کا حلقہ اشاعت بہت وسیع کیا جائے۔ بعدہ دعا کی گئی اور جلسہ ختم ہوا، ہر بہی خواہ اسلام خصوصاً حضراتِ اہلسنت پر زور التجا ہے کہ اپنی اس خاص مذہبی انجمن کو فروغ دینے کے لیے ہر جائز کوشش کریں، انجمن کی کامیابی کا انحصار آپ کی توجہ پر ہے جان و مال سے اس کی اعانت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

26 سرورق ماہنامہ معین الدین تاجپورہ لاہور

27 ... ماہنامہ معین الدین لاہور، اگست 1933ء، ص16

علم و عرفان کی بارش" کے عنوان کے تحت ایک جلسے کے احوال اس طرح بیان ہوئے ہیں:

مورخہ 12 اپریل 1933ء بعد از نماز عشا مسجد حنیفہ تاجپورہ میں باہتمام ارا کین انجمن معین الدین ایک جلسہ عام ہوا، حضرت حجۃ الاسلام قبلہ عالم مولینا ابو محمد محمد دیدار علی شاہ صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کی تشریف آوری کی خبر سن کر کثرت سے لوگ شریک جلسہ ہوئے، مجمع بفضلہ بہت کافی تھا حضرت قبلہ عالم دامت برکاتہم العالیہ نے کامل دو گھنٹے تقریر فرمائی، بعدہ ختمِ غوثیہ ہوا جس کے بعد دیر تک نعت خوانی ہوتی رہی، اختتام پر جناب ڈاکٹر دوست محمد صاحب صابر ملتانی[28] صدر انجمن نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے رسالہ معین الدین کی نشرو اشاعت کی طرف توجہ دلائی نائب صدر جناب جمعدار علی گوہر صاحب نے اپنے خرچ سے پچاس رسالے وسن پورہ میں مفت تقسیم کرنے کا ذمہ لیا، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے، مسلمانانِ مصری شاہ، چاہ میراں، فیض باغ وغیرہ

---

28 ... حکیم انقلاب، ممتاز الاطباء حکیم دوست محمد صابر ملتانی صاحب کی پیدائش 6 جولائی 1906ء کو ملتان کینٹ میں ہوئی اور 30 مئی 1972ء کو لاہور میں وفات پائی، آپ ایک طبی محقق تھے، آپ نے جدید طریقہ علاج قانون مفرد اعضا دریافت کیا اور اس کی تائید کے لیے 16 سے زائد کتب اور کثیر مضامین لکھے آپ کی کوشش علم طب میں انقلاب برپا ہوا، آپ کا مطب فیض باغ عیسی سٹریٹ نمبر 10 میں تھا، آپ انجمن خادم الحکمت شاہدرہ لاہور کے بانی بھی ہیں، آپ سے مشاہیر حکماء نے تربیت پائی، آپ کی تربیت کے مطابق اس فن کی خدمت کر کے مشہور ہوئے۔ آپ دین سے بھی لگاؤ رکھتے تھے، جب علامہ سیّد فضل حسین شاہ صاحب نے تاجپورہ نزد وسن پورہ میں انجمن معین الدین تاج پورہ بنائی تو یہ اس کے صدر قرار پائے، یہ علماء کی صحبت میں رہتے اور دینی تقریبات میں حصہ لیتے تھے نیز ماہنامہ معین الدین لاہور کے اعزازی اڈیٹر بھی تھے جیسا کہ ماہ مئی تا ماہ اکتوبر 1933ء کے شماروں کے سرورق پر آپ کا نام اس ذمہ داری کے ساتھ مرقوم ہے۔

سے بھی درخواست ہے کہ وہ بھی اس کی اشاعت میں خاطر خواہ حصہ لیں بعدہ نوجوانانِ تاجپورہ کا شکریہ ادا کیا گیا جنہوں نے نہایت جانفشانی سے مسجد حنفیہ کی تعمیر میں حصہ لیا، مولائے تعالیٰ ان کے اس شوق کو ترقی دے، بردارانِ اہلسنت سے اطلاعاً عرض ہے کہ تاجپورہ میں ہر ماہ جلسہ وعظ و ختم غوثیہ ہونا قرار پاچکا ہے، لہذا تاریخ جلسہ سے مطلع ہوتے ہی ضرور شرکت فرمایا کریں۔[29]

معین پور وغیرہ میں خدمات:

آپ دارالعلوم حزب الاحناف لاہور سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد تاج پورہ لاہور میں خدمات دین سرانجام دینے لگے مگر اپنے مولد (پیدائشی علاقے) کو بھی نہ بھولے بلکہ یہاں کے حالات سے آگاہ رہتے اور یہاں کے لوگوں کے دینی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کرتے، چنانچہ ایک مرتبہ آپ سے ملنے یا دیگر کاموں کے کے لیے کچھ نوجوان لاہور آئے تو آپ نے ان سے معین پور میں تبلیغ قرآن و سنت اور اصلاح المسلمین کے لیے ایک جلسہ کرنے کے بارے میں اجلاس فرمایا جس کی تفصیل ماہنامہ معین الدین لاہور میں "معین الدین پور سیّداں ضلع گجرات میں عظیم الشان جلسہ" کے عنوان سے شائع ہوئی۔ اس کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا فضل حسین شاہ صاحب میں کئی علمی امتیازات کے ساتھ ساتھ انتظامی امور کی صلاحیت بھی بدرجہ اتم موجود تھی چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:

بردارانِ ملت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ معروض آنکہ نوجوانِ سادات کرام

---

29 ... ماہنامہ معین الدین تاج پورہ لاہور، بابت ماہ مئی 1933ء، ص16، کچھ الفاظ حذف کیے ہیں۔

معین الدین پور حال مقیم لاہور کا ایک اہم اجلاس مورخہ 10 دسمبر 1933ء کو منعقد ہوا، دیر تک اپنے برادرانِ وطن کی فلاح و بہبود اور دینی ترقی کے متعلق گفتگو ہوتی رہی، ان میں مذہبی روح پھونکنے اور ان کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے مختلف تدابیر پر غور و خوض ہوتا رہا، آخر باتفاق منظور ہوا کہ ماہ اپریل 1934ھ میں عظیم الشان جلسہ منعقد ہو جس میں ہندوستان اور پنجاب کے جلیل القدر علماء اہل سنت کو مدعو کیا جائے تاکہ وہ حقانیت مذہب اہلسنت و جماعت، لامذہبی اور بے دینی کے نتائج مخالفین، اہل سنت کے حملوں کی مدافعت، اور ان کے اعتراضات کے جواب اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے ذرائع وغیرہ نہایت ضروری مسائل پر دلائل عقلی و نقلی سے اپنے دلکش اور پر تاثیر بیانوں سے حاضرین کو مستفید اور مستفیض فرمائیں، اس خاص دینی کام میں سرمایہ کی اشد ضرورت ہے اور میں فخریہ کہتا ہوں کہ نوجوان سادات کرام ہر طرح کی مالی جانی قربانی کرنے کو تیار ہیں، لیکن میں برادرانِ اہلسنت اور خاص کر ساکنانِ معین الدین پور سے پرزور درخواست کرتا ہوں کہ چونکہ یہ مقتدایانِ دین فی الحقیقت آپ حضرات کے مہمان ہوں گے اور ہم محض خادم، لہذا آپ کا اخلاقی معاشرتی اور دینی فرض ہے کہ جناب اس جلسہ کو کامیاب بنانے میں ہمارے ساتھ جان و مال سے شریک ہو کر ثواب دارین حاصل کریں، میں اپنے ان سیّد بھائیوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔[30]

۞ 5 ستمبر 1932ء میں آپ کی اہلیہ کا انتقال ہوا، آپ ان کی تدفین کے لیے آبائی علاقے معین الدین پور میں تشریف لے گئے پھر 6، اکتوبر 1932ء دوبارہ جانا ہوا تو آپ نے وہاں

---

30 ...ماہنامہ معین الدین تاج پورہ لاہور، بابت ماہ دسمبر 1933ء، ص 2

اہل باطل کا غلبہ دیکھا تو لاہور آکر اپنے استاذ میں علامہ شاہ ابو البرکات سیّد احمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ سے اہل باطل سے مناظرہ کرنے کی درخواست کی چنانچہ آپ مولانا نظام الدین ملتانی [31] کے ساتھ معین پور تشریف لے گئے، مولانا محمد شفیع وزیر آبادی [32] اور مولانا حافظ پیر سیّد ولایت شاہ گجراتی [33] بھی تشریف لے آئے، 23، اکتوبر 1932ء اہل باطل سے مناظرہ فرمایا اور شاندار کامیابی حاصل کی، یہ "مناظرہ معین الدین پور" کے نام سے شائع ہوا ہے [34]، اس کے کئی فوائد سامنے آئے، دو چار افراد کے علاوہ تمام لوگ باطل

---

31 ... رئیس المناظرین مولانا ابو منظور محمد نظام الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ملتان میں ہوئی، آپ جید عالم دین، قادری سروری سلسلے میں بیعت، مصنف کتب کثیرہ اور بہترین مناظر تھے، 27 تصانیف میں سلطان الفقہ المعروف فتاویٰ نظامیہ (گیارہ حصے) آپ کی بہترین یادگار ہے۔ آپ کا وصال وزیر آباد ضلع گوجرنوالہ کے دروازہ موج دین میں ہوا، یہاں آپ کی رہائش تھی، تاریخ و سن ولادت اور وفات نہ مل سکا۔ (تذکرہ اکابر اہل سنت، ص 549 تا 550)

32 ... مولانا محمد شفیع صاحب مولانا محمد نظام الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہما کے شاگرد تھے، کاموکی ضلع گوجرانوالہ میں دینی خدمات سرانجام دیتے رہے مزید حالات نہ مل سکے۔۔ (تذکرہ اکابر اہل سنت، ص 550)

33 ... شہنشاہِ ولایت حضرت مولانا حافظ پیر سیّد ولایت شاہ گجراتی جماعتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1306ھ کو موضع رانی وال (گجرات پنجاب) میں ہوئی اور وصال گجرات شہر میں بحالت نماز 26 جمادی الاولیٰ 1390ھ کو فرمایا، اپنی بنائی گئی شاہ ولایت مسجد میں مزار بنایا گیا۔ آپ حافظ قرآن، فاضل جامعہ نعمانیہ لاہور، واعظ خوش بیان، استاذ العلماء، مدرسہ تعلیم القرآن و مدرسہ انجمن خدام الصوفیہ کے بانی، اہل سنت کے متحرک رہنما اور سلسلہ نقشبندیہ جماعتیہ کے شیخ طریقت تھے۔ (تذکرہ خلفائے امیر ملت، ص 313)

34 ... رسائل و مناظرے ابو البرکات، ص 321 تا 325، 410

عقائد سے توبہ تائب ہو کر مذہب حقہ اہل سنت میں داخل ہو گئے۔[35]

۞ علامہ سیّد فضل حسین شاہ صاحب لاہور میں کچھ عرصہ دین متین کی خدمت کرنے کے بعد اپنے آبائی وطن معین الدین پور گجرات تشریف لے گئے اور وہاں کی جامع مسجد میں امامت وخطابت کرنے لگے، یہاں سال میں تین جلسے کروایا کرتے تھے، ناموافق حالات کے باوجود آپ زندگی پر اہل باطل کے سامنے ڈٹے رہے اور دنیا کی کوئی رُکاوٹ اِن کا سر نہ جھکا سکی۔

۞ آپ کا حلقہ اثر معین الدین پور کے علاوہ گجرات کے علاقے مدینہ سیّداں، جمال پور اور دولت نگر میں بھی تھا، آپ نے ماہنامہ معین الدین میں انجمن حنفیہ سادات مدینہ سیّداں کے تحت 4، اور 5 مارچ 1933ء کے ایک سالانہ جلسے کی روداد شائع کی جس میں لکھا ہے کہ مفتی شاہ ابو البرکات صاحب نے پہلے دن 4 گھنٹے اور دوسرے دن 3 گھنٹے رد مرزائیت پر خطاب فرمایا، ان کوششوں کے برکت سے ایک شخص سیّد حسین شاہ تیس بتیس سال مرزائی رہنے کے بعد سچے دل سے تائب ومستغفر ہو کر دائرہ اسلام واہل سنت میں داخل ہوا۔[36]

حج بیت اللہ کی سعادت:

راقم نے ایک بزرگ سے سنا ہے کہ جو دین متین کی خدمت کرتا ہے، اللہ پاک اسے حرمین طیبین کی زیارت سے بھی مشرف کرتا ہے جبکہ کئی مالدار لوگ اس سعادت سے محروم رہتے ہیں، اللہ پاک نے کرم فرمایا اور علامہ فضل حسین شاہ کو حج بیت اللہ کی سعادت

35... ماہنامہ معین الدین تاج پورہ لاہور، بابت ماہ مارچ 1933ء، ص 22

36 ...ماہنامہ معین الدین لاہور، اپریل 1933ء، ص 14۔

سے مشرف فرمایا، اس کی تفصیلات تو میسر نہ آسکیں البتہ اتنا معلوم کہ آپ نے یکم محرم 1361ھ سے قبل یہ سعادت پائی۔ جیسا کہ آپ کے استاذ گرامی علامہ مفتی شاہ ابو البرکات سیّد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے رسالے آئینہ عقائد شیعہ کی تصدیق کرتے ہوئے تحریر فرمایا: میرے محترم ومکرم مولانا مولوی حاجی سیّد ابو احمد فضل حسین شاہ صاحب زاد علمہ وعملہ فاضل حزب الاحناف نے جتنے عقائد اہل سنت وجماعت قلمبند فرمائے فقیر کے بھی یہی عقائد ہیں۔[37]

تصنیفی خدمات:

آپ کی تصانیف میں سے ایک رسالہ آئینہ عقائد شیعہ ہے جو 52 صفحات پر مشتمل ہے، اسے غالبا شعبان 1361ھ مطابق 15، اگست 1942ء کو مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور نے شائع کیا۔ موضوع نام سے واضح ہے۔ اس کی تصدیق حضرت علامہ شاہ ابو الحسنات قادری، حضرت مفتی شاہ ابو البرکات قادری، مولانا پیر سیّد ولایت شاہ صاحب گجراتی، مولانا پیر سیّد ابو الحقائق امانت علی شاہ حسنی نظامی[38] اور حکیم الامت مفتی احمد یار

---

37 ... آئینہ عقائد شیعہ، ص 51

38 ... واقف اسرار معرفت حضرت مولانا پیر سیّد ابو الحقائق امانت علی شاہ نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش موضع گلھوٹی سیّداں (تحصیل زیرہ ضلع فیروزآباد) میں 20 صفر 1322ھ کو ہوئی، آپ شیخ طریقت، بہترین واعظ، خوش الحان مثنوی گو، بانی آستانہ چشتیہ نظامیہ بیت الامان مغلپورہ لاہور اور وسیع حلقہ مریدان رکھنے والے تھے، آپ کا وصال 7 محرم 1391ھ مطابق 7 مارچ 1971ء کو ہوا اور اپنے قائم کردہ آستانے میں تدفین پر ہوئی جس

خان نعیمی [39] رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے ،یہ تصدیقات اس رسالے کے صفحہ 47 سے 52 تک محیط ہیں ۔[40] حکیم الامت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں ؛ محترم مولانا فضل حسین شاہ صاحب نے اہل سنت کے عقائد جو بیان فرمائے ہیں ،وہ بالکل درست اور صحیح ہیں ، یہ ہی میرا عقیدہ ہے اور یہ ہی تمام اہل سنت کا ، اسی پر خدائے قدوس قائم رکھے آمین ۔[41]

دیگر تصانیف میں رسالہ مناظرہ معین الدین پور [42] اور ماہنامہ میں لکھے گئے مضامین ہیں ، آپ فتاویٰ نویسی بھی فرمایا کرتے تھے ،مارچ 1934ء کے ماہنامہ معین الدین لاہور

پر خوبصورت گنبد تعمیر ہوا۔

39 ... حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی 1324ھ کو محلہ اوجھیانی بدایوں (اتر پردیش ہند) میں پیدا ہوئے۔ وصال 3رَمضان 1391ھ کو فرمایا، مزار گجرات (پنجاب، پاکستان) میں ہے۔ آپ مفسر قراٰن، شارحِ مشکوۃ، استاذالعلماء، مصنف کُتُبِ کثیرہ اور اکابرینِ اہلِ سنت سے ہیں۔(تذکرہ اکابرِ اہلِ سنت، ص55تا58)

40 ... رسالہ آئینہ عقائد شیعہ فوٹو کاپی کی صورت میں راقم کے پاس موجود ہے۔

41... آئینہ عقائد شیعہ، ص47

42 ... رسالہ مناظرہ معین الدین پور 23،اکتوبر 1932ء کو معین الدین پور میں ہونے والے مناظرے کے حالات پر مشتمل ہے ، یہ رسالہ ماہنامہ معین الدین لاہور میں قسط وار شائع ہوا اور اس کی الگ سے بھی اشاعت ہو، اسے فیضان المدینہ پبلی کیشنز جامع مسجد عمر روڈ کامونکی ضلع گوجرانوالہ نے 1434ھ مطابق 2012ء میں 81 صفحات پر کمپوز کر کے شائع کیا ہے۔

میں آپ کا ایک فتویٰ شائع ہوا جس کی تصدیق شیخ المشائخ علامہ پیر سیّد علی حسین اشرفی[43]، حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خان[44]، مفتی اعظم ہند علامہ مصطفی رضا

43... شَبِیہِ غوثِ اَعظم، مُجدِّدِ سلسلہ اَشرفیہ حضرت مولانا سیّد علی حُسین اَشرفی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہِ اشرف الاولیا حضرت مخدوم سیّد شاہ اشرف حسین کے حقیقی چھوٹے بھائی ہیں، آپ 22 ربیع الاخر 1266ھ کچھوچھہ شریف میں پیدا ہوئے اور 11 رجب 1335ھ میں وِصال فرمایا۔ آپ عالِمِ دین، شیخِ طریقت، مَرجَعِ عُلَما اور اَکابِرِینِ اَہلِ سنّت سے تھے۔ اشرف الاولیاء نے آپ کو 3 ربیع الاول 1286ھ میں سجادگی کا منصب عطا فرمایا، اس وقت آپ کی عمر 41 سال تھی، آپ نے 1304ھ میں خانقاں سرکارکلاں کی تعمیر جدید فرمائی، لطاف اشرفی اور صحائف اشرفی کو شائع کروایا، مزار شریف کچھوچھہ شریف میں ہے۔ (مخدوم الاولیا، ۷۱، ۵۸، ۵۲، تذکرہ علمائے اَہلِ سنّت، 188 تا 190)

44 ... صاحبزادۂ اعلیٰ حضرت، حُجّۃ الاسلام مفتی حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ عالمِ دین، ظاہری و باطنی حسن سے مالامال اور جانشینِ اعلیٰ حضرت تھے۔ بریلی شریف میں ربیعُ الاول 1292ھ میں پیدا ہوئے اور 17 جمادی الاولیٰ 1362ھ میں وصال فرمایا اور مراز شریف خانقاہِ رضویہ بریلی شریف ہند میں ہے، تصانیف میں فتاویٰ حامدیہ مشہور ہے۔ (فتاویٰ حامدیہ، ص 48، 79) حجۃ الاسلام نے حضرت شاہ ابوالحسنات کو اپنی خلافت سے نوازا۔ (تذکرہ جمیل، 143)

خان[45]، صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی[46]، صدرالافاضل علامہ سیّد نعیم الدین

45... شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتیِ اعظم ہند، حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد مصطفےٰ رضا خان نوری رضوی علیہ رحمۃ اللہ القَوی کی ولادت 1310ھ رضا نگر محلّہ سوداگران بریلی (یوپی، ہند) میں ہوئی۔ آپ فاضل دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی شریف، جملہ علوم وفنون کے ماہر، جید عالِم، مصنفِ کتب، مفتی وشاعرِ اسلام، شہرۂ آفاق شیخِ طریقت، مرجعِ علما ومشائخ اور عوامِ اہلِ سنّت تھے۔ 35 سے زائد تصانیف و تالیفات میں سامانِ بخشش اور فتاویٰ مصطفویہ مشہور ہیں۔ 14 محرمُ الحرام 1402 ھ میں وصال فرمایا اور بریلی شریف میں والدِ گرامی امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کے پہلو میں دفن ہوئے۔ (جہانِ مفتی اعظم، ص 64 تا 130)

46 ... صاحبِ بہارِ شریعت صدرُالشّریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1300ھ مطابق 1883ء کو مدینۃ العُلَماء گھوسی (ضلع مؤ، یوپی) ہند میں ہوئی اور 2 ذیقعدہ 1376ھ مطابق 31 مئی 1957ء کو وصال فرمایا، مزار مبارک گھوسی میں ہے۔ آپ جیّد عالم، بہترین مفتی، مثالی مدرّس، متقی وپرہیز گار، استاذالعُلَماء، مصنفِ کتب وفتاویٰ، مؤثر شخصیت کے مالک اور اکابرینِ اہلِ سنّت سے تھے۔ اسلامی معلومات کا انسائکلوپیڈیا بہارِ شریعت آپ کی ہی تصنیف ہے۔ (تذکرہ صدرالشریعہ، 5، 41 وغیرہ)

مراد آبادی[47]، شیر بیشہ سنت علامہ حشمت علی خان لکھنوی[48] اور مفتی عمر نعیمی[49] رحمۃ اللہ علیہم سمیت سولہ علما و مفتیان کرام نے فرمائی ہے۔[50]

47... صدرُ الاَفاضِل حضرت علامہ حافظ سیّد محمد نعیم الدّین مُرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1300ھ مطابق 1882ء کو مُرادآباد (ہند) میں ہوئی اور آپ نے 18 ذوالحجہ 1367ھ مطابق 22، اکتوبر 1948ء کو وفات پائی۔ آپ دینی عُلوم کے ماہِر، شیخُ الحدیث، مفسّرِ قراٰن، مُناظِرِ ذیشان، مُفتیٔ اسلام، درجن سے زائد کُتُب کے مصنف، قومی رَاہنما و قائد، شیخِ طریقت، اسلامی شاعر، بانیِ جامعہ نعیمیہ مُرادآباد و عالمی سنی کانفرنس ہند، اُستاذُ العُلَماء اور اکابر اہلِ سنّت میں سے تھے۔ کُتُب میں تفسیرِ خزائنُ العِرفان مشہور ہے، جوانی میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ علیہ سے آپ کا رشتۂ محبت و عقیدت قائم ہوا اور زندگی بھر قائم رہا، بلاشبہ آپ چودھویں صدی کی مؤثر شخصیت تھے۔ (حیات صدر الافاضل، ص 9 تا 19)

48 ... شیر بیشۂ سنّت، مولانا ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خان رضوی لکھنوی علیہ رحمۃ اللہ القوی 1319ھ کو لکھنو (یوپی) ہند میں پیدا ہوئے۔ آپ حافظُ القراٰن، فاضل دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی شریف، مناظرِ اہلِ سنّت، مفتیِ اسلام، مصنف، مدرس، شاعر، شیخِ طریقت اور بہترین واعظ تھے۔ چالیس تصانیف میں "الصوارم الہندیہ" اور "فتاویٰ شیر بیشہ سنّت" زیادہ مشہور ہیں۔ وصال 8 محرّمُ الحرام 1380ھ میں فرمایا، مزار مبارک بھورے خاں پیلی بھیت (یوپی) ہند میں ہے۔ (تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 304 تا 316)

49... تاجُ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد عمر نعیمی مراد آبادی اَشرفی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی پیدائش 1311ھ کو مراد آباد (یوپی) ہند میں ہوئی اور 23 ذیقعدہ 1386ھ ناظم آباد بابُ المدینہ کراچی میں وصال پایا۔ مسجد دارُالصلوٰۃ ناظم آباد نمبر 4 کے شَرقی دروازے کے پاس آپ کا مزار ہے۔ آپ مدرّس، مصنّف، مفتی، خطیب، مدیرِ ماہنامہ سوادالاعظم مراد آباد اور بانیِ دارالعلوم مخزنِ عربیّہ بحر العلوم تھے۔ (انوارِ علمائے اہلِ سنّت سندھ، ص 846 تا 853)

50 ... ماہنامہ معین الدین لاہور، مارچ 1934ء، ص 3 تا 9۔

شادی واولاد:

آپ نے دوشادیاں کیں، پہلی زوجہ محترمہ کا انتقال جوانی میں 5 ستمبر 1932ء میں ہوا، پھر آپ نے دوسری شادی کی، دونوں ازواج سے اللہ پاک نے آپ کو پانچ بیٹوں اور چار بیٹیوں سے نوازا، بڑے بیٹے مولانا سیّد محمد احمد شاہ صاحب درس نظامی کرنے کے بعد تحصیل علم طب میں مصروف ہوئے اور جوانی میں وفات پاگئے، دوسرے بیٹے مولانا سیّد علی محمد فاروق شاہ صاحب ہیں جن کے بارے میں علامہ فضل حسین شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں: تشکر، الحمدللہ کہ رب العزت نے بطفیل رسول اکرم واہل بیت عظام وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک اورولد مسعود مورخہ 13 جمادی الاخری 1361ھ مطابق 7 جون 1941ء بروز ہفتہ عطافرمایاہے۔ عزیز کا نام علی محمد فاروق رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ سعید، نیک طالع اور سچا پکا اور سنی مذہب کا پابند بنائے اور عمر دراز کرے۔ [51] ماشاء اللہ والد گرامی کی دعاان کے حق میں قبول ہوئی، یہ دعامیں مذکور صفات کے حامل اورابھی 83 سال کی عمر میں حیات ہیں، انھوں نے کافی عرصہ جامع مسجد معین پور میں امامت وخطابت فرمائی اوروالد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ترویج مذہب اہل سنت میں مصروف رہے۔

تیسرے بیٹے سیّد محمود احمد شاہ کا بچپن میں جولائی 1933ء میں انتقال ہوا چنانچہ ماہنامہ کے اعزازی اڈیٹر ڈاکٹر حکم دوست محمد صابر ملتانی صاحب بعنوان وفاتِ حسرت آیات تحریر کرتے ہیں: سخت رنج وقلق کے ساتھ مطلع کیاجاتاہے کہ جناب مولانا ابو احمد سیّد فضل حسین شاہ صاحب مدظلہ ایڈیٹر رسالہ معین الدین کے فرزند اصغر سیّد محمود احمد صاحب

---

51 ... آئینہ عقائد شیعہ، ص50

بعارضہ چیچک 6 جولائی سن 33 (19ء) بروز جمعرات کو اس جہانِ فانی سے داغِ حسرت دے کر دار عقبیٰ کو رخصت ہوئے، انا اللہ وانا الیہ راجعون، جناب شاہ صاحب قبلہ کو صاحبزادہ صاحب مرحوم سے از حد محبت تھی، کیونکہ سیّد محمود احمد صاحب مرحوم ذہین اور فہیم ہونے کے علاوہ ان تمام اوصاف سے متصف تھے جو بزرگوں میں ہونی چاہئیں، جناب شاہ صاحب کو بچے کی وفات حسرت آیات پر سخت صدمہ اور الم ہے آپ کو ہر وقت بچے کی یاد بے چین کرتی ہے۔ رسالہ معین الدین بھی اس دفعہ کچھ تاخیر سے شائع ہو رہا ہے اس کی وجہ بچہ کی طویل علالت اور وفات ہے، ہمیں جناب شاہ صاحب قبلہ اور آپ کے عزیز و اقارب کے ساتھ گہری ہمدردی ہے، دعا ہے کہ غفور و رحیم شاہ صاحب قبلہ کے بچہ کو غریقِ رحمت کرے اور ان کو بہترین بدلہ عطا فرمائے اور آپ کے عزیز و اقربا کو صبر عظیم عطا کرے۔ (52) بقیہ دو بیٹے سیّد نثار علی شاہ اور سیّد سعید احمد شاہ لمبی عمر پا کر فوت ہو چکے ہیں۔ (53)

وفات و تدفین:

آپ نے دین متین خدمات میں زندگی بسر کی اور 19 ذیقعدہ 1390ھ مطابق

---

52 ... ماہنامہ معین الدین لاہور، جولائی 1933ء، ص 16۔

53 ... ان میں سے کچھ معلومات علامہ فضل حسین شاہ صاحب کے پوتے سیّد احمد رضا شاہ صاحب نے دی ہیں، ان کی تحریر کے مطابق پہلی زوجہ محترمہ کا نام رابعہ بی بی اور دوسری زوجہ محترمہ کا نام کلثوم بانو تھا، آپ کی بیٹیوں کے نام کبریٰ، صغریٰ، نور عائشہ اور نور آمنہ تھے، مزید انھوں نے بیٹوں کے جو نام تحریر کئے ہیں، ان میں سیّد محمود احمد شاہ کی جگہ سیّد عثمان احمد شاہ لکھا ہے، مزید اس بات کی بھی وضاحت ہے کہ پہلی زوجہ محترمہ رابعہ بی بی سے سیّد سعید احمد شاہ، کبریٰ اور صغریٰ تین بچوں کی ولادت ہوئی۔ بقیہ اولاد دوسری زوجہ محترمہ سے ہے۔

16 جنوری 1971ء کو 63 سال[54] کی عمر میں وصال فرمایا۔ تدفین معین الدین پور قبرستان میں کی گئی۔ آپ کی تربت خام ہے اور اس پر جو کتبہ لگایا گیا ہے اس پر یہ عبارت کندہ ہے: بسم اللہ الرحمن الرحیم، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، مولانا سیّد فضل حسین شاہ، ولد سیّد محمد شاہ میانے شاہنے، وفات ۱۶ جنوری ۱۹۷۱ء۔[55]

ماہنامہ معین الدین لاہور

شاگردِ امام المحدثین حضرت مولانا سیّد فضل حسین شاہ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم حزب الاحناف لاہور سے فارغ التحصیل ہونے کے فوراً بعد لاہور کے علاقے تاج پورہ نزد وسن پورہ میں دین متین کی خدمت کا آغاز فرمایا، یہاں کی جامع مسجد حنفیہ کی تعمیر و ترقی میں فعال ہوئے مزید اس کام کا دائرہ وسیع کرنے کے لیے یہاں رجب 1351ھ مطابق نومبر 1932ء میں مسلمانوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح اور اخوت و اتحاد کے لیے انجمن معین الدین تاج پورہ لاہور قائم فرمائی، اس میں بطور ناظم متحرک رہے[56]، اس

54... راقم کے گزارش کرنے پر مجلس رابطہ بالعلما والمشائخ دعوت اسلامی کے ذمہ دار مولانا ظہیر عباس مدنی عطاری صاحب ایک وفد کے ہمراہ 6 ستمبر 2022ء کو معین الدین پور تشریف لے گئے اور وہاں صاحب تذکرہ کے صاحبزادے حضرت مولانا سیّد علی محمد فاروق شاہ صاحب اور دیگر احباب سے ملے، اس میں کئی معلومات ان کی مہیا کردہ ہیں، صاحبزادہ صاحب نے ماہنامہ معین الدین کے دس پرچے اور رسالہ آئینہ عقائد شیعہ بھی عطا فرمایا، راقم صاحبزادہ صاحب اور وفد کے تمام شرکاء کا شکر گزار ہے۔

55 ... کتبہ قبر واقع معین الدین پور قبرستان گجرات۔

56 ... ماہنامہ معین الدین لاہور، اپریل 1933ء، ص 15، انجمن معین الدین تاج پورہ لاہور کے خدوخال

سمجھنے کے لیے اس کے ایک خاص اجلاس کی تفصیلات پیش کی جاتی ہیں جو اسے ایک سال مکمل ہونے پر منعقد ہوا تھا چنانچہ تاج پورہ کے فرزند علی صاحب تحریر کرتے ہیں: انجمن معین الدین تاجپورہ لاہور کا اجلاس خاص مؤرخہ 6 مارچ 1933ء بروز اتوار جناب چوہدری مہر دین صاحب کے مکان پر منعقد ہوا۔ تاجپوہ اور وسن پورہ کے سرکردہ حضرت اہلسنت شریک طلبہ ہوئے فاصل نوجوان جناب مولانا ابو احمد فیضل حسین صاحب نے انجمن کی رپورٹ کارگزاری (از ابتداء نومبر 1932ء) سناتے ہوئے حاضرین کی توجہ اس طرف مبذول فرمائی کہ وہ خالص دینی انجمن کی ہر طرح سے دستگیری فرمائیں اسکو کامیاب بنانے میں ہر ممکن کوشش کریں، تمام نے یک زبان ہو کر خوش دلی سے لبیک کہی اور مالی جانی امداد فرمانے کے وعدے کیے بعدہ عہدہ داروں کا انتخاب ہوا جن کے اسما گرامی ذیل میں درج ہیں:

1۔ صدر انجمن زبدۃ الحکماء ممتاز الاطباء حکیم ڈاکٹر جناب دوست محمد صاحب صابر تاجپورہ لاہور

2۔ نائب صدر، جناب جمعدار علی گوہر صاحب وسن پورہ لاہور۔

3۔ ناظم، حضرت مولانا ابو احمد فضل حسین شاہ صاحب، فاضل دارالعلوم حزب الاحناف ایڈیٹر معین الدین تاجپورہ لاہور

4۔ نائب ناظم۔ جناب چوہدری مہر دین صاحب، تاجپورہ لاہور

5۔ امین انجمن، جناب مستری رحمت علی صاحب ملتانی، تاجپورہ لاہور

انتخاب کے بعد دیر تک انجمن کی ترقی اور کامیابی کے متعلق مختلف تجاویز پر بحث و تمحیض ہوتی رہی اور باتفاق قرار پایا کہ

1۔ برادرانِ اہلسنت لاہور مصری شاہ، فیض باغ، وسن پورہ، چاہ میراں، گڑھی شاہو وغیرہ کو انجمن ہذا کے ساتھ منسلک کیا جائے۔

2۔ رسالہ معین الدین کا حلقہ اشاعت بہت وسیع کیا جائے۔ بعدہ دعا کی گئی اور جلسہ ختم ہوا، ہر بہی خواہ اسلام خصوصاً حضراتِ اہلسنت پر زور التجا ہے کہ اپنی اس خاص مذہبی انجمن کو فروغ دینے کے لیے ہر جائز کوشش کریں، انجمن کی کامیابی کا انحصار آپ کی توجہ پر ہے جان و مال سے اس کی اعانت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

انجمن کے تحت مارچ 1933ء میں ماہنامہ معین الدین لاہور کا آغاز فرمایا،[57] آپ ہی اس ماہنامہ کے ایڈیٹر و پبلشر تھے، ممتاز الاطباء حکیم ڈاکٹر دوست محمد صابر ملتانی صاحب (صدر انجمن معین الدین) چھ ماہ (مئی تا ماہ اکتوبر 1933ء) اس کے اعزازی مدیر رہے۔[58]

ماہنامہ کی اشاعت کے مقاصد:

ماہنامہ معین الدین کے شروع کرنے مقاصد بیان کرتے علامہ فضل حسین شاہ صاحب پہلے شمارے کا اداریہ یوں تحریر فرماتے ہیں: دینِ اسلام کی تبلیغ اور شریعتِ مطہرہ کی حفاظت مسلمانوں کے فرائض اولین ہیں اور انہیں میں ان کی قومی اور ملی بقا کا راز مضمر ہے گزشتہ عہد قریب میں تغافل برتنے کے نتائج کسی سے پوشیدہ نہیں، دینِ اسلام وہ پیارا دین اسلام ہے جس نے بگڑی دنیا کو درست کیا، بت پرستی اور خلق پرستی کی زنجیروں کو کاٹ کر جہان کو خدا شناسی اور حق پرستی سے معمور کر دیا، آہ! آج وہی دینِ اسلام اعدا کے نرغے میں ہے، ماہ صیاد کمندِ بے دینی ہاتھوں میں لیے بھولے بھالے مسلمانوں کو پھاندنے کی فکر میں ہیں، کور باطن دیکھتے نہیں کہ اسلام کے اِن پر کتنے احسانات ہیں، اغیار سے شکایت نہیں، رونا تو اس بات کا ہے کہ گھر میں آگ لگی ہوئی ہے، خود مدعیانِ اسلام میں بغاوت پھیلی ہے، مسلمانوں کی صورت بنا کر علما کی وضع تراش کر کفر و بے دینی پھیلا رہے ہیں، ناواقف اور بے علم مسلمانوں کے متاعِ ایمان سخت خطرہ میں ہیں، ہر قلب اس کا احساس

---

57 سرورق ماہنامہ معین الدین تاجپورہ لاہور

58 ... سرورق، ماہنامہ معین الدین تاج پورہ لاہور، بابت ماہ مئی 1933ء، شمارہ ماہ جون 1933ء، شمارہ ماہ جولائی 1933ء، شمارہ ماہ اگست 1933ء، شمارہ ماہ ستمبر، اکتوبر 1933ء۔

کر رہا ہے لیکن اے بردارانِ ملت! صرف احساس ہی کافی نہیں اس طوفانِ بے دینی اور سیلابِ ارتداد سے بچنے کی کون سی تدابیر آپ نے سوچی ہیں؟ اس دورِ پُر فتن میں متاعِ ایمان کو محفوظ رکھنے کے کیا ذرائع آپ نے بہم پہنچائے ہیں؟

اے حامیانِ دین اسلام اور اے محافظانِ شریعت مطہرہ! خوابِ غفلت سے بیدار ہو جایئے، آپ کی صحیح رہنمائی اور دستگیری کرنے کے لیے خادمِ ملت و مذہب رسالہ معین الدین حاضر ہے، اس کی خریداری قبول فرمایئے، یہ خدائے قدوس کے بھروسہ پر دینِ اسلام کی صحیح اور سچی تعلیمات کی اشاعت اور مذاہب باطلہ کی تردید کی غرض سے جاری کیا گیا ہے، ہر بہی خواہِ اسلام خصوصاً بردارانِ اہل سنت سے پُرزُور استدعا ہے کہ اس خالص دینی رسالہ کی اشاعت و تبلیغ میں سعی بلیغ فرمادیں۔ وما علی الا البلاغ۔ (59)

پہلا یادگار شمارہ:

ماہنامہ معین الدین تاج پورہ لاہور بابت ماہ مارچ 1933ء یعنی پہلا شمارہ 24 صفحات اور 6 مضامین پر مشتمل تھا، اس کا ہدیہ فی کاپی ایک آنہ تھا جبکہ سالانہ ہدیہ ایک روپیہ مقرر کیا گیا ، اسے اہل سنت کا مذہبی اور اخلاقی ماہنامے کے طور پر پیش کیا گیا تھا، اس کی کتابت شاہ محمد کاتب سے کروائی گئی تھی اور اشاعت کو اپریٹو سٹیم پریس، وطن بلڈنگ لاہور سے ہوئی۔ (60)

خاص نمبر شائع کرنے کا اعلان:

ماہنامہ معین الدین کے تیسرے شمارے میں اعزازی مدیر حکیم دوست محمد صابر ملتانی

---

59 ... ماہنامہ معین الدین لاہور، مارچ 1933ء، ص 3

60 ... ماہنامہ معین الدین لاہور، مارچ 1933ء، سرورق

صاحب نے ماہنامہ کی خصوصیات ذکر کر کے خاص نمبر کا اعلان کیا اور پھر اس کے ہدیہ کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے یوں لکھا: ہر ماہ رسالہ معین الدین شائع ہوتا ہے جس میں ہندوستان کے مشاہیر علماء وفضلا کے مضامین شائع ہوتے ہیں، تفسیر القرآن اور اسوہ حسنہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ (یہ ماہنامہ) بہترین مذہبی مضامین مناظرات، مباحثات، فتاویٰ اور اخلاقی کارناموں سے مزین ہوتا ہے۔ رسالہ کا مستقبل: گو رسالہ ابھی ابتدائی حالت میں ہے مگر قادر مطلق کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس کا پبلک نے نہایت گرمجوشی کے ساتھ استقبال کیا ہے کیونکہ انہوں نے سمجھ لیا کہ رسالہ کا مقصد خدمتِ اسلام ہے، تجارت یا روپیہ پیسہ بٹورنا مقصود نہیں، اسی لیے اس کی اشاعت کو مفید خیال کرتے ہوئے پبلک نے اس کی اعانت و امداد کی ہے جس کو ہم تشکر سے قبول کرتے ہیں، آئندہ رسالہ اس سے بھی بہتر اور خوبی سے نکلا کرے گا، ہر سال اس کا ایک بہترین خاص نمبر شائع ہوا کرے گا جو کسی صورت بھی 12 (آنے) سے کم نہ ہو گا۔ نقصان: آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ ایک روپیہ سالانہ چندہ میں تقریباً چار آنے ڈاکخانہ کے سپرد اور بارہ آنہ کا ایک خاص نمبر آپ کے پیش نظر، باقی گیارہ پرچے آپ کو مفت، اس حالت میں انجمن کو کیا مالی فائدہ ہو سکتا ہے! مگر انجمن نے اشاعت و تبلیغ مذہب اسلام کا مصمم ارادہ کر لیا ہے خواہ اسے مالی نقصان برداشت کرنا پڑے چنانچہ اب تک اراکین انجمن اپنی گرہ سے خرچ کر رہے ہیں۔ معاونت و ممبری: ہم آپ سے اس کی مدد کے لیے کوئی معقول رقم یا چندہ طلب نہیں کرتے صرف اس کی امداد چاہتے ہیں، جس کی سب سے آسان اور عمدہ صورت یہ ہے کہ آپ انجمن کے ممبر بن جائیں، انجمن کا ممبر ہر اہل سنت (سنی) صرف رسالہ کا خریدار بن کر ہو سکتا ہے، نئے خریدار بنانے والے معاون حضرات داخل ثواب دارین

ہوں گے۔[61]

بارہ رسالے مکمل ہونے پر اعلان رعایت:

بارہ رسالے یعنی پہلی جلد مکمل ہونے پر رعایت کا اعلان اس طرح کیا گیا: رسالہ معین الدین بفضلہ تعالیٰ اپنی سالگرہ کو پورا کر چکا ہے، ہم اس خوشی کے موقعہ پر بہت زبردست رعایت کا اعلان کرتے ہیں کہ سالانہ ہدیہ بجائے ایک روپے کے 8 آنے کر دیا گیا ہے، امید ہے کہ اب تو ہر خورد کلان کے لیے اس نادر موقع سے فائدہ اٹھانے کی کافی سہولت بہم پہنچ گئی ہے، تمام سنّی حنفی مسلمانوں کو چاہئے کہ ہر آدمی کم از کم دو خریدار پیدا کرے، اس لیے کہ کوئی شعبۂ اشاعت تاوقتیکہ مالی ضرورت سے مستغنی نہ ہو، کامیاب نہیں ہو سکتا، ہم کارکنان رسالہ معین الدین جہاں مالی عنایات کے منتظر ہیں وہاں اپنے دینی بھائیوں کی امداد سے بھی بے نیاز نہیں ہیں۔[62]

ماہنامہ معین الدین کے اثرات:

دوسری جلد کے پہلے شمارے میں اڈیٹر اپنے اداریے میں اس کے اثرات و فوائد یوں بیان کرتے ہیں: برادران اہل سنت معین الدین کا نئے سال کا پہلا پرچہ نئی شان کے ساتھ حاضر ہوتا ہے، درحقیقت معین الدین اپنی خوبیوں میں یکتا ہے جس نے ایک ہی سال کے اندر جملہ فرقہ باطلہ میں تہلکہ مچادیا ہے، گمراہ اور بے دین اس کے نام سے تھراتے ہیں معین الدین کو ناز ہے کہ حضرت علامہ دوران مفتی زمان مولانا ابو البرکات سیّد احمد صاحب

---

61 ...ماہنامہ معین الدین لاہور، مئی 1933ء، ص2

62 ...ماہنامہ معین الدین لاہور، فروری 1934ء، ص16

ناظم انجمن حزب الاحناف ہند لاہور اور حضرت علامہ حکیم ابو الحسنات سیّد محمد احمد صاحب خطیب مسجد وزیر خان لاہور اور شیر بیشہ سنت حضرت مولانا حشمت علی خان صاحب رضوی لکھنوی (63) جیسی مقتدر ہستیاں اس کی سرپرست ہیں۔ (64)

ایک اور جگہ تحریر فرمایا: معین الدین پنجاب میں اہلسنت کا خاص آرگن ہے جس نے گمراہوں میں تہلکہ مچا دیا ہے، بردارانِ اہلسنت کا فرض ہے کہ وہ ضرور اس کے خریدار بنیں اور فرقِ باطلہ کے اثر سے محفوظ و مامون رہیں۔ (65)

مجموعہ شمارہ جات ماہنامہ معین الدین:

قارئین کرام آپ کے پیش نظر جو "مجموعہ شمارہ جات ماہنامہ معین الدین" ہے اس کا ایک جائزہ حاضر ہے، اسے مولانا تصور عباس مدنی صاحب (66) نے ترتیب دیا ہے:

---

63 ... شیر بیشۂ سنّت، مولانا ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خان رضوی لکھنوی علیہ رحمۃ اللہ القوی 1319ھ کو لکھنو (یوپی) ہند میں پیدا ہوئے۔ آپ حافظُ القراٰن، فاضل دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی شریف، مناظرِ اہلِ سنّت، مفتیِ اسلام، مصنف، مدرس، شاعر، شیخِ طریقت اور بہترین واعظ تھے۔ چالیس تصانیف میں "الصوارم الہندیہ" اور "فتاویٰ شیر بیشہ سنّت" زیادہ مشہور ہیں۔ وصال 8 محرّمُ الحرام 1380ھ میں فرمایا، مزار مبارک بھورے خاں پیلی بھیت (یوپی) ہند میں ہے۔ (تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 304 تا 316)

64... ماہنامہ معین الدین لاہور، مارچ 1934، ص 2

65 ...ماہنامہ معین الدین لاہور، دسمبر 1933، ص 2

66 ... مولانا تصور عباس مدنی صاحب کی پیدائش 5 مئی 1991ء کو قادر آباد (ضلع منڈی بہاؤالدین، پنجاب) ہوئی، مڈل کرنے کے بعد مدرسہ کنزالایمان پسوال شریف نزد لالہ موسیٰ (ضلع گجرات، پنجاب) میں حفظ القرآن کی سعادت پائی، اس کے بعد جامعۃ المدینہ گجرات میں داخلہ لیا سابعہ تک وہیں پڑھا، دورۂ حدیث کے

ماہنامہ معین الدین تاجپورہ لاہور کی دو جلدوں کے جو شمارے ہمیں میسر آئے اور ہم نے ان کا مجموعہ تیار کیا ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۞ جلد اول کے بارہ شماروں میں سے حصہ 11 ہمیں نہیں مل سکا جبکہ حصہ 1 تا 6 اور حصہ 9،10 مطبوعہ دستیاب ہوئے ہیں اور حصہ 7،8،12 کی فوٹو کاپی کی تصاویر دستیاب ہوئیں، نیز جلد دوم کے حصہ 1 تا 4 ہمیں مطبوعہ دستیاب ہوئے، ہم نے ان تمام کو اچھے اسکینر سے اسکین کروایا۔

۞ اس کے بعد ہم نے ان دونوں جلدوں میں موجود تصاویر والے اور اسکین شدہ حصوں کو ملا کر ان کی پی ڈی ایف بنائی، شروع میں ایک خوبصورت ٹائیٹل بنوا کر شامل کیا۔ ان دونوں جلدوں کی فہرست مضمون نگار کے اعتبار سے مرتب کی اور دونوں جلدوں کے شروع میں شامل کر دی ہے۔

۞ الحاصل اس مجموعے میں دونوں جلدوں کے 15 حصے موجود ہیں، ان میں کل مضامین کی تعداد 65 ہے، جن میں سے 26 مضامین حضرت مولانا ابو احمد سیّد فضل حسین شاہ صاحب (ایڈیٹر ماہنامہ معین الدین تاجپورہ) کے، 9 مضامین حضرت پیر سیّد محمد دیدار علی شاہ الوری صاحب کے، 6 مضامین حضرت حکیم ابو الحسنات سیّد محمد احمد قادری صاحب کے اور 6 مضامین حضرت علامہ مولانا ابو البرکات سیّد احمد شاہ صاحب کے ہیں بقیہ 18 مضامین دیگر متفرق علمائے کرام کے ہیں۔

۞...۞...۞

لیے مرکزی جامعۃ المدینہ عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ کراچی میں داخلہ لیا اور 2011ء میں فارغ التحصیل ہوئے، اس کے فوراً بعد اسلامک ریسرچ سینٹر المدینۃ العلمیہ سے منسلک ہو گئے، تادم تحریر (15 اکتوبر 2022ء) یہیں بطور لائبریرین خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

تعاونوا علی البر والتقوی

نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔



اہلسنت کا مذہبی اخلاقی یا ہواری رسالہ

بہر پرستی

رئیس المناظرین سند المدرسین حامی سنن ماحی فتن۔ فاضل نوجوان دلغظ خوش بیان

علامہ دوران

مولانا ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب

مفتی پنجاب و ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند۔ لاہور۔ دامت برکاتہم

مقام اشاعت تاجپورہ نزد دسن پورہ۔ لاہور۔

مطبوعہ گلزار محمدی پریس تاجپورہ نزد دسن پورہ۔ لاہور۔

ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر

ابو احمد سید فضل حسین شاہ ناظم انجمن معین الدین تاجپورہ

(فی کاپی ایک آنہ)

جو خط و کتابت و ترسیل زر

بنام ایڈیٹر معین الدین تاجپورہ نزد دسن پورہ ہونی چاہیے

شاہ محمد کاتب

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صاحب مضمون
۲	معین الدین	ایڈیٹر
۳	تفسیر القرآن	حجۃ الاسلام قبلہ عالم حضرت مولانا سید ابو محمد محمد دیدار علیشاہ صاحب دامت برکاتہم
۷	ہدفی تاجدار	علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب نعیمی مسجد وزیر خان
۱۱	نصیحۃ الشیعہ	مولانا ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب ناظم کرسی انجمن خدام الاحناف لاہور

صفحہ	مضمون	صاحب مضمون
۱۵	خیالات و مشاہدات	جناب رحمت علی صاحب تاجپورہ
۱۶	مسلمانوں کی حالت	جناب محمد علی صاحب ایم اے ایل ٹی
۱۸	مرزائیت پر تبصرہ	علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب
۲۲	فیروز کی حالت پر تبصرہ	ایڈیٹر
۲۲	مرزا احمد علی کی دو قلوبی	"
۲۳	خاندان نبوت و رسالت کے مرتبوں کی چند مثالیں	"
۲۴	لذیذ بیوں کے بائیکاٹ	ایڈیٹر

معین الدین

دین اسلام کی تبلیغ اور شریعت مطہرہ کی حفاظت مسلمانوں کے فرائض اولین میں ہے اور انہیں میں انکی قومی و ملی بقا کا راز مضمر ہے گذشتہ عہد قریب میں تغافل برتنے کے نتائج کسی سے پوشیدہ نہیں دین اسلام و پیارا دین اسلام جس نے بگڑی دنیا کو درست کیا بت پرستی اور خلق پرستی کی زنجیروں کو کاٹ کر جہان کو خدا شناسی اور حق پرستی سے معمور کر دیا آہ آج وہی دین اسلام اعداء کے نرغے میں ہے صیاد کمند بدینی ہاتھوں میں لئے جھولے بھائے مسلمانوں کو پھانسنے کی فکر میں ہیں کیونکہ باطل دیکھتے نہیں کہ اسلام کے نیر کتنے احسان ہیں ابغیائے سے شکایت نہیں رہتا تو اس بات کا ہے کہ گھر میں آگ لگی ہوئی ہے خود معیان اسلام میں بغاوت پھیلی ہے مسلمانوں کی صورت بنا کر علماء کی وضع تراش کر کفر بدینی پھیلا رہے ہیں ناواقف اور بے علم مسلمانوں کے متاع ایمان سخت خطرہ میں ہیں۔ ہر قلب اسکا احساس کر رہا ہے لیکن اے برادران ملت! صرف احساس ہی کافی نہیں اس طوفان بے دینی اور سیلاب الحاد سے بچنے کی کونسی تدابیر آپنے سوچی ہیں۔ اس دور پرفتن میں متاع ایمان کو محفوظ رکھنے کے کیا ذرائع آپنے بہم پہنچائے ہیں۔ اے حامیان دین اسلام اور اے محافظان شریعت مطہرہ خواب غفلت سے بیدار ہو جیئے آپکی صحیح رہنمائی اور دستگیری کرنے کیلئے خادم ملت و مذہب رسالہ "معین الدین" حاضر ہے۔ اسکی خریداری قبول فرمائیے۔ خدائے قدوس کے بھروسہ پر دین اسلام کی صحیح اور سچی تعلیمات کی اشاعت اور مذاہب باطلہ کی تردید کی غرض سے جاری کیا گیا ہے۔ ہر بہی خواہ اسلام خصوصاً برادران اہل سنت سے پرزور استدعا ہے کہ اس خالص دینی رسالہ کی اشاعت و تبلیغ میں سعی بلیغ فرمادیں۔ وما علی الا البلاغ

جملہ خط و کتابت اور ترسیل زر باسم ابو احمد سید فضل حسین شاہ ایڈیٹر "معین الدین" تاجپورہ نزد دسن پورہ لاہور ہونی چاہیئے۔
(فاضل حزب الاحناف ہند لاہور)

أعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

تفسیر القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ

وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں اس میں ہدایت ہے ڈرو انوں کو وہ جو

يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

بے دیکھے ایمان لائے ہیں۔ اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہمارے راہ میں اٹھائیں۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ

اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا۔

یہ امر تو بموجب تواریخ معتبرہ یہود و نصاریٰ، ہنود و مجوس و بجز معاند کے سب پر ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امّی تھے کبھی کسی سے پڑھنا تو درکنار کسی پڑھے لکھے کی صحبت میں بھی نہ رہے۔ پھر بعد ظہور نبوت اس ترکیب پر حروف تہجی کا لانا کہ اول ہمزہ حرف حلقی ہو پھر لام وسطی اور میم شفتی۔ جس سے ہر قرآن پڑھنے والے کو ذرا سے اشارہ سے معہ مثال جملہ حروف تہجی کے کل مخرج جملہ حروف کے اجمالاً معلوم ہو جائیں اور بطریق جمل وہ اس امت کے بقا کی بموجب محاورہ عرب بقرینۂ تکرار مقطعات عمر طویل بتا جاوے جسمیں ابن خطیب اور کعب ابن اشرف جیسے یہودی بحساب جمل سمجھ سمجھا کر اس کی کنہ سے عاجز رہ جائیں۔ کسی بڑے سے بڑے عالم سے بھی غیر ممکن معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا ان حروف کو اس طرز نادر پر لانا ہمیشہ باقی رہنے والا معجزہ ہے یہی وجہ تھی کہ بڑے بڑے معاند اور سرکش کافر بھی ان حروف کو ابتداءً بعض سورتوں میں دیکھکر

قرآن مجید سننے کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے اور بہت خوض و فکر کر کے ان حروف میں بڑے بڑے نکات و اشارات بے حد پا کر حیران رہ جاتے۔ مفسرین معتبر نے ان حروف سے بہت کچھ نکات و اشارات نقل فرمائے ہیں چنانچہ صاحب غنیہ تصریح فرماتے ہیں۔ کہ جملہ حروف تہجی خواہ وہ الٓمٓ سے ہوں یا الٓمٓرٰ یا الٓمٓصٓ یا صٓ وغیرہ سے۔ اللہ عزاسمہ کے نام ہیں اور تفسیر ابن جریر میں تصریح ہے کہ جملہ حروف مقطعات صفات جناب الٰہی پر دال ہیں۔ اسی بنا پر کتاب الکراہیۃ باب آداب المسجد والقبلۃ والمصحف جلد خامس فتاویٰ عالمگیریہ میں سراجیہ سے نقل فرماتے ہیں کہ فرعون و ابوجہل تک کا نام لکھکر ان پر نشانہ لگانا ناجائز ہے اس لئے کہ اگرچہ وہ یقیناً مردود ہیں۔ مگر انکے نام مرکب انہیں حروف سے ہیں۔ اور ان حروف کی تعظیم ان ناموں کے ضمن میں بھی لازم ہے۔ اقول باللہ والتوفیق۔ جب نشانہ تک ناجائز ہے تو ان ناموں کا تعویذ بنا کر جوتے لگانا یا فرعون۔ ہامان لکھکر ان پر پیشاب کرنا کب جائز ہو سکتا ہے۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ۔ حق یہ ہے کہ یہ جملہ حروف مقطعات خالق اکبر کے اسرار ہیں اپنے محبوب کے ساتھ۔ جن کی اصلی حقیقت اللہ جانے یا اس کے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحبہ وسلم مگر بتفضیل رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم جسکو اللہ معلوم کرا دے وہ ظاہر کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مفسرین معتبرین و محققین ان حروف کی تفسیر میں سب کچھ لکھکر آخر یہی لکھتے ہیں کہ یہ وہ دریا ناپیدا کنار ہے جس کی حقیقت اور مراد کو وہی خوب جانتا ہے۔ علامہ ابن جریر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میرے نزدیک قول صواب ان حروف مقطعات کی نسبت یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک ہر حرف سے کچھ نہ کچھ مراد ہے۔ اور ہر حرف بہت سے معانی پر دلالت کرتا ہے حضرت ربیع ابن انس رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مضمون منقول ہے اور تین معنی اور بھی بیان کئے ہیں۔ اول یہ کہ حروف کلید اسماء باری تعالیٰ ہیں کہ اسماء الٰہی تمام زبانوں میں انہی حروف تہجی سے شروع ہوتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ یہ تمام حروف الغامات الٰہی کے ناموں کے جز ہیں

تیسرے یہ کہ بحساب جمل ان حروف سے بیان کرنا مقصود ہے ہر کسی قوم کی مدت کا لیکن یہ برکت فیضان محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام جو اس خاکسار پر القا ہوا ہے۔ عرض کرتا ہوں۔ وہو ہذا۔ الف کا عدد ایک اشارہ ہے یکتائی اللہ کی طرف اور نیز یکتائی قرآن مجید اور نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم۔ گویا الٓمٓ اشارہ ہے اس طرف کہ اس واحد یکتا نے جو ایک اور اکائی عددی سے پاک ہے۔ ایک قرآن یکتا جسکی مانند آجتک ایک سورۃ بھی کوئی نہ لاسکا۔ نہ لاسکتا ہے بڑے بڑے فصیح و بلیغ شاعروں کا اس کے مقابلہ سے عجز اس کے بے مثل و یکتا ہونے کی دلیل ہے۔ ایک یکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو جمیع صفات کمال میں یکتا ہیں۔ اور سچائی میں تو بڑے معاند کافر دنکے نزدیک بھی یکتا وہ عالم میں ایسے شخصوں کے واسطے سے رواج پائیگا جو بظاہر باہم دوئی رکھتے ہونگے۔ اور فی الواقع عین یکدگر جیسے لام میم میں بظاہر دوئی ہے مگر لام کے عدد تیس ۳۰ اور میم کے چالیس ۴۰ دونوں ملکر ستر ہوئے جو عدد ہیں عین کے۔ اور چاروں خلیفہ گرامی قدر کے ناموں میں اول عین کا ہونا اتحاد باہمی اور عینیت یکدگر پر دال ہے اور اس اشارہ میں رد ہے اس گمراہ فرقے کا جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور خلفائے ثلثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بغض و عداوت کے قائل ہیں۔ اور خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کو لعنت اور برے لفظوں سے یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کے مذہب کی معتبر کتابیں بھی اس اشارہ کی تصدیق کررہی ہیں۔ طوارق الحمامہ میں سوید بن غفلہ سے ایک روایت ہے کہ میں ایک قوم پر گذرا۔ جو حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی توہین و تنقیص کررہی تھی۔ میں نے مولا علی رضی اللہ عنہ کو اس امر کی خبر دی۔ اور کہا کہ اگر یہ لوگ اس توہین کو آپ کی خواہش دلی کے موافق نہ سمجھتے تو کبھی ایسی جرأت نہ کرتے۔ اور اس کا سرغنہ عبداللہ بن سبا ہے فرمایا اللہ ان دونوں پر رحم کرے۔ میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں ان کی اس جرأت سے۔ پھر کھڑے ہوئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مسجد میں تشریف لائے۔ اور منبر پر جلوہ افروز ہوکر اپنی سفید ریش

---

۵ ۔ علامہ فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ان حروف کے متعلق تقریباً اکیس قول نقل کئے ہیں ۱۲۔

مبارک پر ہاتھ پھیرا اور حضور کے آنسو ریش مبارک پر جاری تھے اور گھروں کی طرف دیکھ رہے تھے کہ سب لوگ جمع ہو گئے پھر آپ نے وعظ فرمایا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا جو بُری طرح یاد کرتے ہیں دونوں بھائی اور وزیر اور دوستوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے باپوں کو اور میں بیزار ہوں ان کے اس برے ذکر سے اور ان کو میں سزا دونگا۔ مصاحب تھے یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار اور امر دین میں کوشش کرنے والے یہ دونوں بھلی بات کا حکم کرتے رہتے تھے اور بُری بات سے منع۔ حکم شریعت جاری کرتے رہتے تھے۔ اور خلاف شریعت پر عذاب ان کی رائے کے برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی رائے کو نہیں سمجھتے تھے اور ان کے برابر کسی سے محبت نہ رکھتے تھے۔ اسواسطے کہ ان کو حضور علیہ السلام اللہ کے کاموں میں بہت مضبوط جانتے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اس حالت میں کہ آپ اور تمام مسلمان اُن سے بہت خوش تھے کبھی ان کی وفات کے بعد اور بحالت حیاۃ ان کا کوئی کام، ان کی کوئی عادت مخالف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقوع میں نہ آئی اور اسی حالت پر ان دونوں نے وفات پائی اللہ ان پر رحم فرمائے۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے پیدا کیا جانوں کو اور چیرا ہے دانوں کو نہیں دوست رکھتا انکو مگر مومن صاحب فضیلت اور نہیں بغض رکھتا ان سے مگر بدبخت بے دین۔ محبت ان کی قربت خدا ہے اور بغض انکا بیدینی۔ اسی میں دوسری روایت ہے کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا۔ کہ اللہ کی لعنت اس پر جو سوائے خوبی اور بھلائی کے ان کے حق میں کوئی خیال دل میں رکھے۔ اور انشاء اللہ عنقریب اس کا بدلہ دیکھو گے پھر عبداللہ بن سبا کو مدائن کی طرف شہر بدر کرا دیا۔ اور فرمایا جہاں میں ہوں وہاں یہ رہنے نہ پائے۔ علاوہ ازیں اتحاد بین الخلفاء کی مصدق نہج البلاغت بھی ہے۔ جو حضرات شیعہ کے ہاں نہایت معتبر کتاب ہے۔

(باقی دارد)



اصحاب فیل کے واقعہ میں جب نور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی معجز نمائیاں ہو چکیں تو اس کے ایک سال بعد اور برد ایتے دو ماہ بعد وہ زمانہ سعید آیا جس کے لیے طلسم کن سے بزم ہستی کو آرائش دی تھی جس کے لیے ایک اشارہ سے موجودات کو موجود کیا وہ شبہ گھڑی آئی جس کے واسطے عناصر جان کو شعور زندگی عطا ہوا تھا جس کے لیے پانی خاک ہوا کو یکجا کر کے بشر جیسی مخلوق کو کتم عدم سے منصۂ شہود میں ظاہر فرمایا۔ اور اس زمانہ میں وہ جلوہ جلوہ گر ہونیوالا تھا جو راز پنہاں میں مستور تھا جسکی جستجو دید میں مہر عالمتاب چکر میں تھا جس کی طلب میں ماہ دو ہفتہ بے تاب تھا جسکی آرزوے دید میں چاند نے مصیبتیں جھیلیں اور زمین پر چاندنی آوارہ گرد پھری۔ ستاروں کی آنکھیں انتظار ہی انتظار میں پتھرا گئیں۔ لیل و نہار نے کروٹیں بدلیں۔ صبح و شام کی ورق گردانی ہوئی۔ زمانہ نے لاکھوں رنگیں تن صورتیں دیکھیں۔ وہ جلوہ وہ جلوہ ہے جس کے صدمۂ مہاجرہ میں گل پامال خزاں ہوئے گلوں نے مہک بیزی کی۔ زمین نے گل افشانی سیکھی۔ یعنی نبی آخر الزمان حبیب دوران محبوب منان سید الانس والجان تاجدار لوح و قلم مالک رقاب عالم سرور محتشم سرکار ابد قرار مدنی تاجدار سید ابرار کی نذر کے واسطے یہ تمام نظام و گلستان انام کی آرائش و زیبائش تھی۔ یہی وہ ہستی ہے جس کے لیے خلیل دست بدعا تھے۔ یہی وہ نیر تابان ہے جسکے ظہور کی ذبیح التجا کر رہے تھے۔ یہی وہ نور ہے جو روشنی بنکر دیدۂ یعقوب میں آیا۔ یہی وہ حسن ہے جس نے حسن یوسف میں نیرنگیاں دکھائیں یہی وہ جلوہ ہے جو کلیم اللہ پر ضوفشاں ہوا یہی وہ نازک ادا ہے جس نے ان ترانی سے شوق کلیم کو اور مشتعل کیا یہی وہ خوش صدا ہے جس نے نغمہ میں خوش لحنی کی۔ یہی وہ شہنشاہ

جسکی یاد میں سلیمان جیسے نبی دشاہ نے گدائی کی۔ یہی وہ دلربا ہے جس کی دید کا ارمان دل یحییٰ میں ہے۔ یہی وہ ماہ لقا ہے جس کے مناقب لبِ عیسیٰ نے سنائے۔ بارے آج وہ ساعت آئی بشارتِ توریت دمناجات زبور مرادیں بھر کے امیدوں کے دامن پر کرے۔

اندھیری رات کے پردے میں حق نے صبح نور کا ظہور فرمایا۔ نابیناؤں کے لیے سرمۂ مازاغ البصر کا اشراق ہوا۔ یعنی ربیع الاول شریف امیدوں کی دنیا ساتھ لے کر دعاؤں کی اجابت جلو میں رکھ کر ظہور پذیر ہوا۔

انسانی سفینہ کی ناخدائی خدا نے فرمائی بارہویں شب رحمت بنکر عالم پر چھائی حق یہ ہے کہ ازل سے جسکی دھوم تھی وہ یہی شب تھی قسمتوں کے لئے جو مقسوم تھی وہ یہی رات تھی۔ اللہ اللہ عجب سماں ہے۔ کہ سما سے زمین تک فرح وسرور کے شادیانے بج رہے ہیں۔ زمین جو مدتوں سے خزاں دیدہ مصیبت کشیدہ تھی دوامی رنگ بہار میں ہے۔ سطح سما پر تارے رقص کناں ہیں۔ روئے سمک پر اشجار سبز لباس میں وجد کناں ہیں۔ سمندر اپنے دامن میں موتے بھرے بیٹھا ہے۔ پہاڑ لعل وجواہر جمع کر کے دست بستہ حیرت جلوہ گری ہو رہا ہے وادیوں میں زمرد بکھرا ہوا ہے باران رحمت سے ہر برگ وگل کا رنگ نکھرا ہوا ہے نسیم صبح سرمدی پیغام لا رہی ہے۔ بادصبا گوش گل میں کسی کا مژدہ سنا رہی ہے۔ باغوں میں پھول خوشی سے کھلے ہوئے ہیں۔ غرضیکہ لالہ زار وجویبار دں میں شبنمی ترنم کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ عالم میں صبح عید کے جشن کا نظام ہے۔ شیطان کنج تنہائی میں گریان ونالاں ہے بنیاد باطل مہابت بنی البطحی سے منہدم ہے۔ کہ میں دین بیضا کا ستون قائم ہے ایوان کسریٰ میں زلزلہ ہے۔ کہ یکایک فاران کی چوٹی پر علم نور لہرانے لگا۔ اور فارس کا آتشکدہ ٹھنڈی آہ بھر کر مرجھا گیا۔ اسرافیل وجد میں پُرکیف شہنائی بجا رہے ہیں۔ فوج ملائکہ کے پرے زیرِ جرخ مینائی سجے ہوئے ہیں۔ کہ اتنے میں ندا آئی کہ ایوان قدرت کے دریچے کھول دو آج خود قدرت اپنی شان قدرت کا نظارہ کرے گی۔ فضا عالم مثل آئینہ ہے۔ زمین سے عرش

تک نورانی زینہ ہے ملائکہ رحمت صف بصف اتر رہے ہیں۔ سحاب نور مکہ پر چھا رہا ہے پھولوں کی بارش بلندی و پستی سے ہو رہی ہے۔ عرش معلیٰ سے نزول رحمت جھڑ رہی ہے حرم کی چار دیواری استقبال کو کھڑی ہے۔ کہ اتنے میں مژدہ ملا کہ اے ساکنان خطۂ ہستی مبارک ہو۔ بے امانوں کو آج امان ہے بیواؤں کو آج مژدہ فرح و سرور ہے۔ آج تمہارے نالوں کو آہوں کو فریادوں کو اثر مل گیا ہے ضعیفوں بے کسوں آفت نصیبوں کو آج بشارت ہے یتیموں غلاموں غوبوں کو آج فرحت ہے جو ٹھوکریں کھا کر گرنے والے تھے صبح دشت غربت میں بھٹکنے والے تھے۔ انہیں مژدہ ہو۔ کہ اب کسی کو کسی پر زبردستی کی جرأت نہ ہوگی۔ خود پرستوں کو ہزیمت ہوگی۔ زور باطل گھٹ گیا۔ اندھیرا مٹ گیا۔ سحاب ظلمت چھٹ گیا۔ اور دور راحت و آرام آگیا۔ نجات دائمی اور اسلام چھا گیا۔ یعنی سید المرسلین حبیب رب العالمین سراج السالکین بصد انداز دلکشائی بغایت شان زیبائی مسند آرائی مہد آمنہ ہو گئی۔ یہی سماں تھا کہ ہر طرف سے صدائے صلوٰۃ و صوم آنے لگی۔

ولد الحبیب و مثلہ لا یولد

عشرت کو غم سے جنگ ہے — غم شادیوں سے تنگ ہے۔
عیش و طرب کا ڈھنگ ہے — ناہید خوش آہنگ ہے
ہر گل کھلا خوشرنگ ہے — نرگس بھی شوخ و شنگ ہے
آئی بہار اب رنگ ہے — ہے چرخ زن چرخ کہن

گلزار ادھر سرسبز ہے .. — کہسار ادھر سرسبز ہے
ہر بحر و بر سرسبز ہے۔ — ہر خشک و تر سرسبز ہے
ہر رہ گذر سرسبز ہے — تارِ نظر سرسبز ہے
دیکھو جدھر سرسبز ہے — لے کر چمن سے تا دمن۔

گلبن کہیں سبزہ کہیں — سنبل کہیں چیپا کہیں

گل ہے کہیں غنچہ کہیں۔ پھل ہے کہیں پتا کہیں
ہے صحن گلبن یا کہیں۔ قدرت کی ہے رنگین چکن

اللہ رے اصحاب چمن۔ کیا خوش ہیں اسباب چمن
سبزہ سنجاب چمن۔ نسرین ہے کمخواب چمن
غنچے ہیں اکواب چمن۔ گل ہیں مئے ناب چمن
پی پی کے احباب چمن مستی میں ہیں کیا نعرہ زن

جانم جنان میں دھوم ہے ہر بوستان میں دھوم ہے
ہر مجرد کان میں دھوم ہے ہر دل میں جان میں دھوم ہے
ہر ہر زبان میں دھوم ہے کون و مکان میں دھوم ہے
سارے جہان میں دھوم ہے دل شاد ہیں ہر مرد و زن

حوریں بھی آئی مہ لقا باندھا فرشتوں نے پرا
ہونے لگی یہ التجا۔ ظاہر ہوئے نور خدا
ظاہر ہو ختم الانبیا ظاہر ہوا احمد مجتبیٰ
آخر کو ظاہر ہو گیا وہ نورِ ربی دفعتہً۔

ابرِ کرم پیدا ہوا۔ بحر ہمم پیدا ہوا۔
کانِ نعم پیدا ہوا۔ کہف الامم پیدا ہوا
قدسی خدم پیدا ہوا انجم حشم پیدا ہوا
جود اعلم پیدا ہوا شمشاد قد نسرین بدن

خیر الورےٰ صدر العلیٰ راس الوفا وجد الصفا
شمس الضحیٰ بدر الدجےٰ۔ نجم الہدےٰ نور الھدےٰ
عین التقیٰ زین النقیٰ کنز العطا کشف الغطا

(باقی دارد)

اگر آپ "معین الدین" کو شاندار دیکھنا چاہتے ہیں تو اپنے حلقہ اثر میں خریدار بنائیں "یہ نمونہ کا نمبر" پڑھتے ہی زرِ چندہ ارسال فرمائیں

نصیحت الشیعہ

اَللّٰھُمَّ یَا نُوْرُ لَکَ الْحَمْدُ سَرْمَدًا صَلِّ عَلٰی نُوْرِکَ الْمُنِیْرِ وَاِلٰھًا بَدًا یَا نُوْرُ وَ یَا نُوْرَ النُّوْرِ وَیَا نُوْرًا قَبْلَ کُلِّ نُوْرٍ وَیَا نُوْرًا بَعْدَ کُلِّ نُوْرٍ وَیَا نُوْرًا مَعَ کُلِّ نُوْرٍ وَیَا نُوْرًا فِیْ کُلِّ نُوْرٍ وَیَا نُوْرًا فَوْقَ کُلِّ نُوْرٍ لَکَ النُّوْرُ وَبِکَ النُّوْرُ وَمِنْکَ النُّوْرُ وَاِلَیْکَ النُّوْرُ وَاَنْتَ النُّوْرُ وَلَکَ النُّوْرُ وَنُوْرًا عَلٰی کُلِّ نُوْرٍ صَلِّ عَلٰی نُوْرِکَ الْاَکْبَرِ وَاٰلِہِ السِّرَاجِ الْاَزْہَرِ وَصَحْبِہِ الْمَصَابِیْحِ الزَّہِرِ صَلٰوۃً تَجْعَلُ لَنَا بِھَا فِیْ قُلُوْبِنَا نُوْرًا وَفِیْ صُدُوْرِنَا نُوْرًا وَفِیْ عُیُوْنِنَا نُوْرًا وَفِیْ وُجُوْھِنَا نُوْرًا وَفِیْ قُبُوْرِنَا نُوْرًا اٰمِیْنَ یَا نُوْرَ الْحَقِّ الْمُبِیْنِ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ میرا خیال ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ حضرات شیعہ اگر اپنے گھر کی روایات واحادیث کا بنظر انصاف وتلاش حق مطالعہ کریں تو وہ ایک منٹ کے لئے بھی مذہب شیعہ میں رہنا پسند نہ کریں۔ اگر توفیق شامل حال ہو۔ تو اپنے مذہب نامہذب سے تائب مستغفر ہو کر علی الاعلان مذہب حقہ اہلسنت وجماعت کو قبول کریں اور داخل زمرہ اہلسنت وجماعت ہو کر اہلبیت کرام وصحابہ عظام کی صحیح تعلیم پر عمل پیرا ہو جائیں لیکن عوام حضرات شیعہ اکثر وبیشتر اپنے مذہب کی خانہ ساز روایات واحادیث سے بوجہ جہالت بالکل ناواقف اور بے خبر ہیں۔ علاوہ ازیں ان کے مذہبی علماء و مجتہدین یہ روایات واحادیث ان کو نہیں سناتے اور نہ سنانا ان کے خانہ ساز مذہب کی رو سے جائز ہے اسوجہ سے عوام شیعہ کو انصاف کرنے اور حق کے سمجھنے کا موقع نہیں ملتا۔ ہم بفضلہ تعالیٰ ان کی معتبر کتابوں سے ان کی خانہ ساز روایات واحادیث بحوالہ کتاب پیش کرینگے کہ اگر حضرات شیعہ ان روایات واحادیث کو انصاف کی نگاہ سے مطالعہ کرینگے

تو ان کو بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ فی الحقیقت محبت اہل بیت کا نرا دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ ورنہ اس مذہب میں ائمہ اہلبیت کی از حد توہین و تنقیص کی گئی ہے۔ ایسی ایسی باتیں ائمہ ہدیٰ کی طرف منسوب کی گئیں ہیں۔ کہ ان باتوں کو ادنیٰ مسلمان کی طرف نسبت کرنا تو درکنار غیر مسلم کی طرف بھی منسوب کرتے ہوئے حیا دامنگیر ہوتی ہے۔

"شیعہ مذہب میں دین حق کا چھپانا ثواب ہے اور ظاہر کرنا گناہ"

شیعوں کی معتبر کتاب اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ کے ۸۵ھ میں لکھا ہے۔

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ	سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ
قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَام يَاسُلَيْمَانُ اِنَّكُمْ عَلٰى دِيْنٍ مَنْ كَتَمَهٗ اَعَزَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَذَاعَهٗ اَذَلَّهُ اللّٰهُ	سلیمان نے کہا کہ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ اے سلیمان تم ایسے دین پر ہو کہ جو شخص اس دین کو مخفی و پوشیدہ رکھیگا اللہ عزوجل اس کو عزت دیگا۔ اور جو شخص اس دین کو ظاہر کرے گا۔ اللہ تعالےٰ اس کو ذلیل کرے گا۔

غالباً اس روایت کی بنا پر علمائے شیعہ اپنے مذہب کے احکام و اسرار عوام سے چھپاتے ہیں۔ کہ ان کے ائمہ نے دین چھپانے کی بے حد تاکید کی ہے اور فرما دیا ہے کہ اگر تم نے اپنے دین کو ظاہر کیا۔ تو ذلیل ہو جاؤ گے۔ عزت اسی میں ہے کہ اپنا دین مخفی و پوشیدہ رکھو۔

حضرات شیعہ سے گذارش۔ للہ انصاف کیجئے۔ قرآن حکیم میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:۔

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَام	بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوتا ہے۔

يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ	اے رسول پہنچا دے۔ جو کچھ اترا تمہیں

اِلَیْکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ۔	تمہارے رب کی طرف سے اور ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیام نہ پہنچایا اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔

بحکم قرآن پسندیدہ دین اسلام ہے اور دین کی تبلیغ واشاعت فرض قطعی۔ اور اصول کافی کی مذکورہ روایت کے بموجب دین کا چھپانا موجب عزت۔ اور دین کی نشر واشاعت باعث ذلت۔ تو کیا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ دین اسلام پر نہ تھے۔ کسی اور دین پر تھے۔ اگر دین اسلام پر تھے تو کیا اسکا چھپانا لوگوں سے مخفی رکھنا موجب عزت ہے اور اس کے ظاہر کرنے سے اللہ تعالیٰ ذلیل کرتا ہے۔ کیا یہ حضرت امام پر افترا و بہتان نہیں ہے۔ فتدبر۔

اشعار

کبھی امر حق کو زبان پر نہ لانا — جو حق پوچھے کوئی تو ناحق بتانا
چھپاؤ گے حق کو تو عزت ملے گی — جو ظاہر کروگے تو ذلت ملے گی

کیا حضرات شیعہ انصاف سے کام لینگے۔ اور ہماری رائے سے اتفاق کرتے ہوئے اپنے مذہب کی کتاب سے دست بردار ہونگے۔

مذہب شیعہ میں دین فقط محبت کا نام ہے نماز روزہ کی بھی ضرورت نہیں

مذہب شیعہ کی معتبر کتاب کافی جلد کی کتاب الروضہ مطبوعہ لکھنؤ کے صفحہ ۳۸ میں ہے روایت کی بھی ضرورت نہیں۔ یزید بن معاویہ نبیرہ حضرت عباس علمدار شہید کربلا مرقوم ہے

قَالَ اَبُوْجَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامِ وَھَلِ الدِّیْنُ اِلَّا الْحُبُّ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُحِبُّ الْمُصَلِّیْنَ	فرمایا باقر علیہ السلام نے۔ نہیں ہے دین مگر محبت ایک شخص نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں نمازیوں کو دوست رکھتا ہوں۔ مگر خود نماز

وَلَا اُصَلِّیْ وَاُحِبُّ الصَّوَّامِیْنَ وَ لَا اَصُوْمُ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ

نہیں پڑھتا اور میں روزہ داروں کو دوست رکھتا ہوں مگر خود روزہ نہیں رکھتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو انہیں کے ساتھ ہو گا جنکو دوست رکھتا ہے۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ صرف نجات کے لئے محبت کافی ہے۔ یہی ایمان ہے۔ یہی عمل ہے۔ نماز روزہ کی کچھ ضرورت نہیں۔ اسی وجہ سے علماء شیعہ اپنے عوام کو بجز فضائل نوحہ و شیون اور طعن صحابہ اور ماتم و گریہ اور فضیلتِ متعہ اور کچھ بھی نہیں سکھاتے حالانکہ نماز روزہ نصوص قرآنیہ و احادیث صحیحہ سے فرض عین ہیں۔

حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ۔

نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ

نماز برپا کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

وَقَالَ تَعَالٰی فَمَنْ شَہِدَ مِنْکُمُ الشَّہْرَ فَلْیَصُمْہُ وَقَالَ تَعَالٰی کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ

تو تم میں جو یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور ارشاد ہے تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے کہ اگلوں پر فرض ہوئے تھے۔

کافی کی مذکورہ بالا روایت سے دین کا محبت میں انحصار سمجھا جاتا ہے کہ ھَلِ الدِّیْنُ اِلَّا الْحُبُّ۔ یعنی نہیں ہے دین مگر محبت۔ یعنی فقط محبت اہلبیت کا نام دین ہے اور نماز روزہ حج و زکوٰۃ جو مشہور بناء اسلام ہیں۔ ان سب کی نفی کر دی۔ کیا امام باقر علیہ السلام پر افترا و بہتان نہیں ہے۔ اور اگر یہ صحیح ہے تو قرآن کریم کی تمام آیات و نصوص کا رد ہوتا ہے خدائے قدوس کے حکم کی صریح مخالفت ہے۔ فتدبر۔ (باقی وارد)

مدرسہ عالیہ جعفریہ مرکزی انجمن نصرت الاحناف سندلاہو گ
سندھ ستان میں علوم اسلامیہ کا مرکز و پنجاب میں سب سے بڑی درسگاہ ہے جس کے شعبہ نیفل یا فتہ اور فارغ التحصیل ملک کے طول و عرض میں علم دین کی نشر و اشاعت میں سرگرم ہیں۔ مدرسہ کا تبلیغی کام نہایت خاموشی سے جاری ہے۔ آمدنی غریب طلباء کے چندہ پر منحصر ہے۔ اہل ہمت و کرم اس طرف خاص توجہ فرمائیں۔ جود و سخا کے ہاتھ بڑھا کر اس چمنستان اسلام کی آبیاری کریں۔ مدرسہ کی مالی حالت بہت کمزور ہے۔ زکوٰۃ و صدقات وغیرہ سے اعانت فرما کر ماجور ہوں۔ (ایڈیٹر معین الدین کی اشاعت کے لئے ضرور کوشش کریں۔ چندہ پیشگی آنا چاہیے۔

جلسہائے دستار بندی

رمضان المبارک کے ورود مسعود سے قبل اہالیان تاجپورہ نے حضرت حجۃ الاسلام قبلہ عالم ماحی بدعت حامی سنت جناب ابو محمد محمد دیدار علیشاہ صاحب دامت برکاتہم کو تاجپورہ میں تشریف لانیکی تکلیف دی حضرت ممدوح دامت برکاتہم القدسیہ نے کمال مہربانی فرماکر اپنے قدوم برکت لزوم سے سرزمین تاجپورہ کو شرف و عزت بخشی۔ مسجد حنفیہ میں بہت شان و شوکت سے جلسہ وعظ منعقد ہوا مسجد حاضرین سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ حضرت ممدوح دامت برکاتہم کے بیان نے سامعین کے ایمانی جذبات کو موجزن کردیا ختم وعظ پر حضرت مولانا ابو احمد فضل حسین شاہ صاحب زید مجدہ کی دستار بندی قبلہ عالم کے مبارک ہاتھوں سے ہوئی۔ بعدہ ختم غوثیہ ہوا اور دیر تک نعت خوانی ہوتی رہی جس سے حاضرین نہایت ہی خوش ہوئے۔ پھر رمضان المبارک میں جلسۂ وعظ منعقد ہوا اس دفعہ حضرت حجۃ الاسلام کے صاحبزادہ جناب مولانا مولوی حکیم حافظ قاری ابو الحسنات سید محمد احمد صاحب قبلہ تشریف فرما ہوئے۔ تاجپورہ کا مقدر اوج پر تھا حضرت صاحبزادہ صاحب کی خوش بیانی اور موثر تقریر سے مسلمانانِ تاجپورہ نے اپنے ایمانوں کو تازہ کیا۔ اہالیانِ تاجپورہ کی درخواست پر صاحبزادہ صاحب قبلہ نے مستری مہر دین صاحب کو تاجپورہ کا چوہدری مقرر کیا۔ اور اپنے مبارک ہاتھوں سے دستار باندھی۔ چاروں طرف سے مبارک کی صدائیں بلند ہوئیں۔ آپ نے چوہدری صاحب موصوف کو اتباع شریعت کی تاکید فرمائی نیز تاجپورہ کے مسلمانوں کو ان کی فرمانبرداری کی ہدایت کی۔ سب نے نہایت خلوص دل سے شریعت مطہرہ پر گامزن رہنے کا اقرار کیا۔ صاحبزادہ صاحب قبلہ کے تشریف لیجانے کے بعد ختم گیارہویں شریف ہوا اور بارہ بجے رات تک نعت خوانی ہوتی رہی۔ حاضرین نہایت محظوظ ہوئے مولیٰ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ سلسلہ وعظ و ختم غوثیہ ہمیشہ رہے۔ تاجپورہ کے مخلص مسلمانوں نے اس بات کا انتظام کرلیا ہے کہ ہر ماہ مسجد حنفیہ

میں وعظ شریف ختم گیارہویں شریف اور نعت خوانی ہوا کریں۔ اللہ تعالےٰ ان کے اس کارِ خیر میں مدد فرمائے آمین!۔ یہ امر بھی باعث مسرت ہے کہ مسلمانانِ وسن پورہ بھی اس نیک کام میں پیچھے نہیں رہے چند ہی ایام گزرنے پائے تھے کہ ایک جلسۂ عام کر کے جناب مستری محمد دین صاحب کو اپنا چوہدری مقرر کیا حضرت مولانا ابو احمد محمد سید فضل حسین شاہ صاحب نے اپنے دستِ مبارک سے دستار باندھی۔ اور بعدہ ایک پرجوش تقریر فرمائی۔ چوہدری صاحب وساکنانِ وسن پورہ کو شریعت اسلامیہ کی پیروی کی تلقین کی۔ خدائے قدوس تمام مسلمانوں میں ایسا ہی اتحاد و اتفاق پیدا کر دے۔ اور دین اسلام کا سچا اور پکا پابند بنا دے آمین ثم آمین

مولوی احمد علی امیر انجمن خدام الدین کی کہانی مولوی اشرف علی تھانوی کی زبانی

لاہور میں بمقام شیرانوالہ دروازہ ایک انجمن قائم ہوئی ہے جس کا نام انجمن خدام الدین ہے اس انجمن کے زیر اہتمام ایک مدرسہ بنام مدرسہ قاسم العلوم جاری ہے جس کی عمارت لائن سجان خان میں واقع ہے۔ کچھ عرصہ سے اس عمارت پر ایک کتبہ نصب کیا گیا ہے جس میں عبارت ذیل مرقوم ہے "یہ عمارت ہمیشہ اہل اسلام متبع اہل سنت والجماعت کی نگرانی میں رہیگی" نیز انجمن خدام الدین کا امیر یا صدر ہمیشہ دیوبندی خیال کا عالم باعمل کسی مستند مدرسہ عربی کا فارغ التحصیل ہونا لازمی ہے"۔ نیز "اگر خدانخواستہ انجمن خدام الدین ان اصول کی پابند نہ رہے تو پھر یہ عمارت دارالعلوم دیوبند کے ساتھ ملحق کر دیجائے"۔ محولہ بالا عبارت ظاہر کر رہی ہے کہ اہلسنت وجماعت اور دیوبندی خیال لازم وملزوم اشیا ہیں۔ اب قابل تحقیق یہ امر ہے کہ کب اہل سنت وجماعت کے مشرب قویم نے دارالعلوم دیوبند میں جنم لیا اور کس طرح اہل سنت وجماعت کا سواد اعظم دیوبند کی گڑھیا میں سما گیا۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ اہل سنت وجماعت کے متبعین چار دانگ عالم میں "ظاہرین علی الحق" موجود ہیں۔ تمام اطراف واکناف عالم اس سواد اعظم کے وجود مسعود کے شاہد ہیں۔ پھر معلوم نہیں کہ اہلسنت وجماعت کو دیوبند کی چار دیواری

ہیں کس حکمت و مصلحت کے ماتحت محدود کیا جا رہا ہے غالباً 'دیوبندیت' کی اصطلاح میں وہی راز مضمر ہے جو کہ اصطلاح 'قادیانیت' میں پنہاں ہے۔ چنانچہ متنبی قادیان بھی بڑی بلند آہنگی کے ساتھ خود کو زمرۂ اہلسنت وجماعت میں ظاہر کرتا تھا جیسا کہ اس کے ذیل کے بیانات مظہر ہیں:۔

"میں اظہاراً للحق عام وخاص اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افترا ہے۔ میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائکہ اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر۔ بلکہ میں تمام اُن باتوں کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ سنت وجماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رُو سے مسلّم الثبوت ہیں۔ الخ" (دیکھو اشتہار مرزا قادیانی بمقام دہلی) دیگر۔ "دوسرے الزامات جو مجھ پر لگائے جاتے ہیں کہ یہ شخص لیلۃ القدر کا منکر ہے اور معجزات کا انکاری اور معراج کا منکر اور نیز نبوت کا مدعی اور ختم نبوت سے انکاری ہے یہ سارے الزامات باطل اور دروغ محض ہیں۔ ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے"۔

غرض وصف 'دیوبندیت' بھی 'قادیانیت' کا حامل اور کسی ایسے ہی طائفہ جدیدہ اور شرذمہ قلیلہ پر منطبق ہوتا ہے: فتدبر۔ اکابر دیوبندیہ نے جن کی طرف یہ جماعت منسوب ہے مختلف اوقات میں متفرق تحریرات کے اندر بعض معتقداتِ فضیحہ اور کفریاتِ شنیعہ کا اظہار کیا اور اکثر عبارات میں سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی سخت سے سخت توہین کی جس پر علماء کرام نے مواخذات کئے اور اُن عبارات قبیحہ کی وجہ سے بموجب قرآن وحدیث اور مقابل واجماع امت اُن پر تکفیر وارد ہوئی لیکن یہ حضرات اپنی ان تحریراتِ مقبوحہ پر مُصِر رہے اور آج تک یہی اصرار ان کو رجوع الی الحق سے مانع ہے۔ اگرچہ مناسبت مقام کے لحاظ سے اس طائفہ کے بعض عقائد وعبارات نیز ان تحریرات کے متعلق ائمہ وعلماء سلف وخلف کے اقوال وارشاداتِ طیبہ کا بیان ضروری تھا۔ (باقی دارد)

مرزائیت پر تبصرہ

حامد۔ میں بہت دنوں سے مرزا غلام احمد قادیانی کا چرچا سن رہا ہوں۔ یہ کون بزرگوار ہیں؟

سعید۔ مرزا جی حقیقتاً ایک معمولی آدمی تھے مگر حوصلہ بہت بڑھا ہوا تھا انہوں نے اول دنیاوی ترقی میں بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے مگر ترقی خاطر خواہ نہ ہوسکی آخر مسیلمہ کذاب اسود عنسی وغیرہ متنبیوں کے حالات سے ایک سبق حاصل کر کے اوّل اوّل ایک ڈانچہ مجددیت و مہدیت کا بنایا اور جب یہ چلتا ہوا نظر آیا۔ تو پھر مسیح موعود بن بیٹھے۔

حامد۔ یہ تحریک کب سے انہوں نے شروع کی ہے۔

سعید۔ ان کی تحریک کو تقریباً تیس ۳۰ سال کے قریب قریب ہوگئے ہیں۔

حامد۔ یہ عجیب مراق ہے۔ خیر کچھ سہی یا نے کام تو اپنا بنا ہی لیا۔ مگر میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ یہ جو لاہوری پارٹی اور قادیانی پارٹی مشہور ہے اس کی کیا حقیقت ہے۔

سعید۔ اصل میں لاہوری و قادیانی پارٹی دونوں جماعتیں ایک ہیں۔ اس لئے کہ مرزا مذکور کی متبع ہیں۔ بلکہ جب تک مرزا جی زندہ تھے۔ دونوں جماعتوں کا ایک ہی عقیدہ تھا۔ ان کے مرنیکے بعد ایک جماعت قادیانی مرزا صاحب کے خزانہ پر جو انکا جمع کیا ہوا تھا قابض ہوگئی۔ دوسرے حصہ دار خواجہ کمال الدین اور محمد علی ایم اے۔ حال امیر جماعت لاہوری باوجود دیرینہ خادم ہونیکے اس خزانہ سے محروم رہ گئے انہوں نے اس رنج میں اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنالی۔ اب لاہوری مرزائی کہلانے لگے اور وہ قادیانی مرزائی مشہور ہیں۔ مگر عقائد میں دونوں جماعتیں ایک ہیں۔ مرزا جی کی تعلیم کو دونوں سچا مانتے ہیں۔ ان کے الہامات و دعاوی کو حق سمجھتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ قادیانی جماعت نے تو جرأت کر کے اعلان کر دیا کہ جو مرزا جی کو مسیح موعود صاحب وحی نہ مانے وہ کافر ہے اور لاہوری ٹھوک نے ذرا بزدلی سے کام لیا اور یہ سوچا کہ ایسے عقیدہ کے ظاہر کر دینیکے بعد ہمارے جال میں ہر مسلمان ذرا مشکل سے آئیگا۔ روپیہ کی ضرورت ہے اور وہ جبتک

عام مسلمانوں سے تعلق نہ ہو وصول ہونا مشکل ہے چنانچہ منافقیت کہو یا پالیسی اس کا لحاظ کرتے ہوئے اعلان کیا کہ ہم مرزا جی کو نبی و رسول نہیں مانتے بلکہ مجدد مانتے ہیں اور ان کے نہ ماننے والوں کو کافر نہیں کہتے۔

حامد۔ اس اعتبار سے لاہوری مرزائی اچھے ہیں۔ انسے تعلق رکھنا برا نہیں۔ اس واسطے کہ جو مرزا صاحب کو محض مجدد مانتے ہیں۔ کیا غلطی کرتے ہیں۔ ممکن ہے وہ مجدد ہوں۔

سعید۔ بھائی جان! یہ محض مکاری ہے ورنہ انکا طریق عمل بتا رہا ہے کہ وہ درحقیقت مرزا کو نبی و رسول ہی مانتے ہیں۔ اور نہ ماننے والے کو مسلمان نہیں جانتے! اور اگر ایسا نہ ہوتا تو لاہوری پارٹی کا امیر جماعت محمد علی کبھی تو شاہی مسجد میں وہاں کے امام کے پیچھے نماز پڑھتا۔ یہ ایک ایسی کھلی بات ہے جس سے ہر کس و ناکس ان کی خباثت کا موازنہ کر سکتا ہے۔

حامد۔ بھائی صاحب یہ آپ کی سخت گیری ہے میں اسے پسندیدہ نظر سے نہیں دیکھتا۔ یہ کیا بات ہوئی کہ اگر وہ شاہی مسجد میں نماز پڑھے تو اچھا ہے ورنہ نہیں۔

سعید۔ اچھا جانے دیجئے۔ اگر فی الواقع لاہوری جماعت مرزا جی کی رسالت کی قائل نہیں ہے صاف اعلان کر دے کہ مرزا جی کی کتابیں اور دعاوی اور انٹ سنٹ الہامات سب غلط ہیں ہم انہیں صحیح نہیں مانتے۔ مگر یاد رکھو وہ قیامت تک یہ اعلان نہ کرینگے اس لئے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ہوتے ہیں۔ اور علاوہ ازیں جو نبوت کا مدعی ہو اُسے مجدد تو مجدد ایک شریف اور مومن ماننا بھی کیا جائز ہو سکتا ہے اس لئے کہ جس نے جھوٹا دعویٰ نبوۃ کیا وہ مرتد و کافر ہوا پھر کافر و مرتد کو مجدد یا ولی ماننے والا خود مرتد و کافر ہے۔

حامد۔ ہاں یہ صحیح ہے کیا مرزا جی نے خود کہیں اپنی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

سعید۔ سبحان اللہ کیا آپ کو ان کی کتابیں دیکھنے کا موقعہ نہیں ملا۔

حامد۔ میں تو لاہور آکر ہی یہ سنتا ہوں کہ یہ بھی کوئی مذہب ایجاد ہوا ہے ہماری طرف تو ان کو خال خال کوئی شخص ہی جانتا ہے۔

سعید:۔ لیجئے میں آپ کو بتاتا ہوں مرزا جی کی اول سے اخیر تک ایسی کوئی کتاب نہیں جسمیں انہوں نے اپنے نبی و رسول ہونے کا دعویٰ نہ کیا ہو۔ حقیقۃ الوحی۔ اربعین۔ دافع البلاء۔ انجام آتھم تتمہ حقیقۃ الوحی وغیرہ وغیرہ جس کتابکو دیکھو گے سب میں یہی مضمون ملیگا۔

حامد:۔ ذرا مجھے دکھائیے! ان کتابوں میں کسطرح مرزا جی نے دعوے نبوت کیا ہے۔

سعید:۔ ملاحظہ کیجئے۔ یہ حقیقۃ الوحی کا صفحہ ۱ ہے لکھتا ہے۔ یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (یعنی) اے سردار! تو مرسل ہے سیدھی راہ پر۔ اور اسی کا صفحہ ۱۰۱ ملاحظہ کیجئے۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے جیسا کہ فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔ یہ اربعین نمبر ۳ ہے۔ اس کے صفحہ ۳۳ پر ملاحظہ ہو۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اَحْمَدِيًّا اِلٰى قَرْيَةٍ فَاَعْرَضُوْا وَقَالُوْا كَذَّابٌ اَشِرٌ ہم نے احمد (مرزا) کو بستی والوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے تو انہوں نے کہدیا بڑا جھوٹا ہے۔ یہ دافع البلا ہے اس کے صفحہ ۱۱ پر دیکھئے۔ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ یہ انجام آتھم ہے اس کے صفحہ ۶۲ پر لکھا ہے۔ الہامات میں میری نسبت بار بار کہا گیا ہے کہ یہ خدا فرستادہ۔ خدا کا مامور۔ خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ یہ دافع البلا ہے اسکے صفحہ ۱۰ پر ملاحظہ کیجئے لکھا ہے جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے۔ قادیان کو اس خوفناک تباہی سے خدا محفوظ رکھیگا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ یہ تتمہ حقیقۃ الوحی ہے اس کے صفحہ ۸۵ پر لکھتا ہے میں آدم ہوں میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں میں اسحاق ہوں میں یعقوب ہوں میں اسماعیل ہوں۔ میں موسےٰ ہوں میں داؤد ہوں میں عیسےٰ بن مریم ہوں۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ (معاذ اللہ)

حامد:۔ گھبرا کر۔ بس بھائی بس۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ اسکو مجدد ماننے والا بھی بلاشک مرتد ہے غضب خدا کا یہ تو اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب سے بھی بیس جوت بڑھا ہوا ہے۔

سعید:۔ ذرا صبر کیجئے! اب جو مرزا جی کو نبی نہ ماننے اس کے لئے مرزا جی کا جو حکم ہے وہ بھی سن لیجئے۔

حامد:۔ اچھا یہ اور لطف ہے۔ ہاں سنائیے! کیا حکم لگاتے ہیں۔

سعید۔ تحفہ گولڑویہ۔ فتاویٰ احمدیہ وغیرہ میں جو احکام درج ہیں ان کا ملخص یہ ہے کہ جو مرزا جی کی تکذیب کرے یا انکی صداقت میں متردد ہو۔ وہ کافر ہے اور اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ چنانچہ تحفہ گولڑویہ کے صـ۱۵ پر ہے۔ "پس یاد رکھو۔ کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔

فتاویٰ احمدیہ صـ۸۳۔ سوال ہوا کہ کسی جگہ کا امام حضور (یعنی مرزا) کے حالات سے واقف نہیں۔ تو اس کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہیں۔ فرمایا تمہارا فرض ہے کہ اُسے واقف کرو پھر اگر تصدیق کرے تو بہتر۔ ورنہ اس کے پیچھے اپنی نماز ضائع نہ کرو! اور اگر کوئی خاموش رہے نہ تصدیق کرے نہ تکذیب تو بھی وہ منافق ہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔

حقیقۃ الوحی صـ۵۹ جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو نہیں مانتا۔

حامد۔ مجھے مسٹر محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہوری کے متعلق ضرور تردد تھا مگر اب ظاہر ہو گیا کہ یقیناً محمد علی نے کھانے کے دانت چھپا کر دکھانے کے دانت باہر کر رکھے ہیں۔ بیشک یہ وہ دونوں ایک ہیں۔

سعید۔ نہیں نہیں۔ ہم محمد علی کو باستثنا چند امور کے قادیانی مرزائیت سے بری ماننے کو تیار ہیں بشرطیکہ وہ اعلان کر دیں کہ ہم مرزا کی ان تحریرات کو مردود جانتے ہیں۔ پھر تو سوال اٹھے ہی نہ رہ جائیگا کہ جب آپ ان کے فتاویٰ کے خلاف ہیں عقیدہ کے خلاف ہیں۔ تو بموجب حکم مرزا جی کافر و منافق ہیں۔ پھر جو آپ کو کافر منافق کہے اُسے آپ کس لاج میں مجدد تسلیم کرنے کو تیار ہو اور جب آپ مجدد مان رہے ہو تو بموجب عقائد اسلام ایک مرتد کو مسلمان ماننے والا بھی بیدین ہے۔ بنابرین اُدھر سے منافق و بیدین ہیں۔

حامد۔ مرزا جی کے یہی مضامین ہیں یا اور بھی کچھ ہیں۔

سعید۔ نہیں! ایسے ایسے نہ معلوم کسقدر خرافات ہیں لیجئے مختصر آپ کو اور بتائے دیتا ہوں مرزا جی نے جو مشرکانہ کلمات کہے ہیں۔ وہ بھی سُن لیجئے۔

شیعوں کی حالت بعد مناظرہ

معین الدین پور سیداں ضلع بجرات میں مناظرہ شیعہ و سنی ۲۳ ماہ اکتوبر ۱۹۳۲ء کو منعقد ہوا مولیٰ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اہلسنت کو شاندار فتح نصیب ہوئی حضرت رئیس المناظرین سند المدرسین علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے دلائل و براہین سے شیعہ مناظر مرزا احمد علی صاحب بالکل مبہوت ہو گئے کوئی معقول بات منہ سے نہ نکلی۔ ابتدا ربحث ہی میں تارے نظر آگئے اپنے مناظر کی خستہ حالی دیکھکر شیعہ حضرات دم بخود رہ گئے۔ مُنہ خشک اور چہرے اُداس ہو گئے آنکھوں میں آنسو بھر آئے شکست فاش کھا کر میدان مناظرہ سے چمپت ہوئے وائے حسرت ناکامی کا واویلا کرتے اپنے اپنے گھروں کو سدھارے۔ مقررشدہ پنچوں نے شیعوں کے خلاف ڈگری دیدی۔ تمام مجمع کہہ رہا تھا کہ شیعہ ہار گئے مسلمانوں نے خوشی کے نعرے لگائے۔ الحمدللہ اہل سنت کو فتح مبین نصیب ہوئی اس مناظرہ کا یہ اثر ہوا کہ مذبب حضرات کے تمام شکوک رفع ہو گئے اور سچے پکے سنی مسلمان بن گئے۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ جناب سید حسین شاہ صاحب صوبیدار میجر جو شیعوں کی طرف سے منصف تھے تائب و مستغفر ہو کر داخل زمرۂ اہلسنت ہو گئے ہیں۔ والحمدللہ علی ذالک۔

شیعہ بانیان مناظرہ کی حالت بیان سے باہر ہے۔ کئی دن تک ان کے گھروں میں سوگ رہا۔ اور وہ مذہب شیعہ کو خیرباد کہنے ہی کو تھے کہ شومیٔ قسمت سے بڈھے خان اور اکبر شاہ ڈاکروں کے ورغلانے سے راہ راست پر آنے سے باز رہے۔ الغرض سوائے دو چار کے سب لوگ بفضلہ تعالیٰ خالص اہلسنت وجماعت ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو قائم علی الحق رکھے۔

مرزا احمد علی کی دروغگوئی اور کذب بیانی

مناظرہ میں ہزیمت پاکر مرزا احمد علی نے سیدھے لاہور آکر ہی دم لیا دوست واحباب اور اہل محلہ سے آتے ہی فرمادیا۔ ہمکو بڑی بھاری اور زبردست کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ مناظر اہلسنت سے کچھ جواب نہ بن پڑا اور فوراً اپنے ہفتہ وار اخبار شیعہ لاہور میں یکم نومبر کے پرچہ میں شائع کرادیا کہ ایک نہیں بلکہ گن کر پوری گیارہ شکستیں دیکر آیا ہوں۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ اللہ رے ڈھٹائی

(بقایا صفحہ ۲۳ کے نیچے)

خاندان نبوت و رسالت پر مرزائیوں کی چیرہ دستیاں۔

مناظرہ شیعہ و سنی تو بفضلہ خیر و خوبی سے سرانجام پایا حنفی سادات کرام معین الدین پور فتنہ روافض کے مٹنے سے فارغ البال ہو کر اللہ عزوجل کے شکریہ ادا کرنے میں مشغول ہوئے لیکن بقول شخصے۔ ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جیتا پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی۔ دوسرے ہی روز اطلاع موصول ہوئی۔ کہ معین الدین پور میں مرزائی مبلغین آرہے ہیں سید صاحبان کو بہت فکر ہوئی تمام نے جمع ہو کر کہلا بھیجا کہ ہم بفضلہ تعالیٰ تمام اہلسنت میں آپ اپنی تبلیغ سے ہمیں معاف فرمادیں اور تشریف لانے کی تکلیف گوارا نہ کریں لیکن مرزائیوں نے کہلا بھیجا کہ ہم ضرور آئیں گے اور ضرور جلسہ کرینگے اس پر تمام نے جمع ہو کر قرآن کریم کو درمیان رکھکر حلف اٹھائی۔ اور سچے دل سے عہد کر لیا کہ قادیانیوں کو ہرگز ہرگز اپنی حدود میں داخل نہیں ہونے دینگے مرزائی بڑے بند و بست کے ساتھ لاریوں اور ہتھیاروں سے مسلح ہو کر بٹ کے بٹ اور پرے کے پرے آنے شروع ہوئے۔ دوپہر تک سینکڑوں کی تعداد میں جمع ہوئے اور سڑک جلالپور جٹاں پر پڑاؤ ڈالا۔ سادات عظام نے انہیں آگاہ کر دیا کہ سڑک سے نیچے نہ اتریں ادھر حکام سے اطلاع کر دی کہ مرزائی فوج ہم پر چڑھائی کر کے آگئی ہے پولیس موقع پر پہنچ گئی مرزائیوں نے بہتیرے جتن کئے لاکھ ہاتھ پاؤں مارے طرح طرح کی دھمکیاں بھی دیں لیکن بجز ناکامی کچھ حاصل نہ ہوا غیور سادات نے اشداء علی الکفار پر عمل کر کے ایک مثال قائم کر دی آخر پولیس نے مرزائی لشکر کو اپنی حراست میں لے لیا اور نہایت ہوشیاری سے انکو چلتا کیا۔ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت۔ لیکن تا حال مرزائیوں کا شوق تبلیغ چرا رہا ہے اور وہ اس امر کے درپے ہیں کہ جس طرح ہو ایکدفعہ معین الدین پور میں ضرور جلسہ کر کے فتنہ پھیلا ہی دیں اور ایک آدھ پنجابی نبی کا امتی بنا ہی لیں مگر این خیال است محال است و جنون۔ سادات کرام معین الدین پور کے جذبات ایمانی اور انکا استقلال و ثابت قدمی واقعی قابل تحسین ہے مسلمانوں کو لازم ہے کہ ان کے نقش قدم پر چلیں اور تمام لامذہبوں اور بے دینوں سے خود کو بچائیں۔

بقایا صفحہ ۲۲۔ ایسا سفید جھوٹ۔ یہ خیال نہ فرمایا۔ کہ ہزاروں کی تعداد میں سامعین مناظرہ کیا کہیں گے۔ خوب کامیابی ہوئی۔ اگر کامیابی اسی کا نام ہے اور ایسی ہی دو چار کامیابیاں مرزا صاحب کو پے در پے نصیب ہوئیں تو بفضلہ تعالیٰ عنقریب روافض کا بیڑہ تباہ اور مذہب شیعہ کا نام و نشان مٹ جائیگا۔ جناب مرزا صاحب قبلہ آپ کی دروغگوئی آشکارا ہو چکی ہے اصل حقیقت سے لوگ واقف

ہوگئے ہیں۔ روئیداد مناظرہ معین الدین پور میں آپ کی علمی قابلیت کے نمایاں جوہر دکھائے گئے ہیں اگر شرم و حیا ہے تو فوراً توبہ کیجئے۔ قیامت قریب اور اللہ حسیب ہے۔

لامذہبوں سے مکمل بائیکاٹ

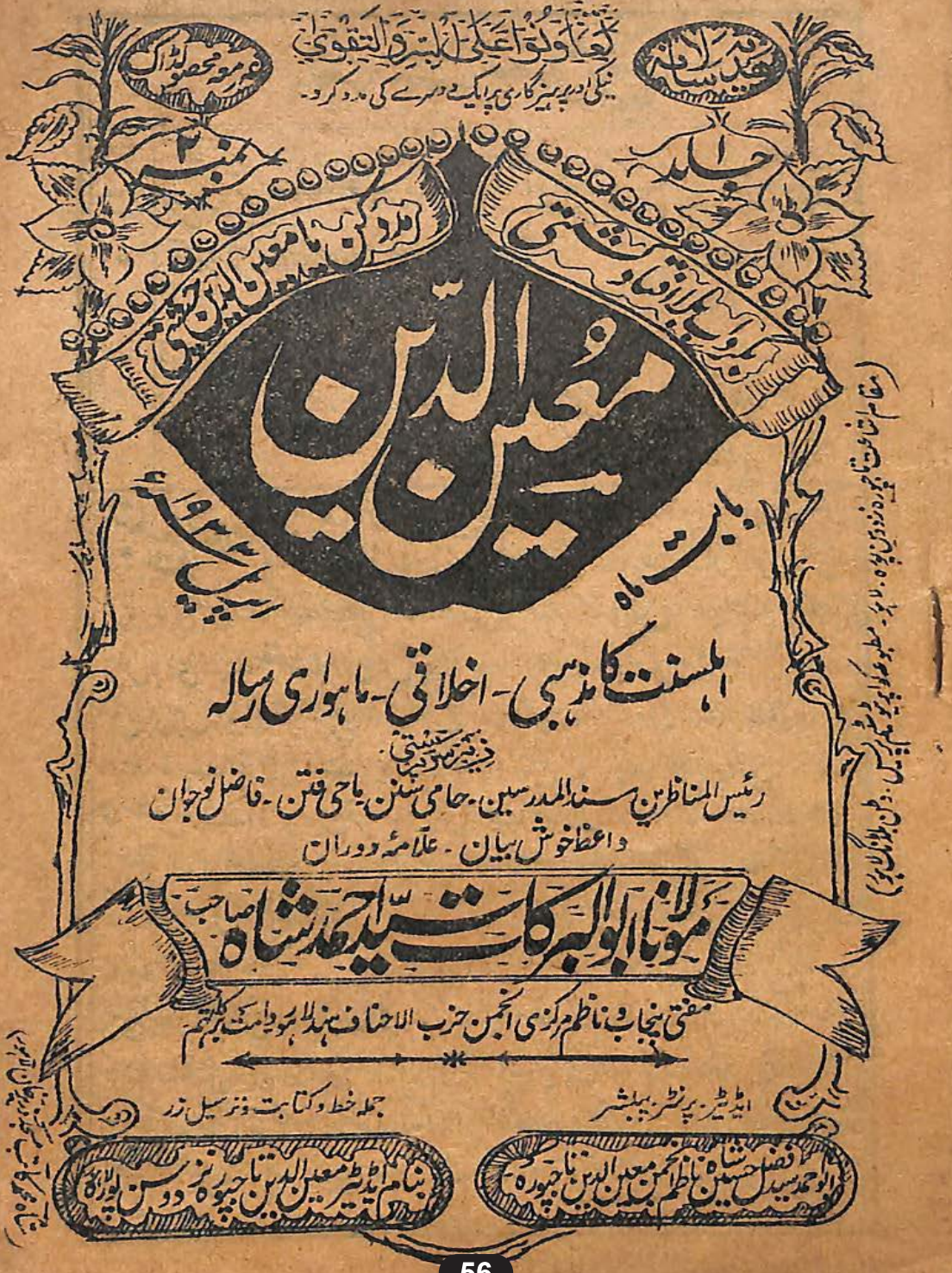
مسلمانانِ معین الدین پور خدا کے فضل و کرم سے بیدار ہو چکے ہیں۔ اور انہوں نے اس بات کو محسوس کر لیا ہے کہ سیلابِ ارتداد سے بچنے کا نہایت ہی عمدہ طریقہ یہ ہے۔ کہ تمام لامذہبوں سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کر دیے جائیں۔ چنانچہ ذیل میں وہ قراردادیں درج کی جاتی ہیں۔ جو انہوں نے ۳۰ جنوری ۳۳ء کو جمع ہو کر باہم باتفاق منظور کیں بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ (۱) رسالہ معین الدین کی ہر طرح سے اشاعت میں کوشش کیجائے (۲) ہر سال ایک جلسہ ہوا کرے جسمیں ہندوستان کے علماء کرام کے مواعظ ہوا کریں (۳) ہر بدمذہب سے تمام تعلقات قطع کئے جائیں حتیٰ کہ وہ تائب ہو کر صحیح العقیدہ مسلمان بن جائیں خصوصاً مرزائی۔ وہابی اور روافض سے بالکل قطع تعلق کئے جائیں۔ (دستخط) جیون شاہ اعلیٰ نمبردار یٰسین شاہ نمبردار بقلم خود۔ قاسم شاہ نمبردار۔ عالم شاہ بقلم خود۔ سید حسین شاہ بقلم خود بقلم خود حاکم شاہ۔ محمد یوسف شاہ بقلم خود۔ سید میاں شاہ۔ جیون شاہ ولد سلطان شاہ حسین شاہ ولد محبوب شاہ قاضی۔ نواب شاہ بقلم خود۔ سردار شاہ بقلم خود یٰسین شاہ۔ بقلم خود نواب شاہ۔ علی اکبر شاہ۔

عام مسلمانوں سے معروض

اسلام کی حمایت جیسی سادات پر فرض ہے عام مسلمانوں پر بھی ہے مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ بھی سادات کرام کے قدم بقدم چلکر بدمذہبوں سے بچنے کی زبردست کوشش کریں۔ نیز مخرب اخلاق اور بے دینی کی تحریرات کے مطالعہ سے باز آئیں جامی اہلسنت رسالہ "معین الدین" کے جان و مال سے خریدار بن جائیں۔ اور دین و دنیا کی سرخروئی حاصل کریں۔

تاجپوہ میں سنیاسی

۔ قارئین رسالہ معین الدین کو مژدہ ہو کہ عرصہ ایک سال سے جناب سائیں مسکین صاحب غربا و امراء کا علاج نہایت جانفشانی سے کر رہے ہیں۔ امراض مہلکہ و مخصوصہ میں آپ کو خاص ملکہ حاصل ہے۔ دوا نہایت دیجاتی ہے تندرست ہونے پر قیمت دیجاتی ہے آپنے حال ہی میں ایک سرمہ ایجاد کیا ہے جو آنکھوں کی تمام بیماریوں کے لئے اکسیر ثابت ہوا ہے۔


تعاونوا علی البر والتقوی
نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔
ہدیہ سالانہ
جلد ۱
نمبر ۲
معین الدین
ماہوار رسالہ
اہلسنت کا مذہبی - اخلاقی - ماہواری رسالہ
رئیس المناظرین سند المدرسین حامی سنن ماحی فتن - فاضل نوجوان
واعظ خوش بیان - علامۂ دوران
مولانا ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب
مفتی پنجاب و ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور دامت برکاتہم
ایڈیٹر - پرنٹر - پبلشر
جملہ خط و کتابت و منی آرڈر
ابوالخیر محمد فضل حسین شاہ ناظم انجمن معین الدین تاجپورہ
بنام ایڈیٹر معین الدین تاجپورہ نزد دوسن پورہ لاہور

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صاحب مضمون
۲	تبلیغ اسلام	ایڈیٹر
۳	تفسیر القرآن	حجۃ الاسلام حضرت مولانا ابو محمد محمد وحید الدین صاحب دامت برکاتہم
۷	مرزائیت پر تبصرہ	علامہ حکیم الجنسات سید محمد احمد صاحب خطیب مسجد وزیر خان۔

صفحہ	مضمون	صاحب مضمون
۱۰	نصیحۃ الشیعہ	مولانا ابو البرکات سید احمد شاہ صاحب قبلہ ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف
۱۴	مدیۂ سیدان میں جلسہ مرزائیت سے توبہ	ایڈیٹر "
۱۵	انجمن معین الدین تاجپورہ	میاں فرزند علی صاحب تاجپورہ
۱۶	دالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور۔	ایڈیٹر

تبلیغ اسلام

مسلمانوں کا بہترین فرض تبلیغ ہے اور دین پاک نے ہر جان نثار کو مبلغ بنا دیا ہے۔ مبلغین اسلام ہر زمانہ میں اس فرض کو بڑی عالی ہمتی سے ادا کرتے رہے ہیں۔ اعدائے دین کی سر توڑ مخالفتوں سے پریشان ہو کر ہمت نہیں ہاری اپنے مقصود کا دامن نہیں چھوڑا۔ دو حاضر میں کفر و الحاد کی زہریلی ہوائیں تیزی سے چل رہی ہیں۔ بیدینی اور لامذہبی طرح طرح کے باطل پروپیگنڈوں سے پھیلائی جا رہی ہے۔ مذہب حقہ اہل سنت و جماعت کی حمایت میں باطل کے بطلان کے پردے فاش کرنے اور بددین فریبیوں کی فریب کاریوں کا راز افشا کرنے کے لئے "معین الدین" جاری کیا گیا۔ اہل سنت کا یہ خادم اپنی خوبیوں میں یکتا ہے جس نے بیدینوں کے حوصلوں کو پست کر دیا ہے۔ گمراہ فرقے اس سے کانپنے لگے ہیں اسکی حیات کا پہلا نمبر تو اکثر مفت تقسیم کر دیا گیا ہے۔ برادران اہلسنت سے پرزور استدعا ہے کہ اس کی اشاعت و تبلیغ کی طرف خاص توجہ فرمائیں۔ مالی اعانت کی اشد ضرورت ہے۔ اسکی بقا کیلئے تمام مسلمانوں کی بہت سی دینی و دنیوی کامیابیوں کی توقعات وابستہ ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ میں اس خادم مذہب و ملت کو کامیاب زندگی عطا فرمائے اور بہی خواہان اسلام کو توفیق اعانت بخشے۔ آمین ثم آمین۔ ہدیہ سالانہ صرف ایک روپیہ مع محصول ڈاک۔ (ایڈیٹر)

تفسیر القرآن

سورۃ البقرہ مدینہ وھی مائتان ووست تمان آیۃ واربعون رکوعا

(گذشتہ سے پیوستہ)

جس میں حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے خالص خطبات ان کے نزدیک باسانید معتبرہ منقول ہیں۔ ص۲۷۵ جلد۲ نہج البلاغت میں ہے کہ جب خبر شہادت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پہنچی۔ آپ نے فرمایا۔ جتنی مخالفوں کو ان کے قتل کی خوشی ہے۔ ہم کو اتنا ہی ان کی شہادت کا رنج ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ہمارا ایک محبوب گم ہو گیا۔ پھر ص۱۰ نہج البلاغت مطبوعہ مصر ہے۔ میں نے بیعت ابو بکر۔ عمر۔ عثمان رضی اللہ عنہم کی دب کر نہیں کی ہے۔ اور یہ بات بھی نہیں ہے کہ حضور نے مجھکو خلیفہ بنا دیا تھا اور میں نے انکی اطاعت قبول کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی ہو۔ بلکہ سب سے پہلے میں نے فرمان سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی۔ پھر اس خوف سے کہ اول میں ہی آپ کی تکذیب کرنے والا نہ ہو۔ میں نے اپنے معاملہ میں سوچا۔ اور ان کی اطاعت کو بیعت سے پہلے قبول کیا۔ اسواسطے کہ ان کی اطاعت کا عہد نامہ میری گردن میں ڈالا گیا تھا۔ اور مجھ کو یہی حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ فقط۔ اللہ ہدایت کرے اس قوم کو جو دعوی محبت علی کرم اللہ وجہہ کریں۔ اور پھر اس شیر خدا کو ڈرپوک تقیہ ساز۔ مکذب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تارک امر حق سمجھیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم انی اعوذبک من الافراط والتفریط فی محبۃ علی رضی اللہ عنہ وجمیع الصحابۃ۔ آمین یارب العلمین۔

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حسب موقعہ مختصر واقعہ جمیعت قرآن کا بموجب

روایت بخاری شریف ظاہر کر دیا جائے ۔ وہو ہذا ۔ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جنکا نام نامی عبداللہ ابن ابی قحافہ ہے بمشورہ عمر رضی اللہ عنہ باتفاق جمہور صحابہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے جمع کرایا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں اسکی چند نقلیں کراکر اُن اُن ولایتوں میں جہاں اسلام پھیل چکا تھا بھجوا کر اشاعت فرمائی اور بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم عجمیوں پر حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم نے یہ احسان فرمایا کہ قرآن مجید پر ہمارے لئے اعراب لگائے ۔ اب بغرض نفع طلباء متعلق اعجاز قرآن ان نکات کا لکھنا ضروری سمجھا جاتا ہے متعلق الٓمٓ اور دیگر حروف مقطعات قاضی بیضا رحمتہ اللہ علیہ نے تفسیر بیضاوی میں تحریر فرمائے ہیں اور اس کے بعد بطریق نمونہ ان وجوہ تراکیب کا لکھنا لابدی معلوم ہوتا ہے جنکی طرف ایک مدت سے علما اور طلباء کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں اور علامہ بیضاوی رحمتہ اللہ علیہ نے جو چند وجوہ اعراب متعلق الٓمٓ بیان فرمائی ہیں ۔ اُن سے بعض وجوہ لیکر علامہ مخدوم علی مہائمی رحمتہ اللہ نے یومنون بالغیب تک گیارہ لفظ لے کر ان گیارہ لفظوں کے بارہ کروڑ تراسی لاکھ چوالیس ہزار پانچسو چوبیس وجوہ اعراب بیان فرمائے ہیں جن کی تاریخ وفات سن چار سو پینسٹھ ہجری ہے ۔ اور مزار مبارک ان کا مہائم شریف میں ہے جو لاہور کی جانب سے بمبئی کا دوسرا سٹیشن ہے ۔ اور دریا میں ان کے مزار کے قریب وہ چبوترہ بھی ابتک موجود ہے جس پر ان کا حضرت خضر علیہ السلام سے تعلیم پانا مشہور ہے آپ دلی مادرزاد شافعی المذہب تھے آپ کے مزار مبارک پر ہجوم زوّار عوام و خواص سے رہتا ہے ۔ سبحۃ المرجان میں ہے حضرت مخدوم ممدوح رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ قاضی بیضا علامہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ نے اپنی تفسیر بیضاوی میں الٓمٓ کے گیارہ معنی بیان فرمائے ہیں ۔ ایک معنی منجملہ گیارہ کے یہ ہیں ۔ الٓمٓ اور تمام حروف مقطعات نام ہیں قرآن مجید کے اور الٓمٓ سے علی ہذا دوسرے حروف سے اول یا آخر مؤلف من جنس ھذہ الحروف مقدر ہے پھر اسی صورت میں الٓمٓ کے اعراب کی چھ وجہ بیان کی ہیں ۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ الٓمٓ اور جتنے حروف تہجی ہیں

یہ سب نام ہیں۔ اون حرفوں کے جن سے کلمات ہر زبان کے (خصوصاً عرب کے) مرکب ہوتے ہیں۔ اسواسطیکہ ان پر تعریف اسم کلمۃ تدل علی معنی فی نفسہا غیر مقترن باحد ازمنۃ الثلثۃ صادق آتی ہے اور علامات اسم تعریف تنکیر جمع تصغیر اضافہ بفخم وصف وغیرہا ان میں پائی جاتی ہیں چنانچہ کہتے ہیں الالف والبا اور الف باء تا واللفظ افعلان الفات اور باوات اور اس کی تصریح خلیل اور ابو علی رحمہما اللہ نے کی ہے اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صحابی جلیل القدر سے مروی ہے کہ جس نے ایک حرف کلام اللہ سے پڑھا اس کو ثواب ایک نیکی کا ملتا ہے اور ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہو کر ملا کرتا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ الم سارا ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام جدا ایک حرف ہے۔ اور میم علیحدہ ایک حرف ہے جن کو بہ نظر تخفیف بصورت الم ان کی مسمیات کے لکھا جاتا ہے۔ اور عرف جدید ہے ورنہ عرف قدیم و مصطلح یہی ہے۔ کہ اس طرح لکھے جاویں۔ الف لام میم جو ان نقوش آل م کے نام ہیں جن کو کلمہ کہتے ہیں۔ اور کلام اللہ انہی نقوش کے ساتھ شروع کیا گیا تاکہ بمجرد سننے نام اور دیکھنے ان نقوش کے ذہن اسماء سے مسمیات تک پہنچ جاوے اور چونکہ مسمی الف کا ہمیشہ ساکن ہوتا ہے۔ اور ابتدا بساکن محال لہٰذا بجائے الف ہمزہ عاریت لے لیا گیا۔ اور ان اسماء حروف تہجی پر عامل بلا عمل نہیں آتے۔ اور ان کو مثل این اور ھولاء کے مبنی بھی نہیں قرار دیا۔ اسواسطیکہ نہ ان پر تعریف حرف صادق آتی ہے نہ ان میں کوئی مشابہت حرف کے ساتھ۔ اس واسطے ان میں اجتماع ساکنین جائز رکھا گیا۔ جیسے صاد۔ قاف۔ اسواسطیکہ معرب ہیں جب ان پر وقف ترکیب عامل آوینگے بوجہ اعراب اجتماع ساکنین نہ رہے گا اور چونکہ مسمیات ان اسما الف باء تا ثا الخ کے بسیط اور عنصر کلام ہیں اور تمام کلے انہیں سے مرکب ہوتے ہیں۔ بعض سورتوں کلام اللہ کو اللہ جلشانہ نے بعض انہیں حروف بسیط کے ساتھ مخالف عرف قدیم عرب شروع فرمایا تاکہ جن فصحاء و بلغاء و شعراء عرب سے اعجاز کلام اللہ کے

ساتھ مقابلہ ہے ان کو بیدار اور خبردار کر دیا جائے۔ کہ یہ کلام پاک جسکو ہمارے محبوب پڑھتے ہیں۔ انہی حروف تہجی سے منظوم ہے جن سے تم اپنی کلام کو مرکب و منظوم کرتے ہو پھر یہ کلام اگر اللہ کے سوا کسی بشر کا کلام ہوتا تو تم سب باوصف قوت فصاحت و بلاغت و کوشش ہائے بلیغ کبھی اس جیسا کلام بنا لینے سے عاجز نہ ہوتے۔ اور تاکہ اول سنتے ہی مشرکین عرب کو معلوم ہو جاوے کہ ان حروف بسیط کے ناموں کے ساتھ اس طرز نادر پر وہ امی لقب جنہوں نے کبھی ایک حرف بھی کسی سے پڑھا نہ لکھا۔ بلا تعلیم خدائے لایزال کیسے کلام کر سکتے تھے۔ جس کو اکثر پڑھے لکھے بھی نہیں جانتے۔ لامحالہ یہ کلام پاک بطریق خرق عادت ضرور آپ کی صدق نبوت پر ایک بڑا معجزہ ہے۔ اس واسطے کہ اس طرز نادر پر ان حروف کا لانا بغیر دیکھے نظیر سابق کے کسی بڑے سے بڑے ادیب کا بھی کام نہیں۔ دیکھو کل حروف تہجی الف کو چھوڑ کر جو مستقل نہیں گنا جاتا بلکہ کلام عرب میں کبھی واؤ سے بدلکر آتا ہے۔ کبھی یا سے۔ کبھی ہمزہ سے۔ کل اٹھائیس حرف ہیں جن کے نصف چودہ ۱۴ حرف ہوتے ہیں۔ ان چودہ حرفوں کے اسماگرامی کے ساتھ انتیس ۲۹ سورتوں کو شروع فرمایا ہے۔ جسمیں اطلاع ہے اس امر کی کہ بصورت گن لینے الف غیر مستقل کے کل انتیس حرف ہیں۔ سورہ ۱ بقر۔ سورہ ۲ ال عمران۔ سورہ ۲۹ عنکبوت۔ سورہ ۳۱ لقمان۔ سورہ ۳۰ روم۔ سورہ ۳۲ سجدہ کو الم سے سورۃ مومن ۴۰۔ سورۃ زخرف ۴۳ سورۃ دخان ۴۴۔ سورۃ جاثیہ ۴۵۔ سورۃ احقاف ۴۶۔ سورۃ حم ۴۱۔ سجدہ کو حم سے۔ سورۃ یونس ۱۰ سورۃ ہود ۱۱۔ سورۃ یوسف ۱۲۔ سورۃ ابراہیم ۱۴۔ سورۃ حجر ۱۵ کو الر سے۔ سورہ اعراف ۷۔ سورہ قصص ۲۸ کو المص سے سورہ رعد کو المر سے۔ سورہ مریم کو کھیعص سے۔ سورہ طہ کو طہ سے۔ سورۃ شعرا کو طسم سے۔ سورۃ نمل کو طس سے۔ سورۃ یٰسین کو یٰسین سے۔ سورۃ ص کو ص سے۔ سورۃ شوریٰ کو حمعسق سے۔ سورہ ق کو قاف سے۔ سورۃ ن کو نون سے اور ان کے لانے میں یہ طرز بدیع و نادر ظاہر فرمایا کہ جس سے خلاصہ کل علم تجوید قرآن مجید کا جسکو عموماً علم قرأت کہتے ہیں ان حروف ہی سے سکھایا (باقی)

مرزائیت پر تبصرہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

مرزاجی خدا کے معاذ اللہ جزو ہیں۔

دافع البلا کے صـ۶۔ پر لکھتے ہیں۔ انت منی وانا منک (خدا کہتا ہے) معاذ اللہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ اربعین نمبر ۳ صـ۳۴ اَنْتَ من مائنا وَھُمْ مِنْ فشل۔ تو میرے پانی سے ہے اور دوسرے خشکی سے۔

مرزاجی معاذ اللہ خدا کے بیٹے ہیں۔

حقیقۃ الوحی صـ۸۶ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ وَلَدِیْ۔ یعنی تو بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے۔

خدا اور مرزا دونوں دنیا میں حکمران ہیں معاذ اللہ

(معاذ اللہ) خدا کہہ رہا ہے۔ حقیقۃ الوحی صـ۲۵ اَلْاَرْضُ والسَّمَاءُ مَعَکَ کَمَا ھُوَ سَمْعِیْ۔ زمین و آسمان تیرے ایسے ہی تابع ہیں۔ جیسے میرے تابع ہیں۔

بقول مرزا صاحب معاذ اللہ

خدا خطا بھی کرتا ہے اور کبھی صحیح بات بھی کہہ دیتا ہے

حقیقۃ الوحی صـ۱۰۳ انی مع الرسول اجیب اخطی واصیب (یعنی میں خدا رسول کے ساتھ ہو کر جواب دیتا ہوں۔ خطا بھی کرتا ہوں اور صواب کو بھی پہنچتا ہوں)

حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو رحمۃ للعالمین سب جانتے ہیں مگر مرزاجی بھی رحمۃ للعالمین بنتے ہیں (معاذ اللہ)۔ حقیقۃ الوحی صـ۵۲ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ۔ ہم نے تجھے (اے مرزا) رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے تاجدار مدینہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو دنیا باعث تخلیق عالم سبب تکوین آدم جانتی تھی مگر مرزاجی کو بھی ناکام ہوا۔ لکھتے ہیں حقیقۃ الوحی صـ۹۹ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ

الافلاک اگر تجھے (اے مرزا) پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ حضور کی معراج کو تو دنیا مان رہی ہے۔ مگر مرزا جی بھی اپنے لئے معراج سمجھ رہے ہیں۔ ضمیمہ حقیقۃ الوحی صلہ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات کو سیر معراج کرائی۔

مرزا جی کے خدا نے انہیں سب سے نرالا بنایا ہے

حقیقۃ الوحی صہ ۸۳ پر ہے۔ آفرک اللہ علی کل شئی۔ خدا نے تجھے ہر ایک چیز پر ترجیح دی ہے۔

آسمان سے بہت سے تخت اُترے مگر مرزا جی کا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا

حقیقۃ الوحی صلہ ۸۹۔ آسمان سے کئی تخت اُترے۔ پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا

مرزا حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے!

اور کہتا ہے۔ اعجاز احمدی صلہ لہ خسف القمر المنیر وان لی خسفا القمران المنیران فان انکر۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صرف خسوف قمر ہوا تو کیا ہوا میرے لئے شمس و قمر دونوں کا خسوف ہوا۔

حامد۔ ان الفاظ کو اگر وہ وحی کہتا ہے تو اس میں کلام صرف یہ ہو سکتا ہے کہ یہ وحی نہیں اس لئے کہ وحی نبوت نبی پر آتی ہے مگر الہام اگر ہو تو کیا تعجب ہے؟

سعید۔ ہاں آپ کا خیال ٹھیک ہے۔ مگر جسے وہ وحی کہتا ہے۔ اور آپ کے خیال میں الہام ہو سکتا ہے۔ اُسے آگے سن کر آپ خود جنون خام بتا دینگے۔

حامد۔ وہ کس طرح؟

سعید۔ وہ اس طرح کہ جیسے مالیخولیا والا اپنے اوہام اور جنون فاسدہ کا شکار بنا رہتا ہے اسی طرح مرزا جی کا حال ہے کہ ایسے بہکے بہکے الہامات یا وحی کے مضامین ہیں جنہیں ایک عقلمند سن کر بے ساختہ کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ قادیانی نبی ہے یا مراقی

لہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ شق قمر ظہور پذیر ہوا اگر چاند کا گرہن ہونا ثابت نہیں بنا بریں لہ خسف القمر کہنا محض باطل اور سراسر غلط ہے۔ ۱۲

حامد۔ وہ بہکے بہکے الہامات جنہیں وہ وحی کہتے ہیں مجھے بتائیں میں جب مانونگا۔
سعید۔ البشریٰ جلد ۲ کے صفحہ ۹۴ پر مرزا جی لکھتے ہیں "پیٹ پھٹ گیا"۔ دن کے وقت کا الہام ہے معلوم نہیں کہ یہ کس کے متعلق ہے۔ اور البشریٰ جلد ۲ کے صفحہ ۹۴ پر کشف نمبر ۱۵۰ لکھتے ہیں۔ "خاکسار پیپر منٹ"۔ پھر اسی کے صفحہ ۱۲۱ پر لکھتے ہیں۔ "کمترین کا بیڑا غرق ہو گیا"۔ پھر البشریٰ جلد ۲ کے صفحہ ۴۳ پر لکھتے ہیں۔ "کرمہائے تو کردما را گستاخ"۔ یعنی اے خدا تیری مہربانیوں نے ہمیں گستاخ بنا دیا۔ اور لطف یہ کہ باپ بیٹے یا یوں کہئے کہ خلیفہ و خلف میں باہمی ایچ تان ہے۔ مرزا جی کے حقیقی بیٹے اور خلیفہ ثانی الفضل کی اشاعت مؤرخہ ۲۳ رجنوری ۱۹۱۷ء کے صفحہ ۱۳ پر لکھتے ہیں۔ "نادان ہے وہ شخص جس نے کہا۔ کرمہائے تو کردما را گستاخ۔ کیونکہ خدا کے فضل انسان کو گستاخ نہیں بنایا کرتے۔ اور سرکش نہیں کر دیا کرتے۔

تو اب فیصلہ کر لیجئے۔ کہ

حقیقی بیٹے اور خلیفہ مسیح کے نزدیک باپ نادان ہوا یا دانا۔ اور مزید برآں یہ کہ مرزا جی خود بھی اپنی نادانی اور مراقی کہانی اپنی ہی زبانی اخبار قادیان مؤرخہ ۷ رجون ۱۹۰۶ء صفحہ ۵ پر اس طرح سناتے ہیں۔ جو اپنے بیٹے خلیفہ ثانی کے سامنے بیان کی۔ جس کی اصل عبارت یہ ہے۔ فرمایا دیکھو میری ہیضہ کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ مسیح جب آسمان سے اُترے گا تو اُس نے دو زرد چادریں پہنی ہوئی ہونگی۔ پس اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی۔ یعنی مراق اور کثرتِ بول۔ اور پھر اپنے آپ کو ہی مراقی نہیں مانتے۔ بلکہ اپنی بیوی کو بھی اسی طرح بنا لیتے ہیں۔ الحکم مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۱۱ء کے صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں میری بیوی کو مراق کی بیماری ہے۔ اور ریویو قادیان بابت اگست ۱۹۲۶ء کے صفحہ ۱۱ پر مرزا جی کے خلیفہ ثانی بھی لکھتے ہیں۔ "مجھ کو کبھی کبھی مراق دورہ ہوتا ہے"۔ (باقی وارد)

نصیحت الشیعہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

قدمائے شیعہ صفت صدق اور عہد و وفا سے محروم تھے اور اہلسنت میں یہ سب صفات موجود تھیں سب سے بڑی وجہ عوام شیعہ کو مذہبی تعلیم نہ دینے اور روایات و احادیث سے بے خبر رکھنے کی یہی ہے۔ کہ مجتہدین شیعہ جانتے ہیں کہ اگر عوام ان روائیتوں پر جو ہمارے مذہب کی مستند کتابوں میں موجود ہیں۔ مطلع ہو گئے اور ان روایات کے مضامین پر خبردار ہو گئے۔ تو عوام پر یہ بھی کھل جائیگا۔ کہ پیشوایان مذہب اور قدماد سلف صفت امانت اور صدق اور وفا و دیانت سے محروم تھے۔ اور یہ صفات یعنی زہد و تقویٰ زمانۂ ائمہ میں اہلسنت میں پائی جاتی تھیں اور اصحاب امام نے بہت غور و تحقیق کے بعد ائمہ کو اطلاع دی تھی کہ زہد و تقویٰ ہم میں نہیں۔ اہلسنت میں ہے مگر باین ہمہ ائمہ نے اپنے گروہ کو پسند کیا۔ ملاحظہ ہو اصول کافی ص۲۳۷ میں عبداللہ بن مغفور سے

قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنِّیْ اُخَالِطُ النَّاسَ فَیَکْثُرُ عَجَبِیْ مِنْ اَقْوَامٍ لَا یَتَوَلَّوْنَکُمْ وَیَتَوَلَّوْنَ فُلَانًا وَفُلَانًا لَھُمْ اَمَانَۃٌ وَصِدْقٌ وَوَفَاءٌ وَاَقْوَامٌ یَتَوَلَّوْنَکُمْ لَیْسَ لَھُمْ تِلْکَ الْاَمَانَۃُ وَلَا الْوَفَاءُ وَالصِّدْقُ قَالَ فَاسْتَوٰی اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ جَالِسًا فَاَقْبَلَ عَلَیَّ کَالْغَضْبَانِ ثُمَّ قَالَ لَا دِیْنَ لِمَنْ دَانَ اللّٰہَ بِوَلَایَۃِ

روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ میں لوگوں سے ملتا ہوں۔ تو مجھ کو بڑا تعجب ان لوگوں پر ہوتا ہے جو آپ کی ولایت کو نہیں مانتے اور فلانے اور فلانے کی ولایت کو مانتے ہیں ان میں امانت ہے صدق ہے وفا ہے۔ اور جو لوگ تمہاری ولایت کو مانتے ہیں۔ ان میں نہ امانت ہے۔ نہ وفا ہے۔ نہ صدق ہے۔ یہ سنتے ہی امام طیش میں آ کر سیدھے بیٹھ گئے اور غضبناک ہو کر میری طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا کہ جس نے ایسے امام کی ولایت اختیار کی جو اللہ کی طرف سے مقرر نہیں ہوا۔

إِمَامٍ جَائِرٍ لَيْسَ مِنَ اللّٰهِ وَلَا عَلَى مَنْ دَانَ بِوَلَايَتِهِ إِمَامٍ عَادِلٍ مِنَ اللّٰهِ۔	اس کا دین ہی نہیں۔ اور جس نے امام کی ولایت مانی جو اللہ کی طرف سے ہے۔ اس پر کوئی عتاب نہ ہوگا۔

حضرات شیعہ سے انصاف کی درخواست

اس روایت سے صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ فرقہ اہلسنت صفت صدق و وفا اور امانت سے موصوف تھا اور دوسرے فریق میں باوجود ہمہ وقت خدمت امام میں حاضر باش رہنے کے نہ امانت تھی نہ وفا۔ نہ صدق۔ وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ

ے بے وفائی کسی معشوق کی عیب نہیں جسمیں کچھ صدق و صفا بھی ہو وہ محبوب نہیں

للہ انصاف! کیا ائمہ ہدیٰ کے صحبت یافتہ اور فیض برداشتہ حضرات کی یہی شان ہونی چاہیئے۔ جو کافی کی اس روایت سے ظاہر ہوتی ہے ہمارے اعتقاد میں تو یہ ائمہ اور ائمہ کے متبعین کی سخت توہین ہے اس لئے کہ اس پر آشوب زمانہ میں جبکہ زہد و تقوی، صدق و امانت بہت کم پایا جاتا ہے لیکن جو اشخاص کسی خدا رسیدہ پاک باطن کی صحبت میں رہ کر فیضیاب ہوتے ہیں تو ان میں صدق و صفا عہد و وفا، امانت و دیانت کے جلوے نمایاں طور پر جلوہ گر ہو جاتے ہیں۔ چہ جائیکہ ائمہ ہدیٰ جو مجسمہ ہدایت ہوں۔ ان کے ہم نشینوں کی یہ حالت کہ نہ ان میں وفا ہو نہ امانت، نہ صدق ہو نہ دیانت۔ اور پھر لطف یہ کہ ائمہ ہدیٰ ایسے لوگوں کو اپنا مقرب بنائیں۔ اور اسی گروہ کو پسند کریں یہ بالکل عقل سلیم کے خلاف بلکہ قرآن حکیم کی تعلیم کے مخالف ہے

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔ (پارہ تین پاؤ)	تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔
وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ۔ پارہ ۱۲ رکوع ۱۲	اور ظالموں کی طرف نہ جھکو۔ کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔
لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ	تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے

وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ۔

جنہوں نے اللہ اور اسکے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی۔ یا کنبے والے ہوں۔ (پارہ ۲۸ پاؤ پہلا)

ائمہ اپنے مخلصین شیعہ میں اختلاف ڈالتے تھے اور ایک مسئلہ کا جواب کسی سے کچھ اور کسی سے کچھ

اگر شیعہ حضرات پر یہ راز منکشف ہو جائے کہ ان کی معتبر کتابوں میں بھی لکھا ہے کہ وہ ائمہ ہدیٰ جنکی اطاعت و فرمانبرداری کی بے حد تاکید کی گئی ہے اور جن کی محبت ہی عین ایمان ہے وہ خود بھی ایک بات پر قایم نہ تھے۔ ایک سوال کا جواب کسی کو کچھ دیتے اور کسی کو کچھ دیتے تو عوام کو سخت حیرانی و پشیانی ہوگی۔ کہ ائمہ کی کس بات کا اعتبار کریں اور قسم قسم کے شکوک پیدا ہونگے۔ بلکہ ائمہ ہدیٰ سے بد اعتقاد ہو جانیکا قوی احتمال ہے یہی وجہ ہے کہ علماء شیعہ ایسی روایات اپنے معتقدین کو نہیں سناتے۔

اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ کے صفحہ ۳۷ میں ہے کہ زرارہ بن اعین نے امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے

عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَعْيَنَ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ قَالَ سَاَلْتُهٗ عَنْ مَسْئَلَةٍ فَاَجَابَنِيْ ثُمَّ جَاءَهٗ رَجُلٌ فَسَاَلَهٗ عَنْهُ فَاَجَابَ بِخِلَافِ مَا اَجَابَنِيْ وَاَجَابَ صَاحِبِيْ فَلَمَّا خَرَجَ الرَّجُلَانِ قُلْتُ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ مِنْ شِيْعَتِكُمْ قَدِمَ مَا يَسْئَلُنِ فَاَجَبْتَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِغَيْرِ مَا اَجَبْتَ صَاحِبَهٗ فَقَالَ يَا زُرَارَةُ اِنَّ هٰذَا خَيْرٌ لَنَا وَاَبْقٰى لَنَا وَلَكُمْ وَلَوِ اجْتَمَعْتُمْ عَلٰى اَمْرٍ وَاحِدٍ لَصَدَّقَكُمُ النَّاسُ عَلَيْنَا وَلَكَانَ اَقَلَّ لِبَقَائِنَا وَبَقَائِكُمْ۔

زرارہ کہتا ہے کہ میں نے امام باقر علیہ السلام سے ایک مسئلہ دریافت کیا۔ مجھ کو آپ نے جواب عطا فرمایا۔ پھر ایک اور شخص وارد ہوا اس نے بھی وہی سوال کیا اس کو آپ نے اور جواب دیا۔ جو اس جواب کے بالکل خلاف تھا۔ پھر ایک تیسرا آدمی حاضر ہوا۔ اس نے بھی وہی سوال عرض کیا۔ اس کو ہم دونوں کے خلاف جواب دیا۔ جب وہ دونوں چلے گئے تو میں نے کہا اے فرزند رسول مقبول دونوں شخص عراق کے باشندہ آپ کے شیعوں میں سے ہیں یہ دونوں حضور سے مسئلہ پوچھنے آئے تھے آپ نے ایک کو کچھ جواب دیا دوسرے کو اسکے خلاف جواب دیا۔ تو امام نے فرمایا کہ اے زرارہ یہی بہتر ہے ہمارے لیے اور یہی امر ہم کو تم کو باقی رکھنے والا ہے اور اگر تم سب ایک دین پر قایم اور جمع ہو جاؤ تو سب آدمی تصدیق

(باقی ہے)

کرینگے کہ تم لوگ ہمارے گروہ میں ہو تو اس میں ہماری اور تمہاری دونوں کی بقا کم ہو جائیگی۔

ثُمَّ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ شِیْعَتُکُمْ لَوْ حَمَلْتُمُوْھُمْ عَلَی الْاَسِنَّۃِ اَوْ عَلَی النَّارِ لَمَضَوْا وَھُمْ یَخْرُجُوْنَ مِنْ عِنْدِکَ مُخْتَلِفِیْنَ قَالَ فَاَجَابَنِیْ بِمِثْلِ جَوَابِ اَبِیْہِ

پھر زرارہ نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ایک مرتبہ پوچھا کہ تمہارے ایسے شیعہ کہ اگر تم ان کو برچھیوں پر یا آگ میں بھیجدو تو چلے جاویں وہ تمہارے پاس سے مختلف ہو کر نکلتے ہیں یعنی ایک کو تم کچھ تعلیم کرتے ہو اور دوسرے کو اسکے خلاف زرارہ کہتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ کو ان کا وہی جواب دیا جو انکے باپ امام باقر علیہ السلام نے دیا تھا۔

اب حضرات شیعہ سے گذارش ہے کہ ان روایات کی بنا پر امام باقر علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام دین میں معاذ اللہ افتراق و شقاق و خلاف پیدا کرنے کے بانی ہوئے یعنی صاف ظاہر ہے کہ جب آپ سے کوئی شیعہ دین کی بات دریافت کرتا تو آپ اس کے مختلف جواب دیا کرتے تھے۔ مثلاً کسی نے پوچھا نماز فرض ہے آپ نے جواب دیا ہاں فرض ہے پھر یہی سوال جب دوسرے نے کیا تو آپ نے اس کو جواب دیا ہوگا۔ کہ نماز فرض نہیں۔ غرض اسی طرح آپ ہر سوال کا ایک دوسرے کے خلاف جواب دیا کرتے تھے۔ اسکو بقول زرارہ اپنی اور حضرات شیعہ کی کامیابی و بقا سمجھتے تھے۔ بلکہ زرارہ کے اعتراض کے جواب میں بھی یہی فرمایا کہ اسطرح جواب دینے میں خیریت و کامیابی ہے ورنہ تم ہم ہلاک ہو جائینگے کیا یہی شان ائمہ اطہار ہے اور کیا اس روایت کے بموجب حضرات ائمہ اطہار دین میں شقاق اختلاف ڈالنے والے ٹھہرائے کیا یہ بہتان اور افترا محب اہل بیت کر سکتا ہے۔ سچ کہو کہ ایسی باتیں دشمن دین ائمہ اہل بیت کی طرف نسبت کر سکتا ہے۔ یہ ہیں وہ روایتیں جنکو عوام شیعہ سے علماء شیعہ پوشیدہ رکھتے ہیں کہ اگر عوام شیعہ ان روایتوں پر مطلع ہو جائیں تو محبت اہل بیت انکو ایک لمحہ کتب شیعہ اور مذہب شیعہ پر قائم رہنے کی اجازت نہ دے۔ (باقی آئندہ)

معین الدین کی اشاعت ہر اہل سنت کا فرض ہے۔

انجمن حنفیہ سادات مدینہ کا پہلا سالانہ جلسہ

مؤرخہ ۴ مارچ ۱۹۳۳ء کو مدینہ سیدان ضلع گجرات میں نہایت شاندار جلسہ منعقد ہوا استاذی ومولائی حضرت رئیس المناظرین سند المدرسین فاضل نوجوان علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب دامت برکاتہم کی تشریف آوری سنکر دور دور سے آکر لوگ شریک جلسہ ہوئے آپکے علاوہ اور بھی بہت سے علماء کرام ونقی افروز جلسہ ہوئے حضرت مولانا دامت برکاتہم کی دلل تقریروں سے سامعین پر عجب وجد کی کیفیت طاری ہوئی اور خوب مزے لیکر اپنے ایمانوں کو تازہ کیا پہلے دن آپ کی تقریر کا موضوع مذہب مرزائیت تھا جس پر آپنے کامل چار گھنٹے تقریر فرمائی دوسرے روز مذہب شیعہ پر لگاتار ساڑھے تین گھنٹے وعظ ہوتا رہا ان دو ہی تقریروں سے سامعین پر ایسا اثر ہوا کہ باتفاق سب نے جلسہ گاہ ہی میں حلف اٹھا کر مرزائیوں اور رافضیوں سے کامل بائیکاٹ کر دیا۔ ضلع گجرات کے تمام دیہات کے اہل سنت کو اس انجمن میں شریک کرنیکی تجویز کو پاس کر کے انجمن کا نام "بزم احناف مدینہ" رکھا گیا رسالہ معین الدین کی توسیع اشاعت کا نیک کام بزم احناف مدینہ نے اپنے ذمہ لیا مسلمانان ضلع گجرات کی صحیح خدمت ادا کرنے کیلئے ایسی انجمن کی اشد ضرورت تھی جسکی بنیاد بحمدہ تعالیٰ حضرت مولانا ممدوح کی صدارت میں رکھی گئی مولیٰ تعالیٰ سے دعا ہے کہ بزم احناف مدینہ ہمیشہ سرسبز رہے ہم اس موقعہ پر حضرت مولانا مولوی حافظ پیر ولایت شاہ صاحب مبلغ اسلام کا تہ دل سے شکریہ کرتے ہیں جنکی لگاتار کوششوں کا یہ نتیجہ ہے واپسی پر اہالیان گجرات کی درخواست پر گجرات میں جلسہ وعظ ہوا جسمیں تمام ملحدوں کا رد حضرت ممدوح الصدر نے نہایت احسن طریقہ سے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسی بزرگ ہستیوں کو ہم پر ہمیشہ قایم رکھے آمین

مرزائیت سے توبہ

اللہ کا شکر ہے۔ کہ مذہب مرزائیت کی حقیقت کا انکشاف ہو چکا ہے اس مذہب نامہذب کی کفر و بیدینی آشکارا ہو چکی ہے اور لوگ کثرت سے اس کے جال سے رہائی پا رہے ہیں سید حسین شاہ صاحب تین تیس سال مرزائی رہنے کے بعد سچے دل سے تائب و مستغفر ہو کر داخل زمرہ اہل سنت ہو گئے ہیں اور معین الدین پور میں مرزائیوں کے خلاف تبلیغ کر رہے ہیں رسالہ معین الدین کی اشاعت نہایت سرگرمی سے کر رہے ہیں حنفی سادات معین الدین پور انکی اعانت کا خاص خیال رکھیں نیز بابو نذیر احمد صاحب کلرک ریلوے ہیڈ کوارٹر امرتسر لاہور بھی کامل سات سال کے بعد مذہب قادیانی کو خیرباد کہہ چکے ہیں اور مذہب اہلسنت کو اختیار کیا ہے اللہ تعالیٰ انکو سچا پکا صحیح العقیدہ حنفی مسلمان بنائے۔ آمین

انجمن معین الدین تاجپورہ لاہور کا اجلاس خاص

مؤرخہ ۶ مارچ ۱۹۳۳ء بروز اتوار جناب چوہدری مہر دین صاحب کے مکان پر منعقد ہوا۔ تاجپورہ اور وسن پورہ کے سرکردہ حضرات اہلسنت شریک جلسہ ہوئے فاضل نوجوان جناب مولانا ابو احمد فضل حسین صاحب نے انجمن کی رپورٹ کارگذاری از ابتداء نومبر ۱۹۳۲ء سناتے ہوئے حاضرین کی توجہ اس طرف مبذول فرمائی کہ خالص دینی انجمن کی ہر طرح سے دستگیری فرمائیں اسکو کامیاب بنانے میں ہر ممکن کوشش کریں۔ تمام نے یکزبان ہوکر خوش دلی سے لبیک کہی اور مالی جانی امداد فرمانے کے وعدے کیئے۔ بعدہ عہدہ داروں کا انتخاب ہوا جن کے اسماء گرامی ذیل میں درج ہیں :-

(۱) صدر انجمن زبدۃ الحکماء ممتاز الاطباء حکیم ڈاکٹر جناب دوست محمد صاحب صابر۔ تاجپورہ۔ لاہور

(۲) نائب صدر۔ جناب جمعدار علی گوہر صاحب وسن پورہ۔ لاہور۔

(۳) ناظم۔ حضرت مولانا ابو احمد فضل حسین شاہ صاحب۔ فاضل دار العلوم حزب الاحناف۔ ایڈیٹر معین الدین تاجپورہ لاہور

(۴) نائب ناظم۔ جناب چوہدری مہر دین صاحب۔ تاجپورہ لاہور۔

(۵) امین انجمن۔ جناب مستری رحمت علی صاحب ملتانی۔ تاجپورہ۔ لاہور۔

انتخاب کے بعد دیر تک انجمن کی ترقی اور کامیابی کے متعلق مختلف تجاویز پر بحث و تمحیص ہوتی رہی اور باتفاق قرار پایا کہ :-

(۱) برادران اہلسنت لاہور۔ مصری شاہ۔ فیض باغ۔ وسن پورہ۔ چاہ میراں۔ گڑھی شاہو وغیرہ کو انجمن ہذا کے ساتھ منسلک کیا جائے۔

(۲) رسالہ معین الدین کا حلقہ اشاعت بہت وسیع کیا جائے۔ بعدہٗ دعا کی گئی اور جلسہ ختم ہوا۔ ذیل میں انجمن کے اغراض و مقاصد ہر خاص و عام کی آگاہی کے لئے درج کیئے جاتے ہیں

(۱) اشاعت مذہب حقہ اہل سنت و جماعت (۲) تردید مذہب باطلہ خصوصاً رافضی مرزائی وہابی۔

(۳) اہلسنت کی دینی و دنیوی خدمات کرنا۔ امین اخوت اسلامی کا جذبہ پیدا کرنا۔ اور تہذیب اخلاق سکھانا۔

ہر بی خواہ اسلام خصوصاً حضرات اہلسنت سے پر زور التجا ہے کہ اپنی اس خالص دینی انجمن کے فروغ دینے کے لئے ہر جائز کوشش کریں انجمن کی کامیابی کا انحصار آپکی توجہ پر ہے جان و مال سے اسکی اعانت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں والسلام۔

دعا گو۔ فرزند علی تاجپورہ۔ لاہور

دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور۔

برداران اہلسنت۔ دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور اسلامی تعلیمات کا مرکز ہے جس کی دینی تعلیمات کے نتائج کا غلغلہ تمام ہندوستان و پنجاب اور دوسرے ممالک میں پہنچ چکا ہے۔ فارغ التحصیل اطراف ملک میں مشغول درس و تدریس و تبلیغ و اشاعت ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ اس کا حلقہ اثر روز بروز ترقی پر ہے۔ قابل ذکر خصوصیات دارالعلوم سے یہ ہیں۔ کہ اس میں شیخ الحدیث حضرت امام اہلسنت قامع بدعت سیدی و مولائی و مرشدی و استاذی قبلہ عالم حضور پر نور مولانا مولوی سید ابو محمد محمد دیدار علیشاہ صاحب رضوی قادری نقشبندی مدظلہ العالی ہیں جن کی زندگی کا ہر لمحہ دین پاک کی خدمت میں گذرتا ہے۔ آپ کا روزانہ بعد نماز فجر درس ہوتا ہے جس میں معارف قرآن حکیم مسائل فقہ و احکام شرعیہ کا بیان عام فہم سلیس اردو میں بیان فرماتے ہیں بعدہٗ دورہ حدیث پڑھایا جاتا ہے اور پھر نماز ظہر کے بعد عصر تک دورہ ہوتا ہے۔ آپ کے صاحبزادہ صاحب فاضل یگانہ حضرت رئیس المناظرین سند المدرسین مولانا مولوی ابو البرکات سید احمد شاہ صاحب دامت برکاتہم دارالعلوم کے ناظم و مدرس اعلیٰ ہیں جو ہر روز صبح سے لیکر عصر تک درس و تدریس میں سرگرم رہتے ہیں۔ بعدہٗ رات کے دو دو بجے تک فتویٰ وغیرہ کا کام کرتے رہتے ہیں۔ مذاہب باطلہ کی سرکوبی کے لئے آپ ہر وقت پابرکاب رہتے ہیں انہی کی ذات بابرکات کا یہ اثر ہے کہ تمام مذاہب ان کے نام سے تھراتے ہیں علم مناظرہ میں آپ یکتا ہیں۔ ہر پنجشنبہ کو بعد نماز عشا طلبا کو وعظ اور مناظرہ کی مشق کرائی جاتی ہے۔ تصحیح عقائد کی کی خاص فکر رہتی ہے فی الحال چالیس سے زاید طلبہ فیض یاب ہو رہے ہیں۔ جن کے تمام مصارف دارالعلوم کے ذمہ ہیں۔ جس کی مالی حالت بہت کمزور ہے لہٰذا برادران اہلسنت سے التماس ہے کہ زکوٰۃ و صدقات وغیرہ سے اس کی اعانت فرما کر ماجور ہوں۔ قربانی کی کھالوں کا بہترین مصرف بھی ایسی ہی خالص مذہبی درسگاہیں ہیں لہٰذا اہل خواہان اسلام سے درخواست ہے کہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں۔ فراہمی چرم قربانی میں سعی بلیغ فرماویں۔ ہر محلہ میں چرمہائے قربانی وصول کر کے خود تکلیف فرما کر دارالعلوم میں بھیج دیں۔ امید ہے میری یہ مخلصانہ درخواست بے اثر نہ رہیگی۔ اہالیان مصری شاہ۔ دسن پورہ۔ چاہ میراں۔ فیض باغ۔ ناجپورہ اس امر کا خیال رکھیں۔ (ایڈیٹر)

تعاونوا علی البر والتقوی

نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

مئی ۱۹۳۳ء

ہدیہ سالانہ ایک روپیہ

بمقام بلاقات کشتی + مدد کن یا معین الدین چشتی

جلد ۱۱ نمبر ۳

اہل سنت کا مذہبی - اخلاقی - اصلاحی ماہوار رسالہ

معین الدین

سرپرست

فاضل اجل منظور بے بدل

علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب مفتی پنجاب

ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر

مولانا ابوالحمد سید فضل حسین شاہ صاحب فاضل حزب الاحناف ناظم انجمن "معین الدین"

تاجپورہ نزد وسن پورہ لاہور۔

ایڈیٹر اعزازی: عالیجناب ڈاکٹر حکیم دوست محمد صاحب صابر ملتانی۔

مطبوعہ محمدی پریس لاہور

عرضِ حال

خدائے عزوجل قادرِ مطلق ہے ہمارا دنیا کو مشیتِ قدرت سے وہ عدم کو وجود عطا فرماتا ہے اور خاتونِ کو قانا بنا دیتا ہے انجمن معین الدین کا وجود میں آنا اور عرصہ قلیل میں رفعت پر پہنچ جانا اسی ذاتِ گرامی صفات کی کرشمہ ہے گویا اس انجمن کا قیام عین مشیتِ ایزدی کے تحت ہوا ہے جس میں قدرت خود کام کر رہا ہے کہ کسی سرپرستی حاصل جل کا محتاج نہیں علمائے زمان حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب قبلہ دامت برکاتہم مفتی پنجاب نائب مہتمم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور جیسی بے نیاز ہستی کی قبول فرمائی سے نہ صرف سرپرستی بلکہ اس کے ہر قسم کی علمی و عملی معاونت کا وعدہ فرمایا ہے جبکہ وہ جس طریقہ رسالہ "معین الدین" میں سرانجام دے رہے ہیں "معین الدین" اس انجمن کا ماہوار آرگن ہے جس کی کارگزاری شائع ہوتی رہتی ہے انجمن کا نصب العین اور غرض و غایت کوئی نیا مذہب قائم کرنا نہیں اور نہ ہی بنیادی جماعت حاصل کرنا ہے بلکہ اسکا اصلی مقصد اور دلی خواہش محض اشاعت اسلام حقانیت مذہب حقہ اہلسنت و جماعت ہے اور قضائے خالد کیا کا ذیبا ابابیل کو طشت از بام کرنا ہے۔ نیز قرآن ادلی کا عملی پہلو پیش کر کے ثابت کرنا ہے کہ یورپ کی کورانہ تقلید کر کے اور جدید تعلیم یافتہ اسلام کشمکش میں گرفتار ہیں نیا خیال کی نئی روشنی کی تہذیب و تمدن اسلام کے اصول قوانین کے سراسر خلاف ہے اور رجحانِ ذہنی کو نیکی کہا جائے تو بہت مناسب ہے اسلام نے جو اصول زندگی کو اعلیٰ و ارفع بنانے اور ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہونے کے لئے تعلیم فرمائے تھے انکو پس پشت ڈالنے کا نتیجہ ہے کہ آج اسلامیوں کی طرف سے ناکامی مندی دیکھنا پڑتا ہے اسلام مغلوبی مذہب ہے اور اس کے اصول و قوانین عین فطرت کے مطابق ہیں چنانچہ سلیم عقلوں نے اس امر کو تسلیم کیا ہے پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ غیر مسلم اقوال کی کورانہ تقلید کر کے اسلام کے ان اصول پر تیم کیا جائے اور بعد کو صحیح سمجھ کر تبلیغ و اشاعت کیا جائے جس سے نہ صرف مسلم بلکہ غیر مسلم واقف اسلام بھی شرمائے۔ تاجپور کے گرد و نواح میں بعض ایسی قسم کے حضرات ہیں کہ بعض نوجوانوں کی اصلاح کے نام سے ادارہ قائم کر کے بنیادی جماعتوں کے حصول کی فکر میں ہے اور تقریر و تحریر سے بے بہا خزانوں میں مذہبی پھیلا رہا ہے کوئی انا علم کے نام سے رفض کی ہر کتب کو ہاتھ لگا رہا ہے غرضیکہ اپنے غلیظ اور ناپاک پروگرام سے عام لوگوں کے خیالات کو پراگندہ کرنے میں مشغول ہیں ہمیں ہماری آنکھیں دیکھ سکتی ہیں نہ ہی تعین سے شناخت کر سکتی تھیں دانیال اسلام تاجپور بتا رہے ہیں چنانچہ ان خبر ناک گمراہ کن پروگرام کو دیکھ کر ہمیں کہ مناظرہ معین الدین پوسیدان ضلع گجرات ہوا ہے تاکہ شاذ افتح نصیب ہوئی فضل کا حال ہوا اور خدائے قادر نے اس رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے بصدقہ پر چند نوجوانانِ اسلام کو اس انجمن کی زیادہ فعالی و ترقیہ کرنا کہ وہ ظاہر کیا جاتا اور بال کے پردے چاک کر ڈالے جائیں تب اسلام کی صحیح تعلیم کی اشاعت کر کے ذلیل و رسوا کی آواز بلند کی جائے مسلمان تاجپور کی ہی تو دلی آرزو تھی بسم اللہ کہکر جانی مال سے حصہ لینے پر آمادہ ہو گئے ان کے روح رواں جناب فاضل نوجوان احمد سید فضل حسین شاہ صاحب فاضل حزب الاحناف ہیں انجمن کی طرف سے تبلیغ و اشاعت کا کام بہتر خوش اسلوبی سے ہو رہا ہے تحریری و تقریری دونوں صورتیں اختیار کر رکھی ہیں ہر ماہ علماء کرام کو دعوت کیا جاتا ہے اور مختلف جلسے جلوس منعقد کرائے جاتے ہیں اس کے ساتھ ختم غوثیہ بھی بہت شان کے ساتھ کرایا جاتا ہے اسوۂ حسنہ پیغمبر اسلام اور اولیاء اللہ کی مقدس زندگیوں کا بیان کر کے عوام کو انکی تقلید پر ابھارا جاتا آخری جلسہ یہ اختیار کی ہے کہ ہر ماہ رسالہ "معین الدین" شائع ہوتا ہے جس میں مسلمان کے مشاہیر علماء و فضلاء کے مضامین درج ہوتے ہیں تفسیر القرآن اور حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ بہترین مذہبی مضامین مناظرات مباحثات فتاویٰ اور اخلاقی کارناموں سے مزین ہوتا ہے۔ رسالہ کا مقصد گو رسالہ ابھی ابتدائی حالت میں ہے مگر فاروقی کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اسکا پبلک نے نہایت خوشی کے ساتھ استقبال کیا ہے کیونکہ انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ رسالہ کا مقصد محض اسلام کی خدمت ہے اور ہمیں کوئی مقصد نہیں ہے اسکی اشاعت کو مفید خیال کرتے ہوئے پبلک نے ہر طرح سے اسکی امداد کی ہے جسکو ہم تشکر سے قبول کرتے ہیں آئندہ سال اسی بہتر اور خوبی کے ساتھ نکلنے کی کوشش کی جائے گی ہمیں امید ہے کہ ہمارا رسالہ ایک بہترین خاص نمبر شائع ہو کر گرانقدر صورتوں میں بھی آ رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ ضرور مدد فرما سکتے ہیں کہ ہر رسالہ چندہ بلفریا جاتا ہے ڈاک کے خرچ کے سوا دو بارہ آنہ کا ایک خاص نمبر آپکے پیش نظر اور اپنی زبان پر چھپے آپکو معلوم ہے انجمن کو کیا مالی فائدہ ہو سکتا ہے مگر انجمن کا مقصد تبلیغ مذہب اسلام کا مصمم ارادہ کر لیا ہے خواہ اسے مالی نقصان اٹھانا پڑے چنانچہ اب کی بار انجمن اپنی گرہ سے خرچ کرے گی ہمیں امید ہے اس کی مدد کیلئے کوئی معقول رقم یا چندہ طلب نہیں کرتے

تفسیر القرآن

سورۃ البقرہ مدنیۃ وھی مائتان وست وثمانون آیۃ واربعۃ آلاف وسبعمائۃ وثمانون حرفا

(از قلم خوش رقم امام العصر والعلامۃ الدھر استاذ الاکابر ابن الاماجد سید محمد محمد علی شاہ صاحب ظلہ العالی)

اور مشرکین عرب کو اس کے کمالات کا جلوہ دکھا کر مقابلہ سے مرعوب و عاجز بنا دیا ہو اسطیکہ کل صفات حروف ستہ عشرہ ہیں۔ اول مہموسہ۔ جنکے ادا کرنے میں سانس جاری رہتا ہے ان کا مجموعہ ستشحثک خصفہ ہے۔ دوم علاوہ ان کے انیس حروف مہجورہ ہیں۔ جنکا مجموعہ قل من دراہئ بجد غظ عطص ذز ہے۔ جنکی ادائیگی میں سانس جاری نہیں رہتا۔ سوم شدیدہ ۸ آٹھ ہیں جنکا مجموعہ اجدك قطبت ہے اور ان کی ادائیگی قوی آواز کے ساتھ اسطرح ہوتی ہے کہ بعد ادا کے آواز فوراً منقطع ہو جاتی ہے۔ ان کی ضد قسم چہارم باقی جملہ حروف ہیں جنکو رخوہ کہتے ہیں مگر ان میں سے قسم پنجم کے پانچ حروف مرعلن بین بین کہلاتے ہیں جنکی آواز قوت شدیدہ اور ضعف رخوہ کے درمیان رہتی ہے۔ قسم ششم مستعلیہ۔ جن کی ادائیگی میں زبان اوپر کی طرف میل کرتی ہے۔ وہ سات حروف خص ضغط قظ ھس۔ قسم ہفتم انکی ضد مستفلہ ہیں جنکی ادائیگی میں زبان نیچے کی طرف میل کرتی ہے۔ وہ یہ ہیں۔ ابجد۔ ھوز۔ کلمن فغستی ثذ ثراحیث۔ قسم ہشتم صط۔ ضظ چار حروف ہیں۔ جنکی ادائیگی میں زبان دوہری ہو کر تالو سے جالگتی ہے قسم نہم ان کی ضد ہے۔ انکے علاوہ باقی پچیس حروف ہیں جن کی ادائیگی میں زبان کشادہ رہتی ہے قسم دہم قلقلہ کے پانچ حروف قطبجد ہیں۔ جن کے ادا کرنے میں بحالت سکون شدت ظہور سے آواز میں حرکت محسوس ہوتی ہے۔ قسم یازدہم ان کے علاوہ باقی جو بیس حروف ان کی ضد ہیں۔ جن کے ادا کرتے میں آواز حرکت نہیں کرتی۔ انکو ساکنہ نیز

مستفرہ کہتے ہیں۔ دوازدہم صفیریہ۔ یہ تین حروف ضرس کے ہیں۔ جن کی ادائیگی میں باریک چڑیا کی سی یا سیٹی کی آواز محسوس ہوتی ہے سیزدہم جرسیہ۔ چہاردہم حروف بدل حروف ذلقیہ جو کنارہ زبان سے ادا ہوتے ہیں۔ پانزدہم حروف مدغم اور حروف غیر مدغم۔ حروف زوائد۔ پھر حروف حلقی ہمزہ ھا وحا وخا وعین غین کی یہ خاصیت ہے کہ جب نون ساکن یا تنوین کے آگے آویں تو اس طرح نون اور تنوین پڑھے جاتے ہیں۔ کہ جیسے ہتھوڑا کسی شے پر مارنے کے وقت اچھلتا ہے۔ جیسے انعمت علیہم میں نون بوجہ حرف حلقی عین کے پڑھا جاتا ہے اور یرملون کے چھ حروف مدغم جن میں سے چار باغنہ ہیں۔ جن کے ادغام کے وقت خیشوم سے آواز نکلتی ہے۔ واو۔ نون۔ میم یا اور رالام بے غنہ کے۔ ان کا ادغام کے وقت خیشوم سوا اخ بالا بینی سے آواز نہیں نکلتی۔ پھر علاوہ حروف اظہار و حروف یرملون باقی جتنے حرف ہیں ان کو حروف اخفا کہتے ہیں۔ یہ حرف جب نون ساکن یا تنوین کے آگے آجائیں تو نون اور تنوین کی آواز مشابہ آواز جرس یعنی گھڑیال کے نکلتی ہے اور ان حروف مقطعات میں ان جملہ صفات کے حروف سے ضرور کچھ نہ کچھ بیان فرما کر قراء قرآن کو متنبہ کر دیا گیا کہ خوش الحانی کے ساتھ قرآن مجید صحیح پڑھنے کے لئے ان چودہ حروف کی مشابہ بصفات مذکورہ ضروری ہے تاکہ بعد شائقی ان حروف کے ہر عجمی اور اس زمانہ کے عربی قرآن مجید کو اسی طرز پر پڑھ سکیں جس لب ولہجہ سے حضور سرور انبیاء اور صحابہ کرام پڑھتے تھے۔ کہ جس کے سننے کے شوق میں جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تہجد میں پڑھتے مشرکین عرب کے بچے اور عورتیں میٹھی نیند چھوڑ کر اس قرآن کے سننے کو جمع ہو جاتے اور پھر ان حروف کو بعض سورتوں پر بطریق افراد لایا گیا ہے۔ جیسے ق ص ن۔ اور بعض سورتوں پر دو دو جیسے یٰسین۔ حٰمٓ۔ اور بعض پر تین جیسے الٓمٓ الٓمٓر بعض پر چار جیسے المٓر بعض پر پانچ جیسے کٓھٰیٰعٓصٓ حٰمٓعٓسٓقٓ تاکہ مشرکین عرب مدعی فصاحت و بلاغت ہٹ دھرمی سے اقرار نہ کریں۔ مگر دل میں تو یقین کر لیں کہ بلاشبہ یہ کلام الٰہی ہے ورنہ یہ ممکن نہیں کہ وہ امی لقب جو چالیس برس کی عمر تک پڑھنا لکھنا درکنار کبھی کسی پڑھے لکھے کے پاس بھی نہ بیٹھے اور اشاروں میں ہی علم تجوید علم صرف علم نحو۔ بلاغت و فصاحت کے مراتب طے کر جاوے۔ چنانچہ اس طریق خاص پر ان حروف کا مختلف سورتوں پر لانا بتلا رہا ہے۔ کہ بنائیں

کلمات عرب کی یکحرفی سے لے کر پنج حرفی تک کل پانچ ہیں۔ اور تین سورتوں پر حروف مفردہ کا لانا بتا رہا ہے کہ یکحرفی بنا اسم فعل حرف تینوں قسم کلمات عرب میں پائی جاتی ہیں۔ اسم میں جیسے بعض ضمیر متصل فعل میں جیسے قِ فِ حرف میں جیسے بعض حروف جارہ اور بعض سورتوں کو دو حرفوں سے شروع فرمایا جیسے طٰہٰ یٰسٓ طٰسٓمٓ حٰمٓ تاکہ معلوم ہو جائے کہ بعض حروف بلا حذف دو حرفی ہوتے ہیں جیسے بل قد اور اَنْ لَنْ کَیْ اور بعض فعل بھی دو حرفی ہوتے ہیں مگر بعد تعلیل وحذف جیسے قل۔ خف۔ بع اور بعض اسم دو حرفی بلا حذف ہوتے ہیں۔ جیسے من نما اسماء موصولہ سے اور بعض بحذف جیسے اسماء ستہ مکبرہ۔ اب اخ حم فم اور ذو جو مضاف ہو کسی اسم کی طرف اور دم اور دو دو حرف نو سورتوں پر لائے گئے۔ جیسے حٰمٓ اور تین بطہٰ یٰسٓ طٰسٓمٓ تاکہ معلوم ہو جاوے کہ بلا حذف دو حرفی اسم تین قسم کے ہیں بعض اسماء ظروف سے جیسے اذ اور اسماء ستہ مکبرہ سے ذو اور اسماء موصولہ سے من وما اور فعل بھی دو حرفی ہیں اور اصول مضموم العین مفتوح العین مکسور العین۔ مضارعوں سے جن کی حرکات عین ماضی ان کے مخالف ہیں تینوں قسم سے آتی ہیں۔ جیسے قُلْ مضارع مضموم العین اور خَفْ مفتوح العین مضارع سے اور بِعْ مکسور العین سے اور حروف دو حرفی بھی تین قسم کے ہیں۔ حروف ناصبہ سے اَنْ وَلَنْ اور جارہ مِنْ عَنْ فِی بالاتفاق اور مُذْ عند البعض اور تیرہ سورتوں پر تین تین حرف آئے جیسے الٓمٓ پانچ پر الٓمٓرٰ دو پر طٰسٓمٓ تاکہ ہر شخص خبردار ہو جاوے کہ بنائیں اسم ثلاثی مجرد کی دس ہیں۔ فلس۔ فرس۔ کتف۔ عضد حبر۔ عنب۔ ابل۔ قفل۔ صرد۔ عنق اور اصول ابنیہ فعل ثلاثی مجرد تین نصر ینصر بفتح العین فی الماضی وضمہا فی المضارع اور ضرب یضرب بفتح عین ماضی کسرہ فی المضارع سمع یسمع۔ بکسر عین ماضی فتح عین مضارع اور چار چار حرف دو پر آئے۔ علی ہذا پانچ پانچ حرف بھی دو پر تاکہ معلوم ہو جاوے کہ بعض اسماء عرب رباعی بھی ہوتے ہیں اور بعض خماسی یعنی پنج حرفی اور بعد رباعی وخماسی دونوں کی دو قسمیں ہیں۔ رباعی مجرد جیسے جعفر اور ملحق بہ رباعی مجرد جیسے قردد اور خماسی مجرد جیسے سفرجل اور ملحق بخماسی مجرد جیسے حجنفل اور دو دو ہی سورتوں پر اس واسطے لائے گئے تاکہ قاری وسامعین کو معلوم ہو جاوے کہ ابنیہ رباعی وخماسی اگرچہ متعدد ہیں مگر بہت کم ہیں۔ چنانچہ ابنیہ رباعی مجرد کل پانچ ہیں۔ جعفر۔ درہم۔ زبرج۔ برثن۔ قمطر اور ابنیہ خماسی مجرد کل چار ہیں۔ سفرجل۔ قذعمل۔ جحمرش۔ قرطعب اور

پھلاسی قسم کے معانی و نکات مفسرین معتبرنے اتنے لکھے ہیں کہ اس مختصر میں ان کے لکھنے کی گنجائش نہیں اور پھر آخر سب کا اتفاق اس امر پر ہے۔ کہ اللہ اعلم بمرادہ یعنی اللہ ہی زیادہ جاننے والا ہے ان بھیدوں کو جو ان سے ارادہ کئے گئے ہیں۔ وہ بھی بے ابتدا و بے انتہا اور اس کے اسرار بھی جو اپنے محبوب رازداں۔ اسرار شناش کے ساتھ رکھتا ہے بے ابتدا بے انتہاء۔ سچ ہے شعر ؎ میان عاشق و معشوق رمزیست۔ کراماً کاتبین را زو خبر نیست۔ بہر نہج تفسیر بیضاوی سے کچھ مضمون زائد اور ضروری کے ساتھ جو کچھ لکھا گیا۔ اس میں سے مخدوم علی مہائمی رحمۃ اللہ علیہ جیہ وجوہ اعراب جو الم کے متعلق قاضی بیضاء رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمائے ہیں اول ایک وجہ سے کر ھدی للمتقین تک کی ترکیب اسی ایک وجہ پر مرتب فرما کر اعجاز قرآن پاک کا جلوہ اس طرح دکھلاتے ہیں کہ الم جو اکثر کے نزدیک قرآن مجید کا نام بھی ہے مبتدا ہے اور بقرینہ مقام کے مقام اظہار اعجاز قرآن مجید ہے تمام فصحاء بلغاء و شعراء عرب پر موصوف من جنس ہذہ الحروف الواردۃ علی بعض السور ہیذا النہج البدیع۔ اس کی خبر محذوف ہے اندریں صورت تقدیر کلام یہ ہوگی۔ الم المتحدی بہ مبتدا موصوف من جنس ہذہ الحروف الواردۃ الخ۔ خبر یا الم خبر ہے مبتدا محذوف کی بحسب قرینہ مقام تو اب تقدیر کلام یہ ہوگی الموصوف من جنس ہذہ الحروف الخ الم خلاصہ معنی دونو تقدیر پر یہ ہوئے کہ الم یعنی قرآن مجید اسی طرز معجز پر جنس انہی حروف سے منظوم ہے جن سے تم اپنی کلام نظم و نثر کو مرکب کرتے ہو جسکو تمپر لانے والے ہمارے وہ محبوب ہیں جو نہ پڑھے لکھے آدمیوں سے ہیں۔ اور نہ صحبت یافتہ کسی ذی علم کے یعنی امی کے ساتھ شہرہ آفاق ہیں پھر اگر وہ کلام خداجل و علا نہیں ہے تو کیا وجہ ہے کہ باوصف صورتاً ہم جنس ہونے کلام الٰہی کے تمہارے کلام کے ساتھ اور تم میں بڑے بڑے ادیب و شعرا مدعی فصاحت و بلاغت ہونے کے کوئی چھوٹی سی سورت بھی بنا کر اس کے مقابلہ میں نہیں آیا۔ اور دنیا ختم ہو جاوے گی مگر خدا کا کوئی مقابلہ کر سکے تو اسکا بھی مقابلہ کرے گا۔ جب تیرہ سو چوالیس برس گذر گئے اور اس زمانہ میں جو زمانہ فصاحت و بلاغت تھا۔ لڑکیاں اور ڈومنیاں گاتی گاتی شعر و غزل بنا لیتی تھیں۔ کوئی مقابلہ میں نہ آیا بلکہ بڑے بڑے فصحاء و بلغاء عرب شعراء نامدار اس کی فصاحت و بلاغت کا کھلا معجزہ دیکھکر حسان بن ثابت اور کعب بن مالک جیسے نامور شاعر اس کے غلام بے دم بن گئے ——— (باقی باقی)

نصیحت الشیعہ

(روشناس کلک گوہر سلک علامہ سید احمد شاہ صاحب ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور)

(گذشتہ سے پیوستہ)

اس لئے کہ قرآنِ کریم میں تو ارشاد ہے۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب ملکر اور آپسمیں پھٹ جانا اور امامین کریمین مخالف فرمان خداوندی شقاق ونفاق کی تعلیم دین اور اسکو اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھیں اور مخلصانِ شیعہ کو آپسمیں لڑائیں۔ اور خود تماشہ دیکھیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ ایک سوال اور سینکڑوں اس کے جواب۔ ؎ ہم سے کچھ غیروں سے کچھ دربان سے کچھ۔

اگر منصف مزاج شیعہ محب اہلبیت کے ان سربستہ رازوں پر مطلع ہوجائیں تو ان میں وہ خوش اعتقادی کہاں رہے۔ جو علماء و مجتہدین و مناظرین میں ہے کہ شب و روز اس قسم کی روایتیں پڑھیں اور ٹس سے مس نہ ہوں۔ وہ تو صاف کہہ بیٹھیں گے کہ ایسے ائمہ کو ہمارا اسلام ہے جنکی بات کو قرار نہیں۔ وہ اپنے مخلصین شیعہ کو عمداً اختلاف میں ڈالتے تھے۔ حالانکہ مخلصین شیعہ سے کچھ خوف وہراس بھی نہ تھا۔ جو تقیہ کا احتمال ہو۔ وہ تو برچھیوں اور آگ میں کودنے کو تیار تھے۔ عاشق جانباز اور غلام بے دام تھے۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ امامین کریمین دونو کا یہی شیوہ تھا کہ اپنے مخلصین میں عمداً اختلاف ڈالتے تھے۔ دو مختلف قولوں میں ایک حق ہوگا۔ اور ایک ناحق۔ پس ایک سے حق کہدیا۔ اور دوسرے سے ناحق۔

دلبریوں نے کہی جب سے نئی بات کہی ایک سے دن کہا اور دوسرے سے رات کہی

حضرات شیعہ بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں اور غور و تدبر سے کام لیں۔ کہ اپنے جان نثار گروہ میں عمداً بلا خوف و خطر اختلاف ڈالدینا۔ اور قصداً خلاف حق حکم دینا۔ کیسا ہے۔ ہمارے نزدیک ائمہ اطہار پر یہ سخت شنیع بہتان ہے۔ افترا ہے۔ اہلسنت کے نزدیک ہرگز ائمہ کی یہ شان نہیں۔ کہ خلاف ما انزل اللہ حکم دیں۔ اور شقاق ونفاق کو پسند کریں۔ یہ درحقیقت انہی راویوں کی عنایت

ہے جنہوں نے اپنے آپ کو محب اہلبیت دکھا کر ائمہ کی طرف ایسی باتیں منسوب کیں۔ شیعوں کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ اطہار منافقین کی بظاہر جنازہ کی نماز پڑھتے اور باطن میں بددعا کرتے۔ شیعوں کی معتبر کتاب فروع کافی جلد اول کتاب الجنائز میں صفحہ ۹۹ پر یہ روایت مذکور ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم منافقوں کے جنازہ میں شریک ہو کر بظاہر نماز پڑھتے تھے لیکن درحقیقت ان کے لئے زیادت عذاب کی دعا مانگا کرتے تھے۔ اور جناب امام عالیمقام حضرت امام حسین سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی عادت بھی یہی تھی۔ کہ خوارج و نواصب کے جنازوں پر حاضر ہو کر ظاہراً دکھاوے کے لئے نماز ادا فرماتے تاکہ حاضرین یہ سمجھ لیں۔ کہ آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ اور امام حقیقت میں ان پر لعنت کرتے تھے اور عذاب کی زیادتی کی دعا مانگتے تھے اس حالت و کیفیت کو معلوم کرنے کے بعد خواہ مخواہ عوام تو عوام خواص کو بھی یہ غلط شبہ پیدا ہوگا۔ کہ یہ تو علانیہ دہوکا دینا ہے انبیاء و ائمہ علیہم السلام کا تو یہ فرض ہے کہ جس جنازہ کی نماز اور دعا مغفرت جائز نہ ہو۔ اس کی نماز میں ہرگز شریک نہ ہوں۔ اور سب مسلمانوں کو اس جنازہ کی نماز پڑھنے سے منع کریں۔ نہ یہ کہ اور مسلمانوں پر تو یہ ظاہر کریں۔ کہ ہم نماز پڑھتے ہیں اور خود باطن میں لعنت و بددعا کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ وطیرہ تو صراحتاً منافقانہ ہے۔ انبیاء و ائمہ اطہار علیہم السلام کی شان سے ہرگز یہ امید نہیں۔ کہ وہ علانیہ امت مرحومہ کو عملاً یا قولاً نفاق و دہوکا دہی کی تعلیم دیں۔ روایت مذکورہ کے الفاظ یہ ہیں۔

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اُبَیِّ بْنِ سَلُوْلٍ حَضَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَنَازَتَہٗ فَقَالَ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَمْ یَنْہَکَ اللّٰہُ اَنْ تَقُوْمَ عَلٰی قَبْرِہٖ فَسَکَتَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَمْ یَنْہَکَ اللّٰہُ اَنْ تَقُوْمَ عَلٰی قَبْرِہٖ فَقَالَ لَہٗ وَیْلَکَ مَا یُدْرِیْکَ

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ جب عبداللہ بن ابی بن سلول منافق کا انتقال ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جنازہ میں تشریف لائے۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اللہ تعالےٰ نے اسکی قبر پر کھڑے ہونے سے آپکو منع نہیں فرمایا حضور انور نے حضرت عمر کے ان تعصار کا کچھ جواب نہ دیا پھر حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ کیا آپکو اللہ تعالےٰ نے اسکی قبر پر کھڑے

صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود کو اللہ

مَا قُلْتُ اِنِّیْ قُلْتُ اَللّٰھُمَّ احْشُ جَوْفَہٗ نَارًا وَامْلَاْ قَبْرَہٗ نَارًا وَاَصْلِہٖ نَارًا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاَبْدَاَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا کَانَ یَکْرَہُ۔

ہونے سے منع نہیں کیا۔ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو کیا تجھ میں نے کسطرح دعا کی۔ میں نے یوں دعا کی تھی کہ اے اللہ اسکے پیٹ میں آگ بھر دے اس کی قبر میں آگ بھر دے اسکو دوزخ میں پہنچا دے پھر امام جعفر صادق نے فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ راز ظاہر کر دیا جس کے ظاہر ہونے کو وہ برا سمجھتے تھے

اس روایت سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ اس منافق کی نماز پڑھنے کا حکم آچکا تھا۔ با این ہمہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اس کے نماز پڑھنے سے منع نہ فرمایا۔ حالانکہ بحکم آیۃ کریمہ

یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ اے ہمارے حبیب پہنچا دو اسکو جو تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوا

تبلیغ احکام فرض تھی۔ بلکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک ہونے سے دیگر اہل اسلام بھی اس منافق کی نماز میں شریک ہوتے۔ اور چونکہ مسلمانوں کو اس کا نفاق معلوم نہ تھا اس لئے سب نے دعا مغفرت پڑھی ہوگی۔ اور اس کو مومن کامل ہی سمجھا ہوگا۔ اور اگر حضور انور نماز نہ پڑھتے اور حکم خداوندی سے لوگوں کو خبردار کر دیتے۔ تو وہ ہرگز اس منافق کی نماز نہ پڑھتے تو گویا تمام مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گناہ میں مبتلا کیا۔ اعاذنا اللہ منہ۔ حالانکہ بنیاد اسلام کا مسلمانوں کو غلطی میں ڈالنا اور حق چھپانا شان رسالت کے مخالف و مبائین ہے۔ نیز اس روایت سے یہ بھی ظاہر ہو گیا۔ کہ معاذ اللہ رسول کا ظاہر اور تھا اور باطن اور تھا۔ اور رسول بھی تقیہ کرتے تھے۔ نیز یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل سے منافقوں کو اپنے نفاق کی اور تائید ملی۔ اور یہ بھی ظاہر و باہر ہو گیا۔ کہ عمر رضی اللہ عنہ کا ظاہر و باطن ایک تھا اور وہ یہ بھی چاہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ظاہر و باطن ایک رہے اور یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منافقوں سے سخت عداوت و دشمنی تھی۔ اور ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت عمر اس حکم خداوندی سے بھی واقف تھے کہ منافقوں کے جنازہ کی نماز جائز نہیں۔ اصول کافی میں اس کے بعد ایک دوسری روایت مذکور

ہے جسمیں اسی قسم کا قصہ جناب امام حسین رضی اللہ عنہ سے منسوب کیا گیا ہے۔ وھذہ عبارتہ

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ان رجلا من المنافقین مات فخرج الحسین بن علی صلوٰۃ اللہ علیہما یمشی معہ فلقیہ مولی لہ فقال لہ الحسین علیہ السلام این تذھب یا فلان قال فقال لہ مولاہ افر من جنازۃ ھذا المنافق ان اصلی علیہ فقال لہ الحسین علیہ السلام انظر ان تقوم علی حین فما سمعتنی اقول فقل مثلہ فلما ان کبر علیہ ولیہ قال الحسین علیہ السلام اللہ اکبر اللھم العن فلانا عبدک الف لعنۃ موتلفۃ غیر مختلفۃ اللھم اخز عبدک فی عبادک وبلادک واصلہ حر نارک واذقہ اشد عذابک فانہ کان یتولی اعدائک ویعادی اولیائک ویبغض اہل بیت نبیک

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ منافقوں میں سے ایک شخص مرگیا تو امام حسین علیہ السلام اس کے جنازہ کے ساتھ چلے۔ راستہ میں امام حسین علیہ السلام کا ایک غلام ملا۔ امام حسین علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ اے فلانے تو کہاں جاتا ہے اس نے کہا کہ میں اس منافق کے جنازہ کی نماز سے بھاگتا ہوں۔ امام حسین نے اس سے فرمایا کہ تو میرے سیدھے ہاتھ پر کھڑا ہو جانا۔ اور جو میں کہوں اسکو سننا اور تم بھی وہی پڑھنا۔ جب اس میت کے ولی نے تکبیر کہی۔ تو جناب امام حسین نے اللہ اکبر کے بعد یوں کہنا شروع کیا کہ اے اللہ اس اپنے بندے پر لعنت کر۔ ہزار لعنتیں جو ساتھ ساتھ ہوں۔ مختلف نہوں۔ اے اللہ اس اپنے بندے کو اپنے بندوں میں اور شہروں میں ذلیل کر۔ اپنی آگ کی سوزش میں اسکو داخل کر۔ اور اپنے عذاب کی سختی اسے چکھا۔ بے شک وہ ان میں سے تھا جو تیرے دشمنوں سے دوستی رکھتے ہیں۔ اور تیرے نبی کی اہل بیت سے بغض رکھتے ہیں۔ شعر۔ حسرت نکالی لاش پہ بھی کس کس کے دین و عائیں خوب کلیجہ مسوس کے

اب ناظرین کرام بالخصوص حضرات شیعہ سے استفسار ہے۔ کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے اس منافق کے جنازہ کی نماز کیوں پڑھی۔ جس کے لئے دعا مغفرت سخت ممنوع وناجائز تھی اور تمام محبین وکلمہ گو مسلمانوں کو مغالطہ میں کیوں ڈالا۔ (باقی آئندہ)

مرزائیت پر تبصرہ

(از علامہ حکیم سید محمد احمد صاحب خطیب مسجد وزیر خان لاہور)

حامد۔ یہ عجیب مذاق ہے۔ بیوی بیٹا باپ سب کے سب مراقی بقول شاعر ؎

دانش کچھ آج کل کے نہیں ہاں ولے ہیں ہم
پشتیں گذر گئیں کہ جنوں اپنے گھر میں ہے۔

ہاں مجھے ذرا یہ تو بتائیے کہ مراق اور مالیخولیا اور جنون سب ایک ہیں یا جدا جدا۔

سعید۔ یہ آپ نے طبی سوال کیا ہے مائحن فیہ سے اسے کوئی تعلق نہیں۔ مگر خیر بیجئے۔ میں شرح اسباب سے عرض کرتا ہوں۔ اس کی پہلی جلد کے صفحہ ۷۴ پر لکھا ہے مالیخولیا مراق کی ایک قسم ہے اور خود مراقی مسیح قادیانی کے خلیفہ اول حکیم نورالدین جو طبی قابلیت میں مشہور حکیم تھے اپنی بیاض نورالدین کے پہلے حصے کے صفحہ ۲۱۱ پر لکھتے ہیں۔ کہ مالیخولیا جنون کا ایک شعبہ ہے اور مراق مالیخولیا کی ایک شاخ ہے اور شرح رباعیات میں مراق مالیخولیا کی ایک شاخ ہے اور شرح رباعیات میں مراق مالیخولیا جنون سب کو خلط سوداوی کی بنا پر لکھا ہے صرف اختلاطی اختراقی فرق میں یہی طب اکبر وغیرہ میں جو کہ کتب یونانی میں تصریح ہے۔

حامد۔ ہاں وہ الہامات ذرا اور بتائیے لطف آتا ہے اور ان کے متبعین پر ہنسی بھی آتی ہے۔ اور افسوس بھی کہ یہ کیا عقل سے کام نہیں لیتے۔

سعید۔ مکتوبات احمدیہ کی پہلی جلد کے صفحہ ۶۸ پر تحریر فرماتے ہیں۔ پریشن عمر پراطوس یا پلاطوس آخری لفظ پراطوس ہے یا پلاطوس ہے یہ باعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا۔ اس جگہ پریشن اور پراطوس کے معنی دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے یہ الفاظ ہیں۔ یہاں تو الہام کے نہ سمجھنے کا اظہار فرمایا دوسری جگہ صاف صاف اس طرح بتایا۔ نزول المسیح کے صفحہ ۵۰ پر لکھتے ہیں بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔ جیسا کہ براہین احمدیہ میں کچھ نمونہ ان کا لکھا گیا۔ پھر چشمہ معرفت کے صفحہ ۲۰۹ پر ارشاد ہے۔ یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی زبان تو کوئی ہو

اور الہام اسکو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔

حامد۔ دروغ گو را حافظہ نہ باشد۔ شاید چشمۂ معرفت لکھتے وقت نزول المسیح کا مضمون یاد نہ رہا ہوگا۔

سعید۔ شاید ایسا ہی ہوا ہو۔ مگر متضاد مضامین لکھنے والے کو خود مرزا صاحب پاگل اور منافق فرما رہے ہیں۔ چنانچہ ست بچن کے صلا کو ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نہیں نکل سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔ پھر مزا یہ کہ سب کچھ لکھ گئے اپنے صحابہ و تابعین کو اسکی اشاعت اور پیروی کا حکم دے گئے۔ مگر متبعین بحکم مرزا صاحب، مرزا صاحب کو پاگل اور منافق نہیں کہتے۔ حالانکہ ان کا مذہبی فرض ہے کہ وہ خود اتباع مرزا جی میں مرزا صاحب کو وہی کہیں جو وہ فرما گئے ہیں۔ اور ایک بالکل سفید جھوٹ ملاحظہ کیجئے۔ دافع البلاء کے صفحہ ۱ پر مرزا جی کہتے ہیں یہ تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جب تک طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے۔ قادیان کو اس خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے

حامد۔ یہ سفید جھوٹ کیسے ہوا۔ کیا مرزا صاحب کے دعوے کے خلاف وہاں طاعون آگیا۔

سعید۔ جی ہاں آیا اور خوب زور شور سے آیا۔

حامد۔ ممکن ہے کہ اس دعوے سے قبل طاعون آیا ہو۔ اس وقت مرزا صاحب اس مرتبہ تک نہ پہنچے ہوں۔

سعید۔ سمجھ لیجئے۔ دافع البلاء جس میں طاعون سے قادیان کے محفوظ رہنے کا دعوے ہے وہ ۱۹۰۳ء میں لکھی گئی اور جس کتاب میں طاعون کا آنا تسلیم کیا ہے وہ حقیقۃ الوحی ہے۔ جو ۱۹۰۶ء اور ۱۹۰۷ء میں لکھی گئی ہے۔ تو سمجھ لیجئے کہ مرزا صاحب کا یہ دعوے سفید جھوٹ ہوا یا نہیں؟

حامد۔ طاعون کے متعلق کچھ احادیث میں بھی ذکر ہے کہ یہ بیماری کیوں آتی ہے؟

سعید۔ جی ہاں! مولانا روم علیہ الرحمۃ نے بھی مثنوی شریف میں فرمایا ہے۔

ابر نا ید از پئے منع زکوٰۃ ۔۔۔ وز زنا افتد وبا اندر جہات

حامد۔ میں ہر چند چاہتا ہوں کہ مرزا بچارے کی کسی طرح مسیحیت صحیح ثابت ہو جائے۔ مگر تم لوگ اُسے جھوٹا ثابت کئے بغیر نہ رہو گے۔

سعید۔ میں ایک بیچارہ کیا ہوں۔ جسقدر علماء حقہ ہیں سب کے سب اسے مفتری، کذاب بدلائل قرآن و حدیث ثابت کر رہے ہیں۔ اور لیجئے آپ کو مزید اربات بتاؤں۔

حامد۔ ہاں فرمائیے۔

سعید۔ حضرت مسیح موعود جب نازل ہوں تو حج کریں۔ مگر قادیانی مسیح کو مرنا نصیب ہو گیا مگر حج نہ کر سکے۔

حامد۔ کیا احادیث سے یہ ثابت ہے کہ مسیح موعود نازل ہو کر حج کرینگے۔

سعید۔ بحث بہت طویل ہے۔ لیجئے میں آپ کو بابو حبیب اللہ صاحب کی کتاب مرزائیت کی تردید بطرز جدید کے دوسرے باب کی سیر کرائے دیتا ہوں۔ اسے مفصل پڑھ لیجئے اسمیں ایک مسلمان اور مرزائی کا پر لطف مکالمہ بھی ہے۔ وہو ہذا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حج کرنا اور مرزا صاحب قادیانی کا بغیر حج کئے مرنا۔

احادیث رسول ربانی

(۱) صحیح مسلم شریف جلد اول ص۴۰۸ اور حج الکرامہ کے ص۴۲۹ پر ہے۔ یحدث ابو ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لیھلن ابن مریم بفج الروحاء حاجا او معتمرا او لیثنیھما (ترجمہ) حضرت ابوہریرہؓ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔ کہ حضور پرنور نے ارشاد فرمایا مجھے اس پاک ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ البتہ ضرور ابن مریم علیہ السلام روحاء کی گھاٹی میں لبیک پکارینگے حج کی یا عمرہ کی یا قران کرینگے۔ اور دونوں کی لبیک پکارینگے۔ ایک ہی ساتھ۔

(۲) مسند احمد جلد ۲ ص۲۹۰ تفسیر ابن کثیر (برحاشیہ فتح البیان) جلد سوم ص۲۳۵۔ و منثور جلد ۲ ص۲۴۳ حجج الکرامہ ص۴۲۹ پر ہے۔ عن حنظلۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عیسی ابن مریم فیقتل الخنزیر ویمحو الصلیب وتجمع لہ الصلوٰۃ ویعطی المال حتی لا یقبل ویضع الخراج وینزل الروحاء فیحج منھا او یعتمر او

مولوی احمد علی ناظم انجمن خدام الدین کی کہانی مولوی اشرف علی تھانوی کی زبانی

(الحق بسلسلۂ نمبر۱)

(از قلم جناب مولانا محمد علی صاحب حنفی۔ ایم اے۔ لاہور)

جس سے یہ ظاہر ہوتا کہ اس جماعت محدثہ کو زمرہ اہلسنت وجماعت میں داخل سمجھنا ظلم عظیم ہے لیکن بوجہ قلت گنجائش اس سے احتراز کیا جاتا ہے۔ غرض انجمن خدام الدین اسی جماعت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور اس تعلق کے ابقاء و قیام میں اس کو شدید اصرار ہے جیسا کہ عبارات کتب مذکورہ کے مطالعہ سے ہویدا ہوگا۔

چند روز ہوئے۔ "روزنامہ سیاست" میں کسی واقفکار شخص کے قلم سے انجمن خدام الدین کے متعلق ایک تحریر نظر سے گذری جس میں علاوہ دیگر مطاعن و مواخذات کے مولوی اشرف علی تھانوی کے ایک رسالہ بنام "التقصیر فی التفسیر" کا بھی ذکر کیا گیا تھا۔ رسالہ مذکور یکم رمضان المبارک ۱۳۴۷ھ کو تحریر ہوا اور مطبع قاسمی دیوبند میں طبع ہوا۔ اس کے مصنف جماعت دیوبند کے چشم و چراغ اور اپنے ہم مشربوں میں حکیم الامت کے نام سے مشہور ہیں۔ چونکہ ان کی تحریرات اس جماعت کے نزدیک نہایت قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ اس لیے مضمون نگار سیاست نے اس رسالہ سے استناد کیا۔ رسالہ مذکور ایک ایسے مترجم یا مفسر یا الفاظ رسالہ ایسے محرف قرآن کی مذمت میں تحریر ہوا ہے۔ جو محرفین قرآن کی اس جماعت میں شامل ہے جو اپنے کو اہل حق کی جماعت میں داخل کہتے ہیں۔ اور دوسروں کی نظر میں بھی وہ اہل حق کے آحاد ہیں یہ جماعت نہایت خطرناک ہے کیونکہ ان کا باطل حق سے ممتاز نہیں ہوتا۔ اس لیے عوام تو عوام۔ بعض خواص بھی ان کے باطل سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت ایسی ہی ایک جماعت اپنے کو ہمارے اکابر کی طرف منسوب کرتی ہے۔ اور اپنے آراء مخترعہ اور آراء مبتدعہ سے نصوص میں خصوص قرآن مجید میں تصرفات کر کے بزعم خود دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ جو کہ بالکل اس شعر کا مصداق ہے ؎ دوستی بے خرد چوں دشمنی است۔ حق تعالیٰ ز دین چنیں خدمت غنی است۔

(رسالہ مذکور ص۱) مصنف رسالہ مذکور نے اس مترجم قرآن کا کہیں صراحتاً نام نہیں لیا۔ فقط اشارتاً

اتنا ذکر کیا ہے کہ اس مترجم یا محرف قرآن کے رسائل کی لوح پر اس کے نام کے ساتھ یہ عبارت مرقوم ہے "من العبد المذنب الراجی رحمۃ اللہ العلی الخ"۔ واقف کار حضرات کے لئے تو یہ امر بالکل آسان ہے کہ اتنے ہی اشارہ سے اس مترجم یا محرف قرآن کو شناخت کر لیں لیکن ناواقف حضرات کے لئے یہ چیز بھی ایک عقدۂ لاینحل رہ جاتی ہے۔ مؤخر الذکر حضرات کو روزنامہ "سیاست" کے ان مضمون نگار صاحب کا مشکور ہونا چاہیئے جنہوں نے اس عقدہ مشکل کی گرہ کشائی فرمادی ہے۔ چنانچہ یہ واقف کار صاحب چونکہ انجمن خدام الدین کے سابقاً انجم تابان اور آفلاً عاذل عضان ظاہر ہوتے ہیں۔ بیان فرماتے ہیں۔ کہ اس رسالہ کا ردوئے سخن انجمن مذکور کے ناظم اعلیٰ مولوی المعزز احمد علی کی طرف ہے۔ الغرض یہ امر منکشف ہوا کہ رسالہ "التقصیر فی التفسیر" انجمن خدام الدین کے ناظم مولوی "العبد المذنب الراجی رحمۃ اللہ العلی المدعو بہ احقر علی" کے بعض رسائل و تقریرات میں بسلسلہ ترجمہ و تفسیر قرآنی ایجادات بندہ کی ازالت و ازاحت کی غرض سے مرقوم ہوا ہے چنانچہ ان مترجم صاحب کی اختراعات شنیعہ اور ابتداعات قبیحہ کے متعلق مصنف رسالہ تحریر فرماتے ہیں کہ "کیا اسکو الحاد اور کج روی اور اتباع ہوا نہ کہا جائے گا" (ص)۔ البتہ مصنف رسالہ مذکور سے اتنی حکایت ضرور ہے کہ انہوں نے اس رسالہ میں بھی اپنے طائفۂ جدیدہ کی عادت قدیمہ کے موافق امر حق کو کما ینبغی ظاہر نہیں فرمایا۔ اور قرآن پاک کی تحریف لفظی و معنوی اور تفسیر بالرائے اور ترجمۂ قرآن میں تکلف۔ ابتداع اور اختراع کو صفحہ نقل مذموم جیسے مبہم لفظ سے یاد کیا۔ جو کہ یقیناً اظہار حق میں کوتاہی کے مترادف ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اس مترجم یا محرف قرآن کی ضلالات مقبوحہ اور جہالات فاحشہ کے متعلق احکام شریعت غرا کو بلا خوف لومۃ اللائم واضح الفاظ میں ظاہر فرمادیا جاتا۔ تاکہ عوام کالانعام جو ناحق کے ساتھ جلد تر مانوس ہو جانے کی طبعی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اور ان کا علی الاغلب فقط تردد و تحذر کے ساتھ ہی باطل سے تعلق منقطع کیا جا سکتا ہے اس داعی تزویر سے خلاصی پا سکتے لیکن مصنف موصوف سے اس امر کی شکایت بے جا ہے۔ اظہار حق اور ازہاق باطل میں مداہنت اور حمیت و حمایت جاہلیت اس طائفہ کا داب قدیم ہے۔ مثال کے طور پر مشتے نمونہ از خروارے اس گروہ کے کتمان حق کا ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔ (باقی آئندہ)

(نوٹ) جن احباب کی خدمت میں "معین الدین" نمونہ کے طور پر پہنچا ہے وہ بواپسی ڈاک چندہ سالانہ ارسال فرمادیں۔ یا انکاری خط تحریر کریں۔

حائری صاحب کے فتوی پر ایک نظر ۔ چند روز ہوئے جریدہ سیاست میں متعلقہ تعزیہ و علم ایک فتوی شائع ہوا ہے اسمیں شیعہ مومنین کو حکم ہوا ہے کہ چونکہ تعزیوں کے بلند و بالا ہونیکی وجہ سے اکثر تاروں سے تصادم ہو جاتا ہے اور اسمیں شرعاً توہین ہے لہذا بلند و بالا علم و تعزیہ گشت نہ کرائے جائیں۔ سوال یہ ہے کہ محض تصادم کی وجہ سے تعزیہ کی بے توقیری و توہین ہوتی ہے اور جو بے نمازی غیر متدین و غیر متشرع ناپاک اشخاص اسکو اٹھاتے ہیں کیا اسمیں تعزیہ کی توہین نہیں ہے یا اس کے اٹھانے والے متقی متورع ہوتے ہیں ہمارے خیال میں آئمہ تعزیہ و علم آپ جیسے حضرات جو مجتہد اور شریعت مدار کے معزز لقب سے ملقب ہیں وہ اٹھایا کریں اور اسکو موجب نجات سمجھیں ورنہ ہر ذی عقل کے نزدیک بے نمازی و غیر متشرع کے سر پر تعزیہ کا سوار ہونا بہ نسبت تاروں کے تصادم سے بہت زیادہ موجب توہین اور ہتک حرمت ہے کیا حائری جی اور مرزا احمد علی جی اب سے اس مقدس فرض کی ادائیگی کیلئے تیار ہونگے۔ بلکہ جمیع محبان اہلبیت کو بزور الیکٹیشن کرنا چاہیئے۔ کہ امام حسین سید الشہداء رضی اللہ عنہ کے روضۂ اقدس کی نقل مطابق اصل بنائیں اور علمبرداری اور تعزیہ برداری کا کام اپنے مجتہدوں اور ممتاز ہستیوں کے سپرد کریں تاکہ شعائر اللہ کی توہین ایسے بے ادبی کرایہ کے مزدوروں اور بے وضو ناپاک غیر متشرع کے ہاتھوں سے نہ ہو بلکہ مجتہد اور شریعت مدار خود اپنے سروں پر اٹھائیں۔ (ایڈیٹر)

تاجپورہ میں علم و عرفان کی بارش ۔ مورخہ ۱۲ اپریل بعد از نماز عشاء مسجد حنفیہ تاجپورہ میں باہتمام اراکین انجمن "معین الدین" ایک جلسہ عام ہوا۔ حضرت حجۃ الاسلام قبلہ عالم مولانا ابو محمد محمد دیدار علیشاہ صاحب قبلہ دامت برکاتہم کی تشریف آوری کی خبر سنکر کثرت سے لوگ شریک جلسہ ہوئے مجمع بفضلہ بہت کافی تھا حضرت قبلہ عالم دامت برکاتہم نے کامل دو گھنٹے تقریر فرمائی وہابیہ دیوبندیہ اور رافضی کے عقائد باطلہ کی تردید فرماتے ہوئے آپنے تلقین کی کہ حضرات اہلسنت ان سے بے تعلق رہیں اپنی مساجد کو ان کے فتنوں سے محفوظ رکھیں اور ان کو ہرگز داخل نہ ہونے دیں بعدہٗ ختم غوثیہ ہوا جسکے بعد دیر تک نعت خوانی ہوتی رہی اختتام پر جناب ڈاکٹر دوست محمد صاحب قریشی صدر انجمن نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے رسالہ "معین الدین" کی نشر و اشاعت کیطرف توجہ دلائی نائب صدر جناب حمید اعلی گوہر صاحب نے اپنے خرچ سے پچاس رسالے دسن پورہ میں مفت تقسیم کرنیکا ذمہ لیا اللہ تعالی انکو جزائے خیر دے مسلمانان مصری شاہجہاں میران فیض باغ وغیرہ سے بھی درخواست ہے کہ وہ بھی اسکی اشاعت میں خاطر خواہ حصہ لیں بعدہٗ نوجوانان تاجپورہ کا شکریہ ادا کیا گیا جنہوں نے نہایت جانفشانی سے مسجد حنفیہ کی تعمیر میں حصہ لیا مولی تعالی انکے اس شوق کو ترقی دے۔ برادران اہلسنت سے اطلاعاً عرض ہے کہ تاجپورہ میں ہر ماہ جلسہ وعظ و ختم غوثیہ ہونا قرار پا چکا ہے۔ لہذا تاریخ جلسہ سے مطلع ہوتے ہی ضرور شرکت فرمایا کریں (ایڈیٹر)

(نوٹ) دفتر انجمن ہذا سے تمام فرق باطلہ کی تردید میں کتابیں ملسکتی ہیں۔

جلد

تعاونوا علی البر والتقوی

نمبر

یکروزہ اجرا فساد کشتی

مددگن یا معین الدین چشتی

سنہ ۱۹۳۳ء

بابت ماہ جون

اہلسنت کا مذہبی - اخلاقی

ماہوار رسالہ

معین الدین

سرپرست

علامہ دوراں مولانا

ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب مفتی پنجاب

ایڈیٹر پرنٹر پبلشر

مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ صاحب فاضل حرب الاحناف و ناظم انجمن "معین الدین" تاج پوسٹ کارڈ دسن پور لاہور

ایڈیٹر اعزازی :- عالیجناب ڈاکٹر حکیم دوست محمد صاحب صدر ملتانی

مطبوعہ کوہ نور سٹیم پریس واقع بلڈنگ لاہور

مرزائیت پر تبصرہ

(از خامہ جناب علامہ حکیم ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب خلیب وزیر خان لاہور)

(گذشتہ سی پیوستہ)

(ترجمہ حدیث مذکورہ) حضرت حنظلہ تابعیؒ سے روایت ہے۔ کہ اس نے حضرت ابوہریرہ صحابیؓ سے۔ روایت کی ہے۔ کہ حضور پرنور نے ارشاد فرمایا۔ حضرت عیسیٰ بن مریم اُتریں گے۔ پس خنزیر کو قتل کرینگے۔ اور صلیب کو مٹا دینگے۔ اور اس کے واسطے نماز اکٹھی کی جاویگی۔ اور دیگا مال یہانتک۔ کہ اسے کوئی قبول نہ کریگا اور خراج (جزیہ) کو بند کر دینگے۔ اور روحاء میں تشریف لاویں گے۔ پس اسجگہ سے حج کرینگے۔ یا عمرہ یا دونوں کو اکٹھا کرینگے۔ حضرت حنظلہ راوی نے کہا۔ اور حضرت ابوہریرہ نے آیت پڑھی۔ وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیھم شھیدا۔ پس حنظلہ نے گمان کیا۔ کہ حضرت ابوہریرہ نے کہا۔ کہ اہل کتاب ایمان لائیں گے۔ حضرت عیسیٰ کے ساتھ ان کے مرنے سے پہلے۔ پس میں نہیں جانتا۔ کہ یہ سارا کلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ یا ابوہریرہ کا کلام ہے۔

پیشگوئی از قاضی محمد سلیمان صاحب۔ سلمان عالم رحمانی

مشہور و معروف کتاب "رحمۃ للعالمین" کے مصنف حضرت مولانا مولوی قاضی محمد سلیمان صاحب المتخلص بہ سلمان نے اپنی کتاب "تائید الاسلام" حصہ دوم۔ (مطبوعہ اسلامیہ پریس لاہور) کے صفحہ ۱۲۴ پر تحریر فرمایا تھا۔ "مرزا صاحب کے مسیح موعود نہ ہونے پر حدیث ابوہریرہ جو احمد اور ابن جریر کے نزدیک ہے۔ شاہد ہے۔ کہ حضرت مسیح مقام روحاء میں آکر حج و عمرہ کریں گے۔ میں بغایت جزم کے ساتھ تا وازیلنہ کہتا ہوں۔ کہ حج بیت اللہ مرزا صاحب کے نصیب میں نہیں

میری اس پیشگوئی کو سب یاد رکھیں"۔

اقوال مرزا صاحب قادیانی۔ (الف) کتاب "ایام الصلح" اردو کے صفحہ ۱۶۸ و ۱۶۹ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:۔ "ماسوا اس کے میں آپ لوگوں سے یہ پوچھتا ہوں۔ کہ آپ اس سوال کا جواب دیں۔ کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا۔ تو کیا اول اس کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ مسلمانوں کو دجال کے فتنوں سے نجات دے۔ یا یہ کہ ظاہر ہوتے ہی پہلے حج کو چلا جائے۔ اگر بموجب نصوص قرآنیہ و حدیثیہ پہلا فرض مسیح موعود کا حج کرنا ہے۔ نہ دجال کی سرکوبی۔ تو وہ آیات اور احادیث دکھلانی چاہئیں۔ تاکہ ان پر عمل کیا جائے۔ اور اگر پہلا فرض مسیح موعود کا جس کے لئے وہ باعتقاد آپ کے مامور ہو کر آئے گا۔ قتل دجال ہے۔ جس کی تاویل ہمارے نزدیک اہلاک علی باطلہ بذریعہ حجج و آیات ہے۔ تو پھر وہی کام پہلے کرنا چاہیئے۔ اگر کچھ دیانت و تقویٰ ہے۔ تو ضرور اس بات کا جواب دو۔ کہ مسیح موعود دنیا میں آکر پہلے کس فرض کو ادا کریگا کیا پہلے حج کرنا اس پر فرض ہوگا۔ یا کہ پہلے دجالی فتنوں کا قصہ تمام کرے گا یہ مسئلہ کچھ باریک نہیں ہے۔ صحیح بخاری یا مسلم دیکھنے سے اس کا جواب ملسکتا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ گواہی ثابت ہو۔ کہ پہلا کام مسیح موعود کا حج ہے۔ تو ہم بہرحال حج کو جائیں گے۔ ہرچہ باداباد لیکن پہلا کام مسیح موعود کا استیصال فتن دجالیہ ہے۔ تو جب تک اس کام سے ہم فراغت نہ کرلیں۔ حج کی طرف رخ کرنا خلاف پیشگوئی نبوی ہے۔ ہمارا حج تو اسوقت ہوگا۔ جب دجال بھی کفار دجل سے باز آکر طواف بیت اللہ کریگا۔ کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا۔ دیکھو۔ وہ حدیث جو مسلم میں لکھی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود اور دجال کو قریب قریب وقت میں حج کرتے دیکھا۔ یہ مت کہو۔ کہ دجال قتل ہوگا کیونکہ آسمانی حربہ جو مسیح موعود کے ہاتھ میں ہے۔ کسی کے جسم کو قتل نہیں کرتا۔ بلکہ

۱۰ اس کے کفر اور اس کے باطل عذرات کو قتل کرے گا۔ اور آخر ایک گروہ دجال کا ایمان لاکر حج کرے گا۔ جب دجال کو ایمان اور حج کے خیال پیدا ہونگے۔ وہی دن ہمارے حج کے بھی ہونگے۔

(ب) اخبار "الحکم" مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۱۰ کالم نمبر ۳ میں ہے۔ کہ ایک شخص نے عرض کی۔ کہ مخالف مولوی اعتراض کرتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب حج کو کیوں نہیں جاتے۔ فرمایا یہ لوگ شرارت کے ساتھ ایسا اعتراض کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس سال تک مدینہ میں رہے۔ صرف دو دن کا راستہ مدینہ اور مکہ میں تھا۔ مگر آپ نے دس سال میں کوئی حج نہ کیا۔ حالانکہ آپ سواری وغیرہ کا انتظام کر سکتے تھے۔ لیکن حج کے واسطے یہی شرط نہیں۔ کہ انسان کے پاس مال کافی ہو۔ بلکہ یہ بھی ضروری ہے۔ کہ کسی قسم کے فتنہ کا خوف نہ ہو۔ وہاں تک پہنچنے اور امن کے ساتھ حج کرنے کے وسائل موجود ہوں۔ جب وحشی طبع علماء اس جگہ ہم پر قتل کا فتویٰ لگا رہے ہیں۔ اور گورنمنٹ کا خیال بھی نہیں کرتے تو وہاں یہ لوگ کیا نہ کریں گے۔ لیکن ان لوگوں کو اس امر سے کیا غرض ہے۔ کہ ہم حج نہیں کرتے۔ کیا اگر ہم حج کرینگے۔ تو وہ ہمکو مسلمان سمجھ لیں گے۔ اور ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے۔ اور ہمارے مرید ہو جاویں گے۔ اگر وہ ایسا لکھ دیں اور اقرار حلفی کریں۔ تو ہم حج کر آتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمارے اسباب آسانی کے پیدا کر دیگا۔ تاکہ آئندہ مولویوں کا فتنہ رفع ہو۔ ناحق شرارت کے ساتھ اعتراض کرنا اچھا نہیں ہے۔ یہ اعتراض ان کا ہم پر نہیں پڑتا۔ بلکہ آنحضرت پر بھی پڑتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آخری سال حج کیا تھا۔

(نوٹ) مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء یعنی ۱۳۲۶ھ کو ہوئی تھی۔ اور بیت اللہ شریف کا حج آپ کو نصیب نہ ہوا۔ پس دیکھئے کہ کسطرح جناب قاضی محمد سلیمان صاحب مرحوم و مغفور کی پیشگوئی پوری ہوئی مرزائی صاحبان غور کریں۔

(باقی آئندہ)

تفسیر القرآن

گذشتہ سے پیوستہ

{ فخر دیوبند نظیر اہل العصر استاذ العلماء مخدومی سید ابو محمد محمد وحید علی شاہ صاحب مدظلہ العالی }

تو اب نہ وہ فصاحت کے چرچے رہے۔ نہ وہ بلاغت کے شہرے۔ پھر آج کل کے متعصب بیدینوں کا جو نہ خود عرب نہ عربی انکی مادری زبان۔ پھر غیر زبان ہو کر ان کا مقابلۂ قرآن پاک میں آنا۔ بلاشبہ اپنی شان جہالت دکھلانا ہے اور اگر ان میں سے کوئی ادیب بھی مثل برسر الغماں آکر باوجود عجمی ہونے کے مثل بعض نصاری جرمنی وغیرہ کے جنکو علم ادب میں دسترس کامل حاصل ہے۔ اگر قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کو معجزہ مان بھی لیں۔ جیسا کہ اکثر اخبارات سے بہت سے پروفیسران علم ادب اعجاز بہ نسبت فصیح و بلیغ ہونے اس قرآن معلوم ہو چکا ہے۔ تو قرآن مجید اور حامل قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے موجب فخر نہیں۔ جب حسان بن ثابت حضرت عبد اللہ بن رواحہ حضرت کعب بن مالک جیسے اہل زبان نامور شعراء عرب اعجاز قرآن دیکھکر قرآن کا لوہا مانتے اور گردن نیاز جھکا کر اس کے غلام جان نثار بن گئے۔ پھر آج کل کے غیر زبان رومیوں کی تعریفوں پر ناز کرنا قرآن مجید کی توقیر گھٹانا ہے۔ اور بعینہٖ ایسا ہے۔ جیسے کوئی عالم بے مثل کسی جاہل کی تعریف علم پر ناز کرے۔ شعر

قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری　　قدر علم عالم بداند زرگری قدر زری

اور اگر الم کو خبر مبتدا مانی جاوے تو یہ معنی ہونگے۔ کہ یہ قرآن جو منظوم انہیں حروف سے ہے۔ جن سے تم اپنی کلام کو مرکب کرتے ہو۔ اسکا ایک نام الم بھی ہے

اور نیز دوسرے حروف مقطعات علاوہ دوسرے بہت سے ناموں کے جو
دال ہیں اوصاف مختلفہ قرآن پر مگر یہ نام جو حروف مقطعات کے ساتھ بیان
کئے گئے ہیں۔ ایسے بے مثل نام ہیں۔ کہ جن کے اسرار بے شمار کو اللہ ہی خوب
جانتا ہے۔ اور دونوں تقدیروں پر الٓمٓ کو تقدیراً مرفوع مانا جاویگا۔ اور الٓمٓ دونو
تقدیر پر اگر موصوف مانا جاوے اور ذالک اسم اشارہ بعید کو صفت۔ جو اُن معانی
عظمت قرآن مجید کو بتا رہا ہے۔ جو الٓمٓ اسم گرامی قرآن میں پوشیدہ ہیں اور وہ
معنی اسکا کلام الہٰی یا محفوظ فی اللوح المحفوظ ہونا ہے۔ تو اندریں صورت الکتاب
یا صفت ہوگی ذالک کی یا بدل ہوگی ذالک سے۔ یا عطف بیان ذالک سے۔
پھر ذالک تینوں صورتوں کے ساتھ جب صفت الٓمٓ ہوگا۔ تو تین ترکیب بصورت
مبتدا ہونے الٓمٓ کے پیدا ہونگی۔ اور تین بصورت خبر ہونے الٓمٓ کے۔ پھر جملہ لاریب
فیہ ضمیر پوشیدہ مؤلف بالمولف مبتدا سے بھی حال ہو سکتا ہے۔ اور نیز ذالک
سے اور نیز ضمیر پوشیدہ محفوظ فی اللوح مشار الیہ ذالک سے اور نیز جملہ معترضہ
اگر مولف خبر کو بعد لاریب فیہ مقدر مانا جاوے۔ اور جملہ ملحقہ اگر مولف خبر الٓمٓ قبل
لاریب فیہ مقدر مانی جاوے۔ یہ پانچ پہلی چھ صورتوں سے مل کر گیارہ بنتی ہیں۔
فقط اس صورت میں جب ذالک کو صفت الٓمٓ مانا جاوے اور اگر ترکیب نمبر ۶ کو ذالک کو الٓمٓ سے بدل مانا جاوے۔ تو گیارہ ہی صورت اس تقدیر پر ہونگی۔ اور اگر
ذالک کو عطف بیان الٓمٓ سے مانا جاوے۔ تو گیارہ ہی صورت اور پیدا ہو کر
کل تینتیس ۳۳ وجہ ہونگی۔ اور ذالک الکتاب چونکہ صفت بھی ہو سکتی ہے۔ اور ذالک سے
بدل بھی۔ اور ذالک سے عطف بیان بھی۔ لہٰذا تینتیس وجہ کے چھتیس وجہ اعراب
ہوگئے اسی طرح الکتاب کو جو بمعنی المکتوب ہے اگر خبر مانی جاوے۔ مبتدا المحفوظ فی
اللوح المحفوظ سے یا المحفوظ فی اللوح المحفوظ کو خبر محذوف الکتاب کے اور جملہ لاریب
فیہ کو حال ضمیر مستتر مکتوب بصورت مبتدا ہونے المکتوب کے یا خبر ہونے مکتوب
کے۔ تو دو وجہ اور پیدا ہونگی۔ اور دونوں صورتوں میں مبتدا خبر ماننے مکتوب پر اگر

انجمن معین الدین کا جلسہ بسلسلہ تبلیغ۔ یہ نہایت مسرت کی بات ہے۔ کہ عالیجناب سید غلام حسین شاہ صاحب۔ ڈی۔ ٹی! دلاہور نے

لاریب فیہ کو جملہ معترضہ مانا جائے یا ملحقہ تو چار صورتیں اور پیدا ہونگی۔ پھر ان چھ ۶ صورتوں کے ساتھ الکتاب کو صفت یا بدل یا عطف بیان ذالک ڈالا جاے تو چھ فی اٹھارہ وجہ اور پیدا ہونگی۔ پھر اسی طرح ذالک کو صفت یا بدل یا عطف بیان الم سے ڈالا جائے۔ تو اٹھارہ فی سہ وجہ پیدا ہونگی۔ پھر چون وجہ ہی بصورت مبتدا ہونے الم کے ہونگی۔ اور چون ہی بصورت خبر ہونے الم کے۔ تو ایک سو آٹھ وجہ ہوئی۔ علی ہذا القیاس۔ مگر خاکسار نے بغرض اختصار اور عاجز ہونے فہم عوام بلکہ بعض خواص کے فہم ناقص کے اسی قدر بیان پر بطریق نمونہ اکتفا کیا۔ ورنہ حضرت مخدوم رحمہ اللہ نے لاریب فیہ تک کے مختلف ایک سو باسٹھ وجہ بیان کر کے اور پہلے الفاظ کی ساٹھ وجہ میں ضرب دیکر نو ہزار سات سو بیس وجہ بیان فرما کر پھر اسکے آگے ھدی للمتقین کے اونیس وجہ بیان کر کے انکو نو ہزار سات سو بیس وجوہ مذکورہ میں ضرب دیکر ایک لاکھ پچھتر ہزار سات سو ستر وجہ بصورت مبتدا مرفوع ہونے الم کے گنائی ہیں۔ اور صورت خبر ہونے الم کو اس پہلے حساب سے چھوڑ کر ان صورتوں کا حساب علیحدہ شروع کیا ہے۔ جسکو مولانا غلام علی آزاد بلگرامی رحمہ اللہ نے سبحۃ المرجان میں شروع کر کے پورا نقل نہیں کیا۔ اور باقی وجوہ کو ان کے رسالہ عجیبہ کے حوالہ پر چھوڑ دیا مگر بغرض نفع اہل علم واصحاب فراست کاملہ اپنے فہم ناقص کا اعتراف کرتے ہوئے حاشیہ پر اصل عبارت سبحۃ المرجان درج کر دیگئی۔ اور اصل مدعا کی طرف جو نافع خاص و عام ہو۔ قلم اٹھانا ضروری سمجھا گیا۔ واللہ الی التوفیق ونعم الرفیق وہو ہذا۔

بعد تعلیم حمد و ثنا اور طریق عبادت و دعا سورہ فاتحہ میں اسطرح ارشاد ہوتا ہے۔ کہ لائق حمد و ثنا و عبادت و دعا وہی ذات مقدس ہے۔ جس نے انہیں حروف تہجی کے منظوم خبکا نمونہ الم ہے اپنی اس بڑے مرتبہ والی کلام پاک کو جو آواز اور ترکیب الفاظ و حروف سے پاک ہے۔ اور اس واحد یکتا بے مثل و بے مانند کی ذات کیساتھ بلا تقدم و تاخر و ترکیب الفاظ و حروف دائم قائم اور قدیم بالذات اپنے فضل و کرم سے اپنے محبوب اکرم نبی مکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس حکمت خاص کے

انجمن معین الدین کی دینی خدمات کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے انجمن کی رکنیت قبول فرمائی ہے جو ہمارے لئے باعث فخر ہے۔ نیز آپ نے حکم فرمایا

ساتھ نازل فرمایا۔ کہ مرتبہ ظہور میں وہ کلام نفسی ازلی۔ غیر محتاج آواز و حروف ہم سی ظاہر ہو کر اگرچہ منظوم ان میں الفاظ و حروف سے معلوم ہوتا ہے۔ جن سے اے فصحاء و بلغاء عرب تم اپنے اشعار و قصائد اور اپنے کلام نظم و نثر کو مرکب کرتے رہتے ہو پھر اگر یہ کلام پاک مرتبہ ظہور میں تمکو اس شبہ میں ڈال رہا ہے کہ اگر یہ کلام خدا ہوتا۔ تو منظوم الفاظ و حروف سے ہونا مثل خدا کی جیسا وہ بے مثل و بے مانند ہے۔ اس کا کلام ہی ہمارے کلام کے مشابہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر اب سے ویسا ہی بے مثل و بے مانند ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ کہ ذالک الکتاب لاریب فیہ یعنی الم نامی کتاب جو مثل تمہارے کلام کے منظوم جنس انہی حروف حلقی، وسطی، شفتی، ہمزہ لام سے ہے۔ چونکہ تم سب دل میں جانتے ہو۔ کہ اسکی کلام خدا بے مثل و بے مانند ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اور فی الواقع اس کے کلام اللہ ہونے میں ذرا بھی شک نہیں ہے۔ مگر باین ہمہ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتو بسورۃ من مثلہ یعنی اگر فی الواقع ہمارے اس کلام پاک کے بے مثل و بے مانند ہمارا کلام ہونے میں کچھ بھی شک رکھتے ہو۔ تو اس شک کے ثابت کر دکھانے کا سہل طریقہ یہ ہے کہ ہمارے محبوب جیسے کسی امی لقب سے ایک ہی چھوٹی سے چھوٹی سورت مثل چھوٹی سورت کے اس کلام اللہ سے بنوا لاؤ۔ اور اگر من مثلہ میں من زائد رکھا جائے تو معنی ہونگے کہ مثل اسکی چھوٹی سی سورت اپنے کسی بڑے سے بڑے بلیغ و فصیح عالم و فاضل سے بنوا لاؤ۔ بلکہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین۔ یعنی پھر تنہا ایک ہی نامی شاعر اور فصیح و بلیغ عالم سے جسقدر تمہارے حامی ہیں۔ سب کو بلا لو۔ اور سب سے مدد لیکر ہمارے قرآن جیسی ایک ہی سورت بنا لاؤ۔ اگر تم اپنے اس دعوٰی میں سچے ہو کہ ہم کو اس قرآن کے کلام الٰہی ہونے میں شک ہے۔ اور جب باوصف کوششہاء بے شمار اس کے برابر نہیں لا سکتے اور قیامت تک نہیں لا سکو گے۔ چنانچہ تیرہ سو چوالیس برس گزر گئے۔ مگر کوئی بنا سکتا ہے۔ کہ ہم پلہ سورت کلام اللہ فصاحت و بلاغت و دیگر کمالات قرآنی میں سورت موجود

(باقی آئندہ)

مولوی احمد علی کی کہانی مولوی اشرف علی کی زبانی

(از مولانا محمد علی صاحب ایم۔ اے حنفی لاہور)

(گذشتہ سے پیوستہ)

امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی نے اپنی کتاب مسمّٰی بہ "ایضاح الحق" میں زمان و مکان و جہت سے اللہ تعالیٰ کو منزّہ ماننا اور اس کا دیدار بلا کیف و جہت و محاذات حق جاننا بدعت حقیقیہ کے قبیل سے بتایا۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں "منزہ اُو تعالےٰ از زمان و مکان و جہت و اثبات رویت بلا جہت و محاذات (الی قولہ) ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنسِ عقاید می شمارد۔ ملخصاً۔ (ایضاح الحق مطبع ثانی ص ۳۵ و ۳۶)۔ ایک مسلمان نے مولوی اسمٰعیل دہلوی کے اس قول کا علماء دیوبند سے استفتاء کیا۔ اور حسب دستور مسائل کہ زید عمرو وغیرہ لکھکر دریافت کرتے ہیں۔ چنانچہ اس پر مولوی رشید احمد گنگوہی نے یہ جواب تحریر فرمایا "الجواب۔ یہ شخص عقاید اہل سنت و جماعت سے جاہل اور بے بہرہ ہے۔ اور یہ اعتقاد اور مقولہ جو درج سوال ہے۔ کفر ہے۔ حضرات سلف صالحین اور ائمہ دین کا یہی مذہب ہے۔ اور یہی احادیث صحیحہ و کلام اللہ شریف کی آیات سے ثابت ہے۔ کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ زمان و مکان و جہت سے پاک ہے۔ اور دیدار اُس کا بہشت میں مسلمانوں کو نصیب ہوگا۔ چنانچہ کتب عقائد اس سے مشحون ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ رشید احمد گنگوہی" اور اس فتوٰی پر علماء دیوبند مولوی محمود الحسن صاحب و عزیز الرحمٰن صاحب وغیرہما نے مہریں کیں اور مقولہ مندرجہ استفتاء کے قائل کو بد دین۔ ملحد۔ زندیق وغیرہ کہا۔ علی الخصوص مصنف رسالہ "التقصیر فی التفسیر" اعنی مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی اس فتوٰے کی یوں تصدیق فرمائی۔ "الجواب صحیح اشرف علی عفی عنہ"۔ اس فتوٰی کے بعد بعض مسلمانوں نے پندرہ سوال کا ایک استفتاء ان حضرات دیوبند سے کیا۔ اور مولوی اسمٰعیل دہلوی اور ان کی کتاب "ایضاح الحق" کا نام و کلام کھول کر دکھا دیا۔ اس پر یہ تمام

حضرات ساکت و خاموش ہو رہے۔ اور اظہار حق سے اعراض کیا۔ اگر باور نہ ہو۔ تو آج بھی یہی استفتاء کر کے دیکھ لیجئے۔ امر واقعہ ظاہر ہو جائیگا۔

الغرض مصنف "التقصیر فی التفسیر" نے مترجم و محرف شیر انوالہ دروازہ کی بعض توجیہاتِ کاسدہ کا نمونۃً رد فرمایا ہے۔ مثلاً ہاروت و ماروت مندرجہ قرآن کریم کو انسان فرشتہ سیرت قرار دینا۔ نماز وغیرہ عبادات کا مقصودہ بذاتہا نہ ہونا۔ احکام منصوصہ کا اپنے اہواءِ کاذبہ کے ماتحت مصالحِ معاشِ دنیوی پر منطبق کرنا اور اس سے بقول مصنف رسالہ اس مصرعہ کا مصداق ہونا ع تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است نسخ آیات کا انکار۔ حجیتِ آحاد نماذ شرعیہ۔ اعنی حدیث و اجماع و قیاس شرعی سے منکر ہونا وغیرہ وغیرہ بہت تاویلاتِ فاسدہ اور توجیہاتِ کاسدہ جو کہ اس محرفِ قرآن نے جوشِ ابتداع و اختراع میں وضع کی ہیں۔ ان تمام کی مذمت اس رسالہ میں کیگئی ہے۔ اور ان توجیہاتِ باطلہ کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔ کہ "ان توجیہات سے تو قرآن مجید بجائے ہدیٰ للمتقین ہونے کے ایک لایحل معما ہو گا۔ جو نزول سے چودہ صدی کے بعد حل ہوا۔ اور جمیع علماءِ اُمت مصداق مصرعہ جملہ میرند با دست تہی کے ہو کر گزر گئے۔" (صفحہ ۱۲)

الغرض مترجم صاحب شیر انوالہ کے وہ تمام حقائق و معارفِ قرآنی جن کی تعریف میں اُن کی شخصیت پرستی میں متوغل لیکن علوم دینیہ سے جاہل و عاطل معتقدین شب و روز رطب اللسان رہتے تھے۔ کم از کم اس رسالہ سے ہباءً منثوراً ہو جاتے ہیں۔ اور ان مترجم محرف قرآن کی حقیقت بالکل بے نقاب ہو جاتی ہے۔ دراصل ان مترجم صاحب اور ان کے دیگر تلامذہ کا مقصود ان جدتوں سے محض شہرت ہوتی ہے۔ کہ وہ بات کہو۔ جو کسی نے نہ کہی ہو۔ ان کا مقصد براہ تلبیس و تدلیس اپنے لیے ایک جداگانہ روش نکالنا اور اس کے ذریعے سے اپنی شہرت کا سامان جمع کرنا ہے کہ اگر وہی مسائل بیان کریں۔ جو علماء حق فرماتے ہیں۔ تو ان جیسے اور ان سے بہتر ہزاروں لاکھوں ہیں۔ یہ خاص کر کے کیونکر گنے جائیں۔ ہاں جب فتنہ بڑھیگا۔ تو آپ ہی نزدیک و دور

مشہور ہو جائینگے۔ اسی شہرت طلبی کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔
من لبس ثوب شھرۃ البسہ اللہ یوم القیامۃ ثوب مذلۃ
ثم یلھب فیہ النار۔ جو شہرت کا لباس پہنے۔ اللہ تعالےٰ اُسے روز
قیامت ذلت کا کپڑا پہنائے۔ پھر اُس میں آگ بھڑکا دی جائے"۔ رواہ ابوداؤد و
ابن ماجہ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند حسن۔

اب تمام مسلمان کہلانے والوں سے استدعا کیجاتی ہے۔ کہ ان حقایق
پر ٹھنڈے دل سے تدبر فرمائیں۔ مدرسہ قاسم العلوم کے کنبہ کی رُو سے انجمن خدام
الدین اور اس کے ناظم کی ملت و مشرب دیوبندیہ کے ساتھ وابستگی۔ تحریر و تقریر میں
تحریف قرآنی اور اختراع و ابتداع آور احداث فی الدین کا اپنی اہواء کاسدہ کے
ماتحت مرتکب ہونا۔ اور اس کی مذمت میں اس جماعت کے پیشوا کا رسالہ تحریر فرمانا
اعمال و اضال نہانی میں بقول واقف کار مضمون نگار صاحب ناگفتہ بہ شنائع کا مورد
ہونا۔ یہ تمام حقایق اس قابل نہیں ہیں۔ کہ مسلمان ان سے تغافل برتیں مسلمانوں
کو چاہیئے کہ ایسے گندم نما جو فروش و دزدانِ دین و دیانت سے اپنے متاعِ ایمان
کو محفوظ رکھیں۔ کیونکہ ایمان سے بڑھکر کوئی چیز وقیع نہیں۔ غرض مضمون ہذا اطلاع حقیقت
کے لیے لکھا گیا ہے۔ آگے ہر ایک اپنے دین کا خود ذمہ دار ہے۔ وما علینا الا البلاغ

ترقی اور مسلمان

ترقی کی خواہش اور اس کا ولولہ ہر دل میں ہونا چاہیئے۔ اپنی حالت کو موجودہ سے بہتر بنانے کا
ولولہ جس قوم یا فرد بشر کے دل میں نہیں اسکو برکات زندگی کبھی میسر نہیں ہو سکتیں دنیا
کی تمام قوموں میں ترقی کے غل مچ رہے ہیں۔ اور دن رات ادنی سے اعلیٰ درجہ کے
انسانوں تک ہر قوم کے افراد اسی دُھن میں لگے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں میں بھی
ترقی کی صدا کسی قوم سے پست نہیں۔ بلکہ شور و غوغا تو یہاں سب سے بڑھ چڑھ کر ہے

خصوصیت ہے وہ حضرات جنکے پاس کوئی معقول ذریعہ معاش نہیں۔ یا جس کام کو کرتے ہیں وہ بدقسمتی سے چلتا نہیں اور ہیں خوش خوراک۔ خوش پوشاک۔ فیشن ایبل خشکلین۔ وہ تنگ آکر لیڈر (مہذب گداگر) بن بیٹھتے ہیں۔ اور اپنی دھواں دھار تقریروں سے سامعین کو نشہ ترقی میں مست بنا دیتے ہیں۔ قوم کو چندہ کی فراہمی میں مصروف کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ان کے مقصد کو سمجھنا بھی چاہے۔ تو اسکو بے سروپا الزاموں سے مطعون کر کے لعنت و ملامت کے نعروں سے خاموش کر دیا جاتا ہے۔ اسلئے بہت سے آبرو دار نیک دل خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔ لیڈر صاحب کی اپنی ترقی تو ہو گئی۔ ان کا کام تو بن گیا۔ قوم تباہ ہو یا برباد ان کی بلا سے ایسے لیڈروں کے علاوہ اور بھی بہت سے لیڈر ہیں۔ جنکو ترقی کا رونا روتے پچاس سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے۔ لیکن اس تمام شور و غوغا کا نتیجہ جو کچھ ہوا ہے۔ اسکو لیڈر صاحبان ہی خوب جانتے ہیں جب سے اس نجیری ترقی کے دور دورے اور غلغلے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں گونجنے لگے ہیں۔ اسوقت سے مسلمان دن بدن تباہ و برباد ہوتے جا رہے ہیں۔ جائیدادیں اغیار کے پاس پہنچ رہی ہیں۔ ذرائع معاش کم ہو رہے ہیں انکا اثر و اقتدار دنیا سے اٹھ رہا ہے۔ ان کی نیک صفات ان سے منہ موڑ رہی ہیں۔ حسد و عداوت بغض و نفاق کے شرارے بلند ہو رہے ہیں۔ بیسیوں نئے فرقے پیدا ہو کر شیرازۂ اسلام کو منتشر کر چکے ہیں۔ لیڈروں کی دینداری کا یہ حال ہے۔ کہ نماز روزے اور اسلامی شکل و صورت سے اجنبی اور نابلد ہیں۔ زیادہ رنج اس امر کا ہے کہ ہمارے حامیان ترقی اور فدائیان یورپیت برابر پچاس برس غلطی میں رہکر بھی بیدار نہ ہوئے۔ قوم تباہ ہو گئی مگر ان کی آنکھ نہ کھلی۔ مسلمان مٹ گئے لیکن انکو ہوش نہ آیا۔ وہ بیشمیں غیروں کے پاس پہنچیں۔ مگر ان کو اب تک اپنی غلطی کا اعتراف نہ ہوا۔ لیڈروں کی خود رائی میں فرق نہ آیا۔ غلط روی کا احساس نہ ہوا۔ کاش اپنی روش پر نظر ڈالتے۔ اور دیکھتے کہ انکی کوششوں اور طرز عمل نے مسلمانوں کو کچھ فائدہ نہیں پہنچایا۔ بلکہ قوم کی حالت بجائے ترقی روز بروز بد سے بدتر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ جبتک یہ لیڈر اور حامیان ترقی دین سے اجنبی اور مذہب سے ناآشنا رہینگے۔ اس وقت تک ترقی اور کامیابی کی شکل نظر نہیں آسکتی۔ اسلامی خصوصیات و امتیازات کی حمایت و حفاظت میں ہی مسلمانوں کی ترقی کا راز مضمر ہے۔

باقی دارد (ایڈیٹر)

نصیحۃ الشیعہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

(از قلم گوہر رقم جناب علامہ دوراں مولانا سید محمد شاہ صاحب مدظلہ العالی)

سب مسلمانوں نے یہ سمجھ جان لیا ہوگا۔ کہ اگر وہ بیدین کافر منافق ہوتا تو امام عالیمقام اسکی نماز جنازہ کیوں پڑھتے۔ پس ضرور مسلمانوں نے سمجھ لیا ہوگا کہ جو کچھ اس کا دین تھا۔ وہ برا دین نہ تھا۔ اگر اس کے لئے بد دعا کرنیکا جوش جناب امام کو اٹھاتا تھا۔ اور رب العزت جل مجدہ العظیم ان کی دعا کے بغیر جو عذاب اس پر نازل کرتا۔ اس سے جناب امام کی تسکین نہیں ہوتی تھی۔ تو بغیر شرکت جنازہ کے بھی خاطر خواہ گھر میں بیٹھ کر کوس لیتے۔ جی بھر کر بد دعائیں کر لیتے۔ یہ بھی واضح ہے کہ یہ موقع تقیہ کا نہ تھا۔ امام عالیمقام بطیب خاطر بلا جبر و اکراہ خود تشریف لیگئے۔ اور غلام کو بھی بڑے اہتمام سے شریک جنازہ کر لیا۔ حالانکہ وہ اس منافق کے جنازہ سے گریز کرتا تھا۔ قطع نظر اس کے جناب امام تو کسی حالت میں تقیہ روا نہیں رکھتے تھے۔ ورنہ یزید اور اس کے حواریوں کے مقابلہ میں جب کہ جان جانیکا بھی یقین تھا۔ تقیہ کر لیتے۔ لیکن آپ نے تقیہ کو نفرت سے ٹھکرایا۔ اور داد شجاعت دیتے ہوئے شربت شہادت نوش فرمایا۔ اور اسی طرح اپنے متبعین کو جام شہادت سے سیراب کرایا۔ کافی کے اسی باب میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ امام زین العابدین رضی عنہ بھی ایک ناصبہ عورت کے جنازہ کی نماز پڑھی تھی۔ پھر ایک روایت ہے۔ کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی خاندان بنی امیہ سے ایک عورت کا جنازہ اسی طرح پڑھا تھا

ساتھ میت کے تو کوتے ہوئے افسوس گئے — قبر پہنچے تو چپکے سے مجھے کوس گئے۔
نہ آنے دیجو انہیں لاش پر خدا کے لئے۔ — نماز پڑھنے کو آئیں گے بد دعا کیلئے

اب ہم حضرات شیعہ سے انصاف چاہتے ہیں۔ کہ خدارا انصاف کیجئے۔ کیا پیغمبر اسلام اور ائمہ اطہار علیہم السلام کی یہی شان ہے۔ آپ کے نزدیک جو آپ کے خانہ ساز

مقبول عام کتب خانہ ریلوے روڈ لاہور میں تمام قسم کی مذہبی کتابیں ارزاں قیمت پر ملتی ہیں خصوصاً قرآن

معتبر و مستند روایات سے ابھی گزرا کہ جس منافق کے جنازہ کی نماز ناجائز و حرام تھی اس کے جنازہ پر جانا اور نماز پڑھنا اور مسلمانوں کو نماز پڑھا کر دکھانا اور باطن میں بد دعا کرنا اور مسلمانوں کو شبہ میں ڈالنا۔ جس سے اس منافق کو مومن کامل سمجھ کر دل میں اور نماز میں دعا و مغفرت کریں۔ کیا یہ رسالت و امامت کی شان سے بعید نہیں اور کیا یہ روایات درست اور صحیح ماننے کے قابل ہیں۔ اور کیا ان کے مصنفین اہلبیت کے محب مانے جا سکتے ہیں ہرگز نہیں بلکہ یہ دشمنان اہلبیت ہیں۔ ان کو مطعون و بدنام کرنے کیلئے یہ روایات گھڑ کر ان کی طرف منسوب کر دی ہیں۔ یہ روایات حقیقت سے بالکل دور ہیں۔

شیعوں کی معتبر کتاب فروع کافی جلد ۳ کتاب الروضہ کے صفحہ ۱۴۳ میں لکھا ہے کہ ہر صبح کو آسمان پر سے یہ آواز آتی ہے۔ کہ علی اور انکے گروہ والے مراد پانے والے ہیں اور شام کو آسمان سے یہ ندا آتی ہے۔ کہ عثمان اور ان کی جماعت والے بامراد ہیں

عبارت یہ ہے۔ عن محمد بن علی الحلبی قال سمعت اباعبداللہ علیہ السلام یقول اختلاف بنی العباس من المحتوم والنداء من المحتوم وخروج القائم من المحتوم قلت وکیف النداء قال ینادی منادٍ من السماء ان الحق فی علی وشیعتہ ھم الفائزون قال وینادی منادٍ آخر النھار الا ان عثمان وشیعتہ ھم الفائزون۔

محمد بن علی الحلبی کہتا ہے۔ کہ میں نے سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ بنی عباس کا اختلاف میں پڑنا بھی یقینی ہے اور ندا بھی یقینی ہے اور امام مہدی کا خروج بھی یقینی ہے۔ میں نے پوچھا کہ ندا کس طرح ہوتی ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ اول نہار میں ایک منادی آسمان سے ندا کرتا ہے۔ کہ آگاہ ہو جاؤ۔ کہ علی رضی اللہ عنہ اور ان کے گروہ والے مراد کو پہنچینگے۔ پھر فرمایا اور شام کے وقت ایک منادی ندا کرتا ہے کہ خبردار ہو جاؤ کہ حضرت عثمان اور ان کی جماعت والے مراد کو پہنچینگے۔ اس روایت سے آفتاب نیم روز کی طرح واضح ہو گیا کہ غیبی منادی جس طرح حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ اور ان کے ساتھیوں کے مناقب بیان

برادران اہلسنت توجہ فرمائیں:۔ دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور میں بفضلہ تعالیٰ

کرتا ہے۔ اس روایت میں ہر دو بزرگوں کا معاویہ کی جماعت کے غیبی منادی کی زبان سے بامراد اور کامیاب ہونا ثابت ہوتا ہے لہ حضرات شیعہ شاید اس روایت کو بھی تقیہ پر محمول کرینگے۔ لیکن اگر انصاف سے کام لیا جائے۔ تو یہ روایت تقیہ پر ہرگز محمول نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ لفظ محتوم (بصیغہ اسم مفعول جسکا ماخذ اشتقاق حتم ہے) سے مرکب ہے۔ جس کے معنی یقینی اور قطعی کے ہیں۔ اور بفرض غلط اگر تقیہ ہوتا تو اختلاف بنی عباس اور قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ ہوتا۔ ورنہ امام مہدی کا خروج اور اختلاف بنی عباس بھی قطعی اور یقینی نہیں ہو سکتا۔ اس کو بھی تقیہ پر محمول کرنا چاہیئے۔ ورنہ وجہ معقول بیان کرنی چاہیئے۔ کہ اول الذکر اور موخر الذکر محتوم اور قطعی و یقینی ہیں اور متوسط الذکر یعنی ندا قطعی و یقینی نہیں۔ بلکہ مبنی بر تقیہ ہے۔ ہر منصف مزاج طالب حق فیصلہ کر سکتا ہے۔ کہ اس روایت میں حضرت علی اور عثمان اور ان کی جماعت کو قطعی طور پر نجات یافتہ بامراد بتایا گیا ہے۔ پس حضرت عثمان اور ان کی جماعت کو جو خارج از اسلام بتائے۔ یا مطعون کرے۔ یا سب و شتم سے پیش آئے۔ وہ ہٹ دھرم متعصب اور اپنے ہی مذہب کی روایات کا منکر ہوگا۔ لہٰذا حضرات شیعہ یقین کریں کہ مراد پانے والے وہی لوگ ہیں۔ جو دونوں کی تعظیم کرتے ہیں۔ اور جو شخص ان دونوں میں سے کسی سے سوء اعتقادی رکھتا ہے۔ نامراد اور بد باطن اور سخت متعصب جاہل ہے

عوام شیعہ کو یہ روایت سنکر کمال حیرت ہوگی۔ کہ امام باقر علیہ السلام نورہ (جو نہ وہ بال) لگا کر حمام میں غیر اشخاص کے سامنے بالکل برہنہ ہو جایا کرتے تھے اور ستر عورت کے لئے فقط نورہ کو کافی سمجھتے تھے۔ یعنی تہ بند وغیرہ کی کچھ ضرورت نہیں۔ فقط نورہ لگا لینے سے غیروں کے سامنے برہنہ ہو جانا جائز سمجھتے تھے چنانچہ فروع کافی کتاب البری والبجل جلد ۲ صلا ۶ میں یہ روایت ہے۔

ان اباجعفر علیہ السلام کان یقول من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلا یدخل الحمام الا بمئزر	امام باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھے وہ حمام میں بغیر تہ بند کے نہ جاوے (یعنی بلا تہ بند

قال فدخل ذات یوم الحمام فتنور فلما ان اطبقت النورۃ علی بدنہ الفی المیزر فقال لہ موسیٰ لہ بابی وامی ایتاک لتتحیا بالمیزر ولزمہ وقد القیتہ عن نفسک فقال اما علمت ان النورۃ قد اطبقت العورۃ۔

باندھے برہنہ کسیکے سامنے نہ ہو) راوی کہتا ہے۔ کہ ایک دن امام حمام حمام میں داخل ہوئے اور نورہ لگایا۔ جب نورہ انکے جسم پر لگ گیا تو تہ بند پھینک دیا تب انکے غلام نے کہا۔ کہ میرے ماں باپ آپ پر سے قربان ہوں۔ حضور نے تو ہمکو ازار کا اور ہر وقت اسکے پہننے کا حکم دیا تھا اور حضور نے خود اپنے بدن سے ازار علیحدہ کردی ہے اور سب کے سامنے برہنہ ہوگئے ہو تو

امام نے فرمایا۔ کہ کیا تو نہیں جانتا کہ نورہ نے بدن عورت کو ڈھک لیا۔ اب حضرات شیعہ انصاف فرمائیں کہ کہاں امام علیہ السلام کا تقدس اور تقوی و پرہیزگاری اور کہاں اس بے ستری اور بے پردگی کی ننگی فحش تصویر بھلا یہ ممکن ہے کہ حضرت امام خود ہی تو ستر عورت کا حکم دیں اور خود ہی چونہ اور ہر تال کا لیپ کر کے تہ بند تار کر لوگوں کے سامنے بلا حجاب برہنہ تشریف لے آویں اور غلام کو بھی ایسا ہی اور بے معنی جواب دیں۔ کہ تو نہیں جانتا۔ کہ نورہ نے بدن کو ڈھانک لیا ہر شخص جانتا ہے کہ یہ جواب کس درجہ کا ہے۔ کوئی عاقل تو عاقل بچہ لایعقل بھی اس جواب کو سنکر مطمئن نہیں ہو سکتا۔ بالفرض اگر یہ روایت صحیح تسلیم کر لی جائے۔ تو سادھوؤں کے تمام جسم پر بھبوت اور راکھ ملی رہتی ہے تو چاہیئے کہ ان کا یہ برہنہ پھرنا بھی جائز ہو جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب ابن سبا یہودی کی کمیٹی کے اراکین کی شرارت ہے جو اس قسم کی روایتیں ائمہ اطہار کو مطعون کرنیکے لئے گھڑیں اور شہرت دی اور ائمہ پر تہمتیں لگائیں اور عوام شیعہ نے آنکھ بند کر کے انکو صحیح تسلیم کر لیا۔ اس سے بھی بڑھکر تعجب خیز حیرت انگیز یہ بات ہے کہ امام معصوم کے ارشاد سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اگر انسان بالکل برہنہ ہو جائے اور سامنے کے حصہ کو ہاتھ سے چھپائے تو کافی ہے پیچھے کا حصہ قدرتی طور پر خود بخود چھپا ہوا ہے۔ وہاں ہاتھ رکھنے کی بھی ضرورت نہیں چنانچہ فروع کافی کی کتاب النکاح باب القبل صفحہ ۱۶۱ میں مذکور ہے۔ عن ابی الحسن الماضی علیہ السلام قال العورۃ عورتان القبل والدبر فاما الدبر فمستور بالالیین واما القبل فاستر بیدک

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ بدن عورت دو چیزیں ایک آگے دوسرا پیچھے۔ پیچھے کا بدن سرینوں (چوتڑوں) میں خود بخود مستور ہے۔ سامنے کے بدن پر ہاتھ رکھئے۔

للہ انصاف! کیا یہی تعلیم اہلبیت ہے اور یہی تقوی اور دیانت ائمہ اطہار ہے۔ اس روایت کی بنا پر تو ان مادرزاد برہنہ ملنگوں پر بالکل اعتراض نہ کرنا چاہئے۔ جو برہنہ

تعاونوا علی البر والتقوی

(ترجمہ) نیکی اور پرہیزگاری پر ایکدوسرے کی مدد کرو

سرپرست

حضرت علامہ دوراں مولانا ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب مفتی پنجاب و ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور

مددگار یا معین الدین چشتی

گہوارہ بلا افتاد گزشتی

ماہوار رسالہ معین الدین

اہلسنت کا مذہبی و اخلاقی

جلد | بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۳۳ء | نمبر

(ایڈیٹر۔ پرنٹر۔ پبلشر)

مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ صاحب فاضل حزب الاحناف و ناظم انجمن "معین الدین" تاجپورہ دین پورہ لاہور

(ایڈیٹر اعزازی)

عالیجناب ڈاکٹر حکیم دوست محمد صاحب صابر ملتانی

مطبوعہ کوہ نور پریس سٹیم پریس واقع بلڈنگ لاہور

ترقی اور مسلمان

گذشتہ سے پیوستہ

مگر حیرت اور تعجب ہے۔ کہ لیڈر حضرات اسلامی خصوصیات اور امتیازات کی طرف مطلق توجہ نہیں کرتے۔ غیر مسلم اقوام کس مضبوطی کے ساتھ اپنی رسوم کے پابند ہیں ہندوؤں نے اپنی چوٹی نہ کٹوائی مگر مسلمانوں کی داڑھی منڈ گئی۔ بلکہ داڑھی رکھنے والے مسلمانوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ ہندوؤں کے دماغ سے گاؤ پرستی کا خیال نہ ہٹا۔ لیکن ہمارے جنٹلمین حضرات فرائض کو بھول ہی گئے۔ مسجدوں میں جاکر واحد بے نیاز کے حضور سر جھکانا کسر شان سمجھنے لگے۔ لیڈر صاحبان اسلام کے زرین آئین و قوانین کی حفاظت کرنا تو درکنار الٹے مخالفت پر تلے ہیں۔ کبھی پردہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور بے پردگی کو ترقی کا راز بتلاتے ہیں۔ بھولے بھالے مسلمانوں کی بہو بیٹیوں کو بے حجابانہ اسٹیجوں پر لانے کی ترغیب دیتے ہیں۔ کبھی سود کو جائز کر دینے کے لئے انتہائی کوشش کرتے ہیں۔ علمائے اسلام ان نیچری لیڈروں کی اس بے دینی کے ملمع فان کو چلنے نہیں دیتے۔ اس لئے ان کا سب سے بڑا فرض علماء کی توہین اور عوام اسلامیہ کے رواج کو بند کرنا ہے۔ برسوں علمائے دین اکابر اسلام پر تبرا کرتے گذر گئے اس پاک و مقدس گروہ کو کوستے عمریں گذر گئیں ہیں۔ دن رات علم و علماء کو نیست و نابود کرنے کے منصوبے باندھے جاتے ہیں۔ یہی ان لیڈر حضرات کے اصولی ترقی ہیں۔ یہ حضرات کونسل یا اسمبلی میں مسلمانوں کی نیابت کے مدعی تو بن بیٹھتے ہیں۔ اور مسلمانوں سے ووٹ حاصل کرنے میں کیسی سرگرمیاں دکھایا کرتے ہیں۔ لیکن ان کے دل میں کبھی درد نہ اٹھا کہ قرآن حکیم کی تعلیم کو لازمی کئے جانے کے لئے اپنی پوری قوتیں صرف کریں۔ کسی جلسے میں یہ قرارداد منظور نہ ہوئی۔ کسی اخبار کے ایڈیٹر نے اس پر آواز بلند نہ کی۔ یہی خواہاں قوم اور دلدادگان ترقی کو کبھی خیال نہ آیا کہ ترقی

کی انتہائے معراج اتباع شریعت ہے ترقی یہی ہے کہ مسلمان پاکیزہ صفات سے آراستہ ہوں۔ افعال عمدہ ہوں۔ احکام شریعت کی پیروی کریں۔ اسلامی شان وصورت اور اسلامی انداز ان سے ظاہر ہوں۔ یہی اصل ترقی ہے۔ اور جس دن مسلمان ایسے ہو جائیں گے۔ پھر دنیا کی کوئی قوم ان کو پامال نہیں کر سکتی۔ مسلمان اگر واقعی ترقی چاہتے ہیں۔ تو مسجدیں آباد کریں۔ دیانت امانت میں اپنے اسلاف کا نمونہ بنیں۔ کمزوروں اور ضعیفوں کی ہمدردی اپنی راحت سمجھیں۔ دینداروں سے محبت کریں۔ خلاف شرع چلنے والوں کو اخلاقی دباؤ سے درست کریں۔ ممبری کا وقت آئے تو اپنا ووٹ اس کو دیں۔ جو شریعت کا پابند ہو۔ جس کو مسجد کی حاضری توہین تو نہ معلوم ہوتی ہو۔ اور اگر آپ نے کسی غیر متشرع بے نمازی کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا۔ تو وہ مسلمان کی دینی زندگی کی کیا پرواہ کرے گا۔ عامیاں ترقی پیپٹ فارموں پر بڑا شور مچایا کرتے ہیں۔ لیکن یہ تو بتائیں کہ انہوں نے مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچایا۔ مسلمانوں کی کتنی دولت زیادہ ہو گئی۔ غریب مسلمانوں کی امداد کے لئے آپ نے کیا کیا۔ سینکڑوں تعلیم یافتہ نوجوان ٹکریں مارتے پھرتے ہیں۔ رفاقوں تک نوبت پہنچ چکی ہے۔ لیکن مدعیان ترقی میں سے کوئی ان کو سہارا دینے والا نہیں۔ مسلمانو ان لفظی ترقی کے پکارنے والوں پر اعتبار نہ کرو۔ جن کے نزدیک ترقی کا معیار یہی ہے کہ سر پر انگریزی ٹوپی رکھ لیں۔ جانگیا پہن لیں۔ عورتوں کے بال کٹوا دیں۔ انہیں برہنہ پھرائیں۔ اور اپنی خوشی سے ان کو موقعہ دیں۔ کہ وہ غیروں کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالیں۔ اس بے حیائی کی ترقی پر لعنت بھیجو۔ اسلامی وضع اختیار کرو۔ جو اس کے برخلاف نظر آئے۔ اسے راہ راست پر لانے کی کوشش کرو۔ بے دینوں اور باطل فرقوں سے الگ رہو۔ تمہارا یہ دستور العمل رہا۔ تو انشاء اللہ بگڑی بن جائیگی۔ دین و دنیا سنور جائیگی۔ خدا کرے کہ مسلمان اپنے دین کی حمایت وحفاظت کو ترقی سمجھیں اور یہی ان کا نصب العین ہو۔ آمین۔

(۱۰ ڈیٹیل)

تاجپورہ میں درزی کی دوکان مسلمان تاجپورہ۔ دین پورہ مصری شاہ۔ چاہ میراں وغیرہم کو مژدہ ہو کہ تاجپورہ میں نزد مسجد حنفیہ جناب حاجی محمد بخش صاحب نے کپڑے کی دکان کھولی ہے جس میں ہر قسم کا کپڑا ارزاں قیمت پر مل سکتا ہے۔ برادران اسلام سے درخواست ہے کہ وہ اسکو اپنی دکان سمجھکر اپنی ضروریات کیلئے یہیں

تفسیر القرآن

گذشتہ سے پیوستہ

(از علامۃ الدہر امام العصر سید المحدثین فخر المسلمین مولانا سید ابو محمد محمد دید آلعلیشاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی)

بلکہ بڑے بلیغ و فصیح شعرا عرب جنہوں نے اپنے قصیدہ بجید دعوئی فصاحت و بلاغت سے کعبہ شریف پر لٹکا دئے تھے اس وجہ سے اون قصیدوں کے مجموعہ کا نام آج تک سبعہ معلقہ چلا آتا ہے اور ایک سے بڑھ کر ایک کو دعوئی فصاحت و بلاغت تھا یہ تھے امرالقیس[۱] طرفہ[۲] بن عبد بن سفیان زہیر[۳] بن ابی سلمی حضرت[۴] لبید ربیعہ بن عامر عمرو[۵] بن مالک عنترہ[۶] بن شداد حارث[۷] بن حلزہ چنانچہ بنی بکر کا ایک شاعر عمرو بن کلثوم کے قصیدہ کے متعلق کہتا ہے (شعر) ؎

الہی بنی تغلب عن کل مکرمۃ　　قصیدہ قالہا عمرو بن کلثوم

یعنے عمرو چونکہ قبیلہ بنی تغلب سے تھا عمرو کے قصیدہ نے بوجہ اپنی غایت فصاحت و بلاغت کے بنی تغلب کو اپنی تمام لڑائیں بیان کرنے سے لہو و غفلت میں ڈال دیا یعنے بنی تغلب سے عمرو کے قصیدہ نے یہ کہلوا دیا کہ جب اس قصیدہ والا ہم میں سے ہے ہم کو یہ فخر کافی ہے اور اس کے بعد ہم کو اپنی کسی بڑائی بیان کرنے کی ضرورت نہیں اور زہیر کا سارا کنبہ باپ بھائی بیٹے بیٹیاں سمیت فصاحت و بلاغت میں شہرہ آفاق تھے یہ زمانہ رسالت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم تک سب مر چکے تھے فقط ان میں سے حضرت لبید بن ربیعہ بن عامر زندہ تھے جنہوں نے ان سب کو دیکھا تھا اور فصاحت و بلاغت میں ان کے ہم پایہ تھے امرالقیس اور طرفہ بن عبد کی فصاحت و بلاغت کے مداح تھے مگر قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت پر اس قدر شیفتہ ہوئے کہ مشرف باسلام ہو کر شعر کہنا ہی چھوڑ دیا اور کہہ دیا یکفینی القرآن یعنے بعد قرآن کے نہ اب مجھ کو

کسی دیوان دیکھنے کی ضرورت نہ شعر کہنے کی حاجت اور عنزہ نے تو اہل کتاب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل سن کر آپکی مدح میں کچھ لکھا بھی تھا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی و ماثور ہے کہ آپ نے فرمایا۔

میری مدح بیان کرنے والے اعرابیوں سے کسی کے دیکھنے کا مجھ کو شوق نہیں مگر عنزہ ھکذا فی فتح المغلقات للبسع المعلقات حق یہ ہے کہ مصنف کو تو بعد ذرا سے تامل کے اس کے کلام اللہ ہی مثل وہی مانند ہونے میں ذرا بھی شبہ نہیں رہتا۔ اسی واسطے اس عالم الغیب نے فرما دیا۔ پھر اگر تمام اپنے حمایتیوں کی مدد کے بعد بھی قرآن کریم کا مقابلہ نہ کر سکو اور ہم آج کہدیتے ہیں۔ کہ ہرگز نہ کر سکو گے تو باوصف سچا اور بے شبہ کلام اللہ جانتے اس کلام پاک کے پھر بھی ہٹ دھرمی کر رہے ہو تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن ایسے آدمی اور پتھر ہیں۔ جن کو تم پوجتے ہو اسواسطے کہ الناس اور الحجارۃ پر الف لام عہد کا بتا رہا ہے کہ آدمیوں سے مراد وہی ہٹ دھرم ہیں۔ اور وہی پتھروں کو وہ پوجتے تھے نہ سب آدمی نہ سب پتھر اسواسطے کہ انہی کافروں جیسے دل میں تمہارے اس کے کلام اللہ ہونے میں شک نہیں ہے اس کے عذاب کے وعدوں میں بھی شک نہیں ہے اور یہاں سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اگر کوئی دل میں احکام الٰہی کو حق جانتا ہے اور زبان سے انکار کرتا ہے بلا اقرار زبانی مومن نہیں ہوتا اور نہ جہنم سے رہائی پا سکتا ہے مثل ہرقل کے کہ باوجود تصدیق قلبی بوجہ زبانی انکار کے کافر ہی رہا۔ اب بعد اظہار عظمت اور حقانیت کلام اللہ ارشاد ہوتا ہے۔ ھدًی للمتقین یومنون بالغیب ہدایت کے معنی لغت میں رہنمائی اور سیدھا راستہ دکھلانے کے ہیں۔ اور ایصال الی المطلوب یعنے منزل مقصود تک پہنچا دینا بھی مستعمل ہے اور ھدیٰ قرآن مجید میں بہتیر جگہ آیا ہے جو دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ مرتبے ہدایت کے ایک سے ایک بڑھ کر ہیں۔ اور ہر شخص جس مرتبہ ہدایت پر ہے اس سے اعلیٰ مرتبہ ہدایت کا خواستگار ہے اور اس کے طلب پر مامور کہ پیغمبر علیہ السلام بھی اھدنا الصراط المستقیم کہتے رہتے ہیں۔ اور جس مرتبہ رہنمائی اور راہ راست اور جس منزل

پر پہنچتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اعلیٰ مرتبہ رہنمائی اور منزل مقصود قرب نزدیکی خدا کے طالب رہتے ہیں۔ اور جب ایک درجہ قرب اور عرفان خدا سے ترقی کر کے اس اعلیٰ مرتبہ پر پہنچتے ہیں۔ اس پہلی مرتبہ کو مقام کمال سمجھنے سے استغفار کرتے رہتے ہیں۔ اور اس سمجھ لینے کو اپنے مرتبہ کے اعتبار سے گناہ سمجھتے ہیں۔ اور فی الواقعہ دوسروں کے لئے وہ مرتبہ اعلیٰ مرتبہ کمال ہے اور متقیوں کے مرتبے بھی باعتبار مرتبہ تقوی مختلف ہیں چنانچہ سارے قرآن مجید میں متقیوں کا ذکر تقریباً چھیالیس جگہ آیا ہے مگر ہر جگہ متقیوں کو ایک سے ایک بڑھ کر دوسرے ہی صفات کے ساتھ یاد فرمایا ہے۔ اور فرمادیا شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ۔ یعنی ماہ رمضان جس میں نزول قرآن شروع کیا گیا یہ قرآن تمام ہی آدمیوں کو علی حسب المراتب راہ راست اور منزل مقصود کہانے والا ہے کافر اور مشرکوں کو توحید اور تصدیق رسالت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ظاہر کی مسلمانوں کو تصدیق قلبی اور تصدیق ان غیب کی خبروں کی طرف جن کو عالم علوم اولین و آخرین صلی اللہ علیہ و صحبہ اجمعین فرمادیں خصوصاً ان سات غیب کی خبروں پر یقین کر کے طرف جو آمنت باللہ اور حدیث جبرائیل اور رکوع آمَنَ الرَّسُولُ میں مذکور ہیں۔ اور تمام رسول انبیاء اور فرشتے اور تمام مسلمان نیک دید اُن پر یقین رکھتے ہیں۔ اور ان پر یقین کئے بغیر اور ان پر یقین رکھنے کا اقرار کئے بغیر کوئی مومن ہو نہیں سکتا اور اسی کا نام ایمان ہے اسی واسطے امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان سات امور پر ایمان لانے میں انبیاء اولیا نیک و بد مسلمان سب برابر مامور ہیں۔ اور سب کا ایمان ایک ہے ہاں مراتب یقین مختلف ہیں۔ کسی کا دلائل پر موقوف ہے کوئی تقلید علماء اور اپنے سلف کے ان پر لایا ہوا ہے کسی کا یقین اس درجہ بڑھا ہوا ہے۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ لو رایت ربی ما ازددت یقیناً۔ یقیناً یعنے اللہ جل شانہٗ کے موجود اور قدیم اور بے مثل ہونے پر یقین اس درجہ کو پہنچ گیا ہے۔ کہ اگر ان آنکھوں سے ہی بفرض محال خدا کو دیکھ لوں۔ اس سے زیادہ یقین بڑھنے کی گنجایش نہیں۔ علی ہذا متقیوں کو جس مرتبہ تقوی پر قائم رہیں۔ اس سے اعلیٰ مرتبہ پر ترقی کرنے کی طرف چنانچہ اس مقام

یہاں متقیوں کو جو ان صفات کے ساتھ متصف ہیں یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون کے ساتھ یاد فرمایا یعنے وہ متقی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کی ہوئی غیب کی خبروں پر ایمان لائے ہیں۔ اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو رزق دیا ہے۔ اس کے بموجب حکم خدا اور رسول خرچ کرتے رہتے ہیں۔ ان کے واسطے یہ کلام اللہ رہنما ہے اس طرف کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کی ہوئی خبروں پر اتنا یقین حاصل کرو جیسا صحابہ کرام کا یقین تھا۔ کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا کرتے تھے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو جنت اور دوزخ اور جنتی اور دوزخیوں کو یہاں ہی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ چنانچہ مولانا روم علیہ الرحمۃ دفتر اول مثنوی شریف میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ (اشعار)

گفت پیغمبر چہ جائی زید را ❊ کیف اصبحت ای رفیق باصفا
گفت عبداً مومناً باز اوش گفت ❊ گو نشانی از باغ ایمان گر شگفت
گفت تشنہ بودہ ام من روز ہا ❊ شب نخفتستم ز عشق و سوز ہا
تا ز روز و شب گذر کردم چناں ❊ کہ ز اسپر بگذرد نوک سناں
گفت خلقاں چوں نہ بیند آسماں ❊ من بہ بینم عرش را با عرشیاں
ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من ❊ ہست پیدا ہمچو بت پیش شمن
یک بیک را می شناسم خلق را ❊ ہمچو گندم من ز جو در آسیا
کہ بہشتی کیست و بیگانہ گیست ❊ پیش من پیدا چو ماہ و ماہی است

خلاصہ ترجمہ: یکدن پوچھا نبی نے زید سے ❊ کیا حال ہے ایمان کا ہے اب تیرے
عرض کی باصد ادب اے رہنما ❊ آپ کی نظر کرم نے یہ کیا
عشق مولا میں رہا بے خواب خور ❊ مدتوں اب ہو گیا میں درع در
لوگ دیکھیں آسماں دیکھوں میں عرش ❊ جنت و دوزخ نما ہے مثل فرش
ہر بہشتی ہے میرے پیش نظر ❊ دوزخی یک یک نمایاں سر بسر

پھر جب ہدایت قرآن رہنمائی سرور دو جہاں اس مرتبے تقوی سے آگے ترقی فرمائے۔

(باقی آئندہ)

مرزائیت پر تبصرہ

(از جناب علامہ حکیم سید محمد احمد صاحب قادری خطیب مسجد وزیر خان لاہور)

گذشتہ سے پیوستہ

مسلمان۔ مرزا صاحب قادیانی کو دعویٰ کے بعد ہزاروں لاکھوں روپیہ کی آمدنی ہوئی تھی۔ سنیئے اور غور سے سنیئے۔ مرزا صاحب نے خود تحریر کیا ہے کہ (۱) "اور مالی فتوحات ابھی تک دو لاکھ روپے سے بھی زیادہ ہے" (نزول المسیح ص۳۲) (۲) "ہزارہا کوس سے لوگ آتے ہیں اور ہزار ہا روپیہ سے مدد کرتے ہیں"۔ (اربعین نمبر ۲ ص۴) (۳) "مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپیہ بھی ماہوار آئیں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ جو غریبوں کو خاک میں سے اٹھاتا ہے اور متکبروں کو خاک میں ملاتا ہے۔ اس نے ایسی میری دستگیری کی کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں۔ کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے" (حقیقۃ الوحی ص۲۱۱) (۴) "اگرچہ منی آرڈروں کے ذریعہ ہزار ہا روپے آچکے ہیں۔ مگر اس سے زیادہ ہیں۔ جو خود مخلص لوگوں نے آکر دیئے اور جو خطوط کے اندر نوٹ آئے اور بعض مخلصوں نے نوٹ یا سونا اس طرح بھیجا کہ انہوں نے اپنا نام بھی ظاہر نہیں کیا اور مجھے اب تک معلوم نہیں کہ ان کے نام کیا کیا ہیں۔ (حقیقۃ الوحی ص۲۱۱ کا حاشیہ)

(۵) اور اس وقت سے آج تک دو لاکھ سے زیادہ روپیہ آیا اور اس قدر ہر ایک طرف سے تحائف آئے کہ اگر وہ سب جمع کئے جاتے۔ تو کئی کوٹھے ان سے بھر جاتے۔ (حقیقۃ الوحی ص۲۴۲) (۶) کتاب حقیقۃ الوحی کے ص۳۴۲ کی سطر ۱۰ میں ہے "اور کئی لاکھ روپیہ آیا"

مرزائی۔ سنئے آپ کو دنیا سے فارغ البالی تھی۔ لیکن دین کے معاملے میں آپ فارغ البال نہ تھے۔ آپ نے دین کی خدمت کے لئے رات اور دن ایک کر دیا تھا۔ (ریویو بابت ماہ فروری ۱۹۲۳ء ص۲۹)

مسلمان۔ دین کی خدمت کرنا حج کرنے کے منافی نہیں ہے۔ دین کی خدمت

کرنے والا۔ تقریریں کرنے والا۔ مخالفوں کے مقابل پر کتابیں لکھنے والا شخص حج بھی کر سکتا ہے۔ دیکھئے اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ امام اہل سنت حضرت مولانا الحاج مولوی شاہ احمد رضا خانصاحب قادری برکاتی بریلوی اور حضرت حجۃ الاسلام ناصر دین متین استاذ العلماء حضرت مولانا الحاج مولوی سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ صاحب مفتی پنجاب و ہندوستان اور مناظر اسلام حضرت مولانا مولوی شاہ عبدالعلیم صاحب خجندی میرٹھی جنہوں نے عیسائیوں۔ آریوں۔ مرزائیوں نیچریوں۔ شیعوں چکڑالویوں کی تردید میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ جو دین کی خدمت تحریراً ہے اور تقریراً تو سفر حج میں بھی برابر کرتے رہے تو یہ لوگ اور علاوہ ان کے بہت سے نفوس ذکیہ ہیں۔ جو خدمت دین بھی کرتے ہیں اور حج بھی۔

مرزائی:۔ مخفی نہ رہے کہ آپ کے نزول کی غرض جو قرآن مجید و احادیث میں بتائی گئی ہے۔ صلیبی مذہب کا دلائل سے پاش پاش کرنا اور دین اسلام کا ادیان باطلہ پر غالب کر کے دکھانا ہے اور اس لئے آپ پر لازم بھی یہی تھا۔ کہ آپ اس اہم کام کی طرف پہلے متوجہ ہوتے۔ (ریویو ایضاً صفحہ ۲۹)

مسلمان۔ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلیبی مذہب کو دلائل سے پاش پاش کیا ہے اور یہود اور مشرکین عرب کی خوب تردید کی ہے۔ اور بیت اللہ کے حج بھی کئے ہیں۔ مرزا صاحب کو حج بھی نصیب نہ ہوا۔

مرزائی۔ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے حضرت مرزا صاحب کا مسیح موعود اور ابن مریم ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اور دوسری طرف اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ مسیح موعود نہیں ہیں۔ کیونکہ آپ نے حج نہیں کیا تو یہ حدیث بوجہ معارض ہونے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے ساقط عن الاعتبار ہے اس لئے قابل قبول نہیں ہو سکتی کیونکہ جو حدیث قرآن مجید کے مخالف و معارض ہو اس کے متعلق آنحضرت کا فیصلہ ہے کہ اس کو رد کر دو (ریویو ایضاً صفحہ ۳۴، ریویو جلد ۲۳ نمبر ۴ صفحہ ۱۶۰)

مسلمان۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ تھا کہ میں مسیح موعود ہوں (نزول المسیح) اس کی تشریح آپ نے یوں فرمائی ہے کہ مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں۔ بلکہ مجھے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔ اشتہار مورخہ ۲ راکتوبر ۱۸۹۱ء۔ تبلیغ رسالت جلد ۲ ص۲۱ عسل مصفیٰ جلد دوم ص۵۲۸) اس کے علاوہ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس مسیح کو ابن مریم سے ہر ایک پہلو میں تشبیہ دی گئی ہے۔ (کشتی نوح ص۴۹)

میں کہتا ہوں کہ قرآن مجید کی کسی آیت قطعیۃ الدلالت نص صریح میں اور کسی حدیث صحیح مرفوع متصل میں کسی مثیل مسیح کے آنے کی خبر نہیں ہے۔ مثیل مسیح کے الفاظ کسی صحیح حدیث مرفوع یا موقوف میں نہیں آئے ہیں۔ آنحضرت نے کبھی یہ نہ فرمایا کہ ایک مثیل مسیح اس امت میں سے آئے گا۔ البتہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ نبویہ میں الفاظ عیسیٰ مسیح ابن مریم۔ عیسیٰ ابن مریم۔ مسیح ابن مریم اس نبی و رسول کے لئے آئے ہیں۔ جن کی والدہ ماجدہ حضرت مریم صدیقہ تھیں۔ جو بن باپ پیدا ہوئے تھے۔ جن پر انجیل اتری تھی۔ صحاح ستہ۔ مسند احمد۔ کنز العمال اور مشکوۃ وغیرہ کتب احادیث میں تیس یا اس سے زیادہ حدیثوں میں مسیح موعود کے آنے کی خبر دی گئی ہے۔ مگر الفاظ مسیح ابن مریم۔ عیسیٰ ابن مریم۔ ابن مریم۔ مسیح۔ عیسیٰ۔ روح اللہ عیسیٰ آئے ہیں۔ اور یہ الفاظ "یاتی مثیل المسیح منکم" آنحضرت نے نہیں فرمائے جب بنیاد ہی پکی نہیں تو عمارت کب کھڑی ہو سکتی ہے۔ اگر مسیح ابن مریم وفات یافتہ ہوتے تو آنحضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی خبر نہ دیتے۔ اور جناب مرزا صاحب مثیل مسیح علیہ السلام نہیں ہیں۔ اور آپ کو ان کے ساتھ ہر ایک پہلو سے تشبیہ بھی نہیں ہے۔

مرزائی۔ یہ حدیث صحیح مسلم کتاب الحج میں مذکور ہے تمام الفاظ یہیں ہیں (باقی رسالہ "معیار الدین" کی اشاعت ہی خواہ اسلام کا فرض ہے۔ جن حضرات نے اب تک چندہ ادا نہیں کیا۔ وہ براہ نوازش رسالہ پہنچتے ہی کرم فرماویں۔ (ایڈیٹر)

عقائد وہابیہ دیوبندیہ

ذیل میں وہابیہ دیوبندیہ کے مختصر عقائد کی فہرست بحوالہ کتب درج کی جاتی ہے تاکہ عوام الناس ان کے مکر و فریب سے اپنے متاع ایمان کو محفوظ رکھیں۔ یہی وہ عقائد ہیں جنپر علماء عرب و عجم نے انکی تکفیر کی۔ پیشوایان وہابیہ دیوبندیہ کے کفریات پر پردہ ڈالنے کی غرض سے انکے اذناب مسلمانوں میں آئے دن طرح طرح کی فتنہ انگیزیاں پیدا کر کے شیرازہ اسلام کو منتشر کرنیکی کوشش میں رہتے ہیں۔ ناظرین کرام انکے دام میں نہ آئیں۔

عقیدہ نمبر ۱۔ رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صـ۔ میں لکھتا ہے۔ "محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ انکے عقائد عمدہ تھے اور مذہب انکا حنبلی تھا۔ البتہ تشدد مزاج میں شدت تھی۔ مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔ مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ہیں۔ ان میں فساد آگیا ہے۔ اور عقاید مذہب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی یا مالکی۔ شافعی حنبلی کا ہے" دیوبندی مفتی کا یہ فیصلہ صاف ظاہر کر رہا ہے۔ کہ دیوبندی اور وہابی میں کوئی فرق نہیں

عقیدہ نمبر ۲۔ مولود شریف بدعت و منکر۔ قیام کفر و شرک اور کنہیا کی تعظیم کے مثل ہے براہین قاطعہ صـ۱۴۸ مصنفہ خلیل احمد انبیٹوی میں ہے۔ کہ "خود یہ مجلس (میلاد شریف) ہمارے زمانہ کی بدعت و منکر ہے اور شرعاً کوئی صورت جواز کی نہیں ہو سکتی"۔ اسی صفحہ پر آگے لکھتا ہے۔ "الحاصل یہ قیام صورت اولیٰ میں بدعت و منکر اور دوسری صورت میں حرام و فسق۔ اور تیسری صورت میں کفر و شرک۔ و چوتھی صورت میں اتباع ہوا و کبیرہ ہوتا ہے پس کسی وجہ سے مشروع و جائز نہیں"۔ اسی کے صفحہ ۲۲۸ میں ہے۔ "قیام مشابہ فعل ہنود کے بھی ہے۔ کہ وقت ولادت کنہیا کے ہنود بھی ولادت فرضی کر کے ایسی تعظیم کرتے ہیں"۔

عقیدہ نمبر ۳۔ وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک خدا تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے (معاذ اللہ) براہین قاطعہ صـ۲۰ "امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا۔ بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں"۔ مسلمانو! ہوشیار ہو جاؤ۔ اس

شریر فرقہ کے امام نے حضرت رب العزت کی ذات کریمہ پر کیسا الزام لگایا ہے۔ ایسا عقیدہ ملعونہ رکھنے والے کو رشید احمد گنگوہی نے ضال اور فاسق و کافر کہنے سے منع کیا اور وقوع کذب کے معنی درست ہونے کی تصریح کر دی۔

عقیدہ نمبر ۴۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شیطان و ملک الموت کے علم سے کم ہے براہین قاطعہ ص۵۱ "شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے ص۵۲ "اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ علم آپکا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ" + مسلمانو! انصاف۔ کیا ان کلمات خبیثہ سے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور کسر شان نہیں پائی جاتی۔

عقیدہ نمبر ۵۔ حفظ الایمان مصنفہ اشرف علی تھانوی صفحہ ۴ میں ہے۔" پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ مراد اس سے بعض غیب ہے، یا کل۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اسمیں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے"۔ مسلمانو اللہ بتاؤ کیا ان ملعون اور گستاخ الفاظ سے تمہارے آقا و مولا محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا نہ پہنچی ظلم حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو بچوں پاگلوں اور حیوانات کے علم سے تشبیہ دیدی۔ نعوذ باللہ۔

عقیدہ نمبر ۶۔ امام الطائفہ اسماعیل دہلوی اپنی کتاب صراط مستقیم کے ص۹۵ پر لکھتا ہے۔ "از وسواس زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است و صرف بہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالتمآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است" مسلمانو! آنکھیں کھولو۔ اور ایسے بیدینوں بے ادبوں سے بچو۔ جنکا پیشوا ایسا کار رسالتمآب فخر موجودات محمد رسول اللہ علیہ وسلم کا نماز میں خیال آنا بیل گدھے اور رنڈی کے خیال آجانے سے برا بتائے نعوذ باللہ۔ **عقیدہ نمبر ۷۔** براہین قاطعہ ص۳۰ "پس اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونیکے آپکو بھائی کہا۔ تو کیا خلاف نص کے کہدیا۔ وہ تو خود نص کے موافق ہی کہتا ہے"۔ نیز تقویۃ الایمان

صفحہ ۱۶ میں اسماعیل دہلوی لکھتا ہے "اولیاء انبیاء امام۔ امام زادے۔ پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں۔ وہ سب انسان ہی ہیں۔ اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔ **عقیدہ نمبر ۸**۔ تقویۃ الایمان صفحہ "ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا۔ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے" کیا امام وہابیہ دیوبندیہ کے ان لفظوں سے بڑی مخلوقات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین نہ ہوئی جو بلا شبہ کفر ہے۔ **عقیدہ نمبر ۹**۔ یہی بدگو تقویۃ الایمان کے صفحہ ۶ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء باندھتا ہے "میں بھی ایکدن مر کر مٹی ہونیوالا ہوں" **عقیدہ نمبر ۱۰**۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علم وہابیہ کے نزدیک امت سے کم ہیں۔ تحذیر الناس صفحہ ۵ مصنفہ محمد قاسم نانوتوی "انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل۔ اسمیں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں" **عقیدہ نمبر ۱۱**۔ وہابیہ کے نزدیک خدا تعالیٰ کو بھی علم غیب نہیں جب چاہے دریافت کر سکتا ہے۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۲۰ "سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیوے"۔ یہ اللہ صاحب کی ہی شان ہے۔ کسی ولی نبی جن فرشتہ۔ پیر و مرشد۔ شہید کو امام امام زادے کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی۔ **عقیدہ نمبر ۱۲**۔ جو شخص اللہ جل شانہ کے سوا علوم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے وہ بے شک کافر ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۶۔ **عقیدہ نمبر ۱۳**۔ غیر اللہ سے مدد مانگنا اگرچہ ولی ہو یا نبی۔ شرک ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۶۔ **عقیدہ نمبر ۱۴**۔ یا رسول اللہ کہنا کفر ہے اگر سمجھے کہ آپ کی ذات سن لیتی ہے۔ اگر یہ نہیں تو منع بکفر ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۸۔ **عقیدہ نمبر ۱۵**۔ چار مسئلے جو کہ مفتی نے مقرر کئے ہیں۔ لاریب امر یوں ہے" سبیل الارشاد صفحہ ۲۴ مصنفہ خلیل احمد۔ **عقیدہ نمبر ۱۶**۔ پکارنا اور مشکلیں ماننا اور نذر و نیاز کرنی اور انکو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا (بت پرستوں کا) کفر و شرک تھا سو جو کوئی سوا اللہ کے کسی سے یہ معاملہ کرے۔ گو اسے اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۸۔ (ایڈیٹر)

(باقی آئندہ)

مذہب شیعہ کی ابتداء

(رشحات کلک گوہر سلک جناب مولانا ابو احمد سید فضل حسن شاہ صاحب مدیر رسالہ)

روافض کا دعویٰ ہے کہ ان کا مذہب قدیم سے ہے۔ اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام مذہب شیعہ رکھتے تھے۔ اور انکے عوام کالانعام بے سوچے اسکو صحیح تسلیم کر لیتے ہیں انکو اتنی عقل نہیں۔ کہ روافض اور خوارج کا وجود تو اس وقت ہوا جب بقول انکے خلافت غصب ہوئی۔ جو لوگ اصحاب ثلثہ کو مانتے ہیں اور مولا علی کرم اللہ وجہ کو نہیں مانتے وہ خوارج ہیں۔ اور جو حضرت علی کرم اللہ وجہ کو مانتے ہیں۔ اور اصحاب ثلثہ کو نہیں مانتے وہ شیعہ اور روافض کہلاتے ہیں۔ غور کیجئے کہ جب انبیاء سابقین کے وقت اصحاب ثلثہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم تھے ہی نہیں۔ اور نہ ان کے زمانہ میں غصب خلافت ہوا۔ تو پہلے پیغمبروں کا شیعہ ہونا چہ معنی دارد۔ نیز اگر سرور عالم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شیعہ ہوتے۔ تو ان کے دربار میں اصحاب ثلثہ کو کیسے جگہ ملتی۔ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق و ہمدم کیوں ہوتے۔ نہ حضور ان کو اپنی صاحبزادیاں دیتے۔ نہ انکی بیٹیاں خود لیتے۔ یہ امر تو اظہر من الشمس ہے کہ اصحاب ثلثہ شیعہ نہ تھے۔ ورنہ حضرات اصحاب نبی نہ کہلاتے۔ اور نہ ہی حضرت علی شیعہ تھے۔ کیونکہ نمازوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اصحاب ثلثہ کی اقتدا کرتے رہے۔ ہر امر میں ان کے معاون و مددگار بنے رہے۔ مال غنیمت سے برابر حصہ لیتے رہے۔ اپنے فرزندوں کے نام انکے ناموں پر رکھے۔ اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کا نکاح حضرت فاروق اعظم سے کیا۔ ان کی مدح و توصیف میں رطب اللسان رہے۔ الغرض حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کے دربار میں بھی شیعیت کو جگہ نہ ملی۔ بلکہ ہر ہر ممبر آپ اصحاب رسول کی تعریف کر کے شیعیت کی مذمت فرماتے رہے۔ **عبد اللہ ابن سبا**۔ اس مذہب نامہذب کا بانی دراصل عبد اللہ ابن سبا یہودی ہے۔ یہ شخص ملک یمن کا باشندہ تھا۔ بظاہر اسلام

لایا۔ لیکن درپردہ دین اسلام کا سخت دشمن تھا۔ اس کے اسلام لانے کی غرض محض یہ تھی۔ کہ دوستی کے پردہ میں دشمنی کرے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ۳۵ھ میں مسلمان ہوا۔ تاکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسکی عزت کریں۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ نہوئے۔ تو یہ بدنصیب ازلی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دشمن بن گیا۔ پھر غائبانہ اصحاب رسول کی برائیاں کرتا رہتا شیعو کی معتبر کتاب اطواق الحمامۃ بحث امامت میں سوید بن غفلہ سے مروی ہے۔

انہ قال مررت بقوم یقصون ابابکر وعمر فاخبرت علیاً وقلت لہ انھم یزعمون انک تضمر اعلنوا ما اجتمعوا علی ذالک عبداللہ بن سبا ھو کان اقل من اظھر ذالک فقال علیؓ اعوذ باللہ رجمھما اللہ ثم نھض واخذ بیدی وادخلنی المسجد فصعد المنبر ثم قبض علی لحیتہ وھی بیضاء فجعلت دموعہ تتحادر علی لحیتہ وجعل ینظر للبقاع حتی اجتمع الناس ثم خطب فقال مابال قوم یذکرون اخوی رسول اللہ وزیریہ وصاحبیہ وسیدی قریش وابوی المسلمین وانا بری ممایذکرون وعلیہ اعاقب صھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالجد والوفاء والجد فی امر اللہ۔

یعنی راوی کہتا ہے کہ میں ایک قوم کے پاس سے گذرا جو حضرت صدیق اکبر اور عمر فاروق کی تنقیص شان کر رہے تھے۔ میں نے حضرت علی کو خبر دی اور کہا کہ اگر آپ خفیہ طور پر ان لوگوں سے متفق نہ ہوتے تو انکو ایسا کرنیکی جرأت نہ ہوتی عبداللہ بن سبا پہلا شخص ہے جس نے اول اس کا اظہار کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں ان لوگوں سے پناہ مانگتا ہوں۔ خدا شیخین پر رحمت کرے پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مسجد میں داخل کیا اور منبر پر چڑھے۔ پھر اپنی سفید ریش مبارک مٹھی میں پکڑ لی۔ آپکے آنسو یہ کر ریش مبارک پر گرنے لگے اور آپ مسجد کے مکانوں کی طرف دیکھنے لگے حتی کہ لوگ جمع ہو گئے۔ پھر خطبہ پڑھا۔ پس کہا۔ کیا حال ہے اس گروہ کا جو رسول اللہ کے دو بھائیوں آپ کے دو وزیروں آپکے دو یاروں قریش کے دو سرداروں مسلمانوں کے دو باپوں کا ذکر توہین کے ساتھ کرتے ہیں۔ میں انکی اس جرأت سے

یامرهن ویقضیان ویقضیان ویعاقبان
لایعصیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرہتہ
رأیاً ولاحب لجمیعهما لحبا لما یری عزهما
فی امر اللہ فقبض وهو عنهما راض والمسلمون
راضون عنهما تجاور فی امرهما وسیرتهما رای
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وامره فی حیاته
وبعد موته فقبضنا علی ذالک رحمهما
اللہ فهو الذی خلق المحبة وبرأ النسمة
لایحبهما الا مومن فاضل ولایبغضهما
الا شقی مارق حبهما قربة وبغضهما
مروق

بیزار ہوں اور میں انکو اس بات پر سزا دونگا۔ دونو
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ تبلیغ احکام
الٰہی میں وفاداری اور جد وجہد سے کام کرتے
تھے۔ امر و نہی کرتے اور فیصلۂ مقدمات کرتے اور
مجرموں کو سزا دیتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان کی رائے کے برابر کسی کی رائے نہ سمجھتے تھے
اور ان کی محبت کے برابر کسی کی محبت نہ تصور کرتے
تھے۔ کیونکہ آپ نے انکو خدائے عزوجل کے
کام میں مستعد و مضبوط پایا۔ آپ ان سے راضی
گئے۔ اور تمام مسلمان ان سے راضی ہوئے۔ انہوں
نے اپنے کام اور دستور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی مرضی مبارک سے اپکی زندگی میں تجاوز نہ کیا۔ اور آپکے پردہ فرمانے کے بعد بھی آپکا پورا پورا
اتباع کیا۔ اسی حالت میں دونوں کی وفات ہوئی۔ ان دونو پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو جیو۔
مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے دانہ کو چیرا اور زوج کو پیدا کیا۔ ان کا دوست مومن کامل ہے اور
ان کا دشمن بدنصیب خارج از اسلام ہے۔ انکی محبت باعث قرب الٰہی ہے اور ان کی عداوت
موجب زوال ایمان۔ (باقی باقی)

وفات حسرت آیات:۔ سخت رنج و قلق کے ساتھ مطلع کیا جاتا ہے کہ جناب مولانا ابو احمد
سید فضل حسین شاہ صاحب ظلہ ایڈیٹر رسالہ معین الدین کے فرزند اصغر سید محمود احمد صاحب بعارضہ چیچک ۲ رجولائی ۱۹۳۳ء بروز
کو اس جہان فانی سے داغ حسرت دیکر دار عقبےٰ کو رخصت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جناب شاہ صاحب قبلہ کو
صاحبزادہ صاحب مرحوم سے ازحد محبت تھی۔ کیونکہ سید محمود احمد صاحب مرحوم ذہین اور فہیم ہونیکے علاوہ اُن تمام
اوصاف سے متصف تھے جو بزرگوں میں ہونی چاہئیں۔ جناب شاہ صاحب کو بچے کی وفات حسرت آیات
پر سخت صدمہ اور الم ہے۔ آپ کو ہر وقت بچے کی یاد بے چین کرتی ہے۔ رسالہ معین الدین بھی
اس دفعہ کچھ تاخیر سے شائع ہو رہا ہے اسکی وجہ بچہ کی طویل علالت اور وفات ہے۔ ہمیں جناب شاہ
صاحب قبلہ اور آپ کے عزیز و اقارب کے ساتھ گہری ہمدردی ہے۔ دعا ہے کہ غفور رحیم شاہ

صاحب قبلہ کے بچے کو اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دے اور ان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (رسالہ معین الدین)

تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى

(ترجمہ) نیکی اور پرہیزگاری پر ایکدوسرے کی مدد کرو ++

(سنی بھائی)

حضرت علامہ دوران مولانا ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب مفتی پنجاب ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور

ماہوار رسالہ معین الدین

مددگن یا معین الدین چشتی

مؤید اہلسنت و جماعت

مذہبی و اخلاقی

جلد ۱	بابت ماہ اگست سنہ ۱۹۳۳ء	نمبر ۶

ایڈیٹر۔ پرنٹر۔ پبلشر۔

مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ صاحب فاضل حزب الاحناف ناظم انجمن "معین الدین" تاجپورہ نزد دسن پورہ لاہور

ایڈیٹر اعزازی

عالیجناب ڈاکٹر حکیم سید محمد صاحب صابر ملتانی

(مطبوعہ کوہ نور پریس سسٹم پریس وطن بلڈنگ لاہور)

مذہب شیعہ کی ابتداء

(گذشتہ سے پیوستہ)

(شمات کلک گوہر سلک جناب مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ صاحب مدرس)

اسی کتاب میں دوسری جگہ اسطرح لکھا ہے۔ لعن اللہ من اضمر لھما الا الحسن الجمیل وسیری ذالک انشاء اللہ ثم ارسل الی ابن سبا فسیرہ الی المدائن قال لاتساکن فی بلدۃ ابدا یعنی خدا اس شخص پر لعنت کرے جو شیخین کی نسبت سوائے خیر و خوبی کے اپنے دل میں رکھتا ہے۔ وہ انشاء اللہ اسکا ثمرہ دیکھ لیگا۔ پھر آپنے ابن سبا کو حکم بھیجکر مدائن کی طرف نکالدیا اور حکم نافذ فرمایا کہ یہ شخص کسی ایک بستی میں ٹھہرنے نہ پائے ان ہر دو روایات سے واضح ہوا۔ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے متعلق بغض و عداوت کا بیج اسی عبد اللہ ابن سبا یہودی کا بویا ہوا ہے اس بدنہاد نے اپنے ہم خیال آدمی پیدا کر لئے تھے۔ اور ان سے کہتا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا درحقیقت یہی مذہب ہے۔ بظاہر تقیہ کے ساتھ انکی تعریف کرتے ہیں معاذ اللہ جب حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو یہ اطلاع ہوئی تو آپنے لاحول پڑھی اور مسجد میں عام مجمع کے سامنے خطبہ پڑھا۔ فضائل شیخین کا اقرار کیا۔ اور فرمایا کہ وہ پیغمبر خدا کے راست بازو معاون و مددگار۔ سرداران قریش۔ اور تمام مسلمانوں کے روحانی باپ۔ ان کے دشمنوں سے بیزاری ظاہر فرمائی۔ آپنے اس امر کا اعتراف بھی فرمایا۔ کہ شیخین رضی اللہ عنہما نے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا پورے طور پر حق صحبت ادا کیا۔ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور تبلیغ احکام الٰہی میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔ حضور پر نور عالم صلی اللہ علیہ وسلم انکی رائے کو بہر حال ترجیح دیتے تھے اور ان کے ساتھ سب سے بڑھکر محبت و پیار کرتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے راضی و خوشنود ہو کر اس جہان سے تشریف لے گئے۔ تمام مسلمان ان کے کارہائے نمایاں پر خوش تھے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا پورا اتباع کیا۔ اور یہ موجب فخر کیا جتی کہ رحلت فرما گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حلفیہ بیان فرمایا۔ کہ ان سے محبت رکھنے والا مومن کامل ہے اور ان سے بغض و عداوت رکھنے والا خارج از اسلام کھلا کافر ہے۔ کیا شیعہ حضرات جناب مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اس فیصلہ پر آمنا و صدقنا کہینگے۔ یا اسکو بھی تقیہ پر محمول کرینگے۔ نیز دوسری روایت سے

یہ بھی عیاں ہوگیا۔ کہ عبداللہ بن سبا سے مولا علی سخت بیزار تھے اور صحابہ کرام کی بدگوئی کے جرم میں اس نابکار کو ملک بدر کرکے حکم صادر فرمادیا تھا کہ کسی جگہ مقیم نہ ہونے پائے تاکہ اسکا شر نہ پھیلے۔ بلکہ دربدر مارا مارا پھرے۔ اب صاف ظاہر ہوگیا۔ کہ اس مذہب کا آغاز عبداللہ بن سبا سے ہوا ہے اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ کہنا کہ وہ شیعہ تھے۔ بالکل باطل اور لغو ہے مزید برآں ایک روایت شیعہ مجتہد فاضل استرآبادی اپنی منہج المقال میں درج کرتا ہے۔ فانظر والی عبارۃ الکشی ذکر بعض اھل العلم ان عبد اللہ ابن سبا کان یھودیا واسلم ووالی علیاً وکان یقول وھو علی یھودیتہ فی یوشع وحتی موسی بالغلو فقال بعد سلامہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی علی مثل ذالک فکان اول من اشھر بالقول بالفرض امامۃ علی علیہ السلام واظھر البراءۃ من اعدائہ وکاشف مخالفیہ واکفرھم من ھھنا قال من خالف الشیعۃ اصل التشیع والرفض من الیھودیۃ۔ عبارت کشی دیکھو بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن سبا یہودی تھا۔ اسلام لایا اور علی کا محب بنا وہ اپنے یہودیت کے زمانہ میں یوشع صی موسیٰ علیہ السلام کی نسبت غلو کرتا تھا۔ پھر اسلام کے بعد رسول خدا کے فوت ہو جانے پر علی علیہ السلام کے بارہ میں ایسا خیال رکھتا تھا اور وہ پہلا شخص ہے جس نے فرضیت امامت علی علیہ السلام کا اعلان کیا اور ان کے اعداء سے تبرا کیا علی کے مخالفین کو برا کہتا تھا اور انکو کافر قرار دیتا تھا یہی وجہ ہے کہ مخالفین شیعہ کہتے ہیں کہ تشیع اور رفض کی بنا یہودیت پر ہے۔ لیجئے حضرات اس روایت سے ساری کلی کھلگئی اور معلوم ہوگیا کہ عبداللہ بن سبا ہی اس مذہب کا بانی ہے۔ جو بعد وفات رسول اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسبت غلو کرنے لگا۔ امامت یعنی خلافت بلافصل کی فرضیت کا جھنڈا بھی اسی نے کھڑا کیا لعنت و تبرا بھی اسی کی سنت ہے اور مجتہد شیعہ اعتراف کرتا ہے کہ اسی وجہ سے مخالفین کہتے ہیں کہ تشیع اور رفض کا موجد عبداللہ بن سبا ہے۔ اور رفض اور تشیع یہودیت کی شاخ ہے جادہ وہ جو سر چڑھ کے بولے۔

حضرات شیعہ سے مؤدبانہ التماس ہے کہ وہ حق بینی سے کام لیں اور اس مذہب نامہذب کے خیر باد کہیں جسکی تخم ریزی عبداللہ بن سبا نے تخریب اسلام اور عداوت اصحاب رسول کی غرض سے کی تھی اور تائب و مستغفر ہوکر داخل زمرہ اہلسنت وجماعت ہوں اور اہلبیت عظام اور صحابہ کرام کے سچے پکے غلام ہوں۔ اللہ تعالیٰ توفیق ایمان دے۔ (باقی) {ایڈیٹر}

تفسیر القرآن

(گذشتہ سے پیوستہ)

(علامۃ الاکبر امام الدہر استاذ العلماء حجۃ الاسلام مولانا ابو محمد محمد دیدار علی شاہ صاحب مدظلہ العالی)

تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم میں عرض کرتے ہیں۔

جملہ را چوں روز استاخیز من + فاش می بینم از مرد و زن۔
یا رسول اللہ بگویم سیر حشر۔ در جہاں پیدا کنم امروز نشر
بل مرا تا پردہا را بر درم۔ تا چو خورشیدے بتابد گوہرم
وا نمائم روز استاخیز را تقد راؤ نقد قلب آمیز را
چار جوئ جنت اندر حکم ماست این نہ زور ما بفرمان خدا است
ہر کجا خواہیم داریمش رواں۔ ہمچو سحر اندر مراد ساحراں۔
ہیں بگویم یا فرو بندم نفس لب گزندش مصطفےٰ یعنی کہ بس۔
مرد و زن کا حال ہو جیسے عیاں حشر میں گر حکم ہو کہدوں یہاں۔
چار نہریں ہیں جو جنت میں رواں حکم میں میرے ہیں اے شاہ جہاں
قوت حق سے نہ قوت سے مرے میں نہیں ہوں سر فا جو ہے وہ ہے
اور کچھ بولوں شہا یا چپ رہوں کہدیا چپ راز کہنا ہے زبوں۔

یہ وہ مقام تھا کہ جس مقام پر بعض اولیاء اللہ سبحانی ما اعظم شانی کہنے لگتے ہیں۔ بعضے مست شراب انا الحق ہوتے ہیں۔ اور یہی مقام ہے جسمقام پر مصداق اس مقولہ مولانا علیہ الرحمۃ ہوتے ہیں۔ شعر گفتہ او گفتہ اللہ بود۔ اگرچہ از حلقوم عبداللہ بود ترجمہ: جو کہتے وہ کہنا ہے اللہ کا۔ ہے بظاہر کہنا عبداللہ کا۔ یہی مقام ہے جس کے متعلق جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ چنانچہ بخاری شریف

میں ہے کہ اللہ فرماتا ہے۔ من عادلی ولیا فقد آذنتہ بالحرب وما تقرب الی عبدی بشئی احب الی مما افترضت علیہ وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہٗ فاذا احببتہٗ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بھا ورجلہ التی یمشی بھا ولئن سالنی لاعطینہ۔ ترجمہ۔ جو کوئی میرے ولی سے دشمنی کر کے مجھ سے دشمنی پیدا کرتا ہے۔ میں اسکو اجازت دیتا ہوں لڑائی کے۔ میرے ساتھ کوئی ایسی شے نہیں۔ کہ جن کے ذریعہ سے میرے بندہ نے مجھ سے نزدیکی حاصل کرنے کا قصد کیا ہو۔ اور وہ طریقہ مجھ کو بہت محبوب ہو جس طریقہ سے جسکا ادا کرنا میں نے اس پر فرض کیا ہے۔ اور میرا بندہ بعد ادا فرائض نوافل یعنی عبادات زائد کے ساتھ مجھ سے نزدیکی حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اسکو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں۔ پھر تو میں اسکی قوت سماعت ہو جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ (منزلوں دور کی آوازیں اور لوگوں کی باتیں) سنتا ہے اور اسکی قوت بصارت کہ جس کے ساتھ وہ (نزدیک دور کی چیزیں اور ظاہر اور پوشیدہ اشیاء کو) دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ جس کے ہاتھ (ڈوبتے جہاز کو نکالتا ہے اور انسانی طاقت سے جن کا پکڑنا باہر ہے) پکڑتا ہے اور اس کے وہ پاؤں جن سے خلاف عادت چلتا ہے اور اگر مجھ سے مانگتا ہے بلا شک وشبہ اسکو میں دیتا ہوں۔ مگر۔ رہنمائی اور دستگیری سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا حصہ تھا کہ باوصف چور ہونے کے نشہ شراب توحید میں حضرت زید جبل المتین ادب ہاتھ سے نہیں چھوڑتے اور باوصف ڈوب جانے کے دریا وحدت میں اتنی ہوشیار ہیں کہ فرماتے ہیں۔ (مصرعہ) ایں نہ زور ما بفرمان خداست + پھر جیسے یومنون بالغیب کے مرتبے مختلف ہیں۔ یقیمون الصلوۃ کے بھی مرتبے مختلف ہیں۔ اول مرتبہ اقامت نماز کا یہ ہے۔ کہ نماز پنجگانہ بجماعت مسجد میں صفوں کو سیدھا کر کے اور صف میں سیدھا کھڑا ہو کر اپنے بازو کو اپنے برابر

کے آدمی سے ملا کر اور ٹخنوں کو برابر کے آدمی کے ٹخنوں سے برابر کر کے پڑھے
ص۹۸ مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ بروایت بخاری و مسلم عن انس قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوو صفوفکم فان تسویۃ الصفوف
من اقامت الصلوٰۃ الاعند مسلم من تمام الصلوٰۃ وعند رضی
اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم
رصوا صفوفکم وقاربوا بینھا وحاذوا بالاعناق فوالذی نفسی
بیدہ انی لاری الشیطان یدخل من خلل الصف کانھا الحذف
رواہ ابوداود۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اپنی صفوں کو ایسے ملکر برابر کرو۔ جیسے چونہ سے اینٹ ملجاتی ہے
اور صف میں آپس میں نزدیک ہو کر کھڑے ہوا کرو۔ اور گردن اپنی برابر کے آدمی
کی گردن سے برابر کر لیا کرو۔ اوس ذات پاک کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری
جان ہے۔ میں شیطان کو دیکھتا ہوں کہ مثل بکری کے بچوں کی صفوں کے
درجوں سے داخل ہوتا ہے تاکہ تمہاری نماز خراب کرے) اور چونکہ صف اسوقت
تک نہیں بن سکتی۔ جب تک بہت آدمی ایک جگہ نہ اکٹھے ہوں۔ لہٰذا جمع
ہونے کے لئے ..... جو جگہ مقرر کی گئی۔ اس کا نام مسجد رکھا گیا
اور مسجد میں آکر نماز کے متعلق ارشاد فرمایا۔ بخاری اور مسلم شریف میں ہے۔
عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم صلوٰۃ الرجل فی الجماعۃ تضعف علی صلوٰتہ فی بیتہ وفی
سوقہ خمسۃ عشرین ضعفاً وذلک انہ اذا توضأ فاحسن الوضوء
ثم خرج الی المسجد لا یخرجہ الا الصلوٰۃ لم یخط خطوۃ الا رفعت
لہ بھا درجۃ وحط عنہ بھا خطیئۃ فاذا صلی لم تزل الملائکۃ
تصلی علیہ ما دام فی الصلوٰۃ اللھم صل علیہ اللھم ارحمہ
لا یزال احدکم فی الصلوٰۃ ما انتظر الصلوٰۃ وفی روایۃ قال اذا

دخل المسجد کانت الصلوۃ تجسہ وتزاد فی دعاء الملائکۃ اللھم اغفرہ اللھم تب علیہ مالم یؤد فیہ مالم یحدث فیہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جماعت سے نماز کا ثواب گھر میں یا بازار میں پڑھنے کی نسبت پچیس درجہ دوچند ہو جاتا ہے۔ اسواسطیکہ آدمی جب اچھی طرح وضو کر کے خالص نماز کے ارادہ سے نکلتا ہے۔ ہر قدم پر ایک درجہ جنت میں بلند ہوتا جاتا ہے۔ اور اس کی ایک خطا معاف ہوتی جاتی ہے۔ پھر جب مسجد میں نماز پڑھتا ہے۔ جب تک اپنی نماز کی جگہ میں رہتا ہے۔ فرشتے اس پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں۔ اور کہتے رہتے ہیں۔ اے میرے اللہ اس نمازی پر رحمت بھیج۔ اس پر رحم کر۔ اور جب تک انتظارِ نماز میں مسجد میں ٹھیرتا ہے۔ وہ سب وقت نماز ہی میں شمار کیا جاتا ہے اور دوسری روایت میں فرشتوں کی دعا میں اتنا زیادہ ہے۔ کہ اے میرے اللہ اسکو بخشدے۔ اس کے گناہ معاف کر کے اس کی طرف متوجہ ہو جا جب تک یہ مسجد میں دنیوی باتوں یا جھگڑے فساد یا بدبو کے ساتھ کسی کو نہ ستائے جب تک مسجد میں گوز نہ مارے۔ یا مخالف شریعت کوئی کام یا کوئی بات نہ کرے چنانچہ آداب مسجد میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحۃً فرمادیا۔ مسلم شریف میں ہے۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ من سمع رجلاً ینشد ضالۃ فی المسجد فلیقل لا ردھا اللہ علیک فان المساجد لم تبن لھذا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کوئی مسجد میں کسی کو کوئی گم ہوئی چیز کو ڈھونڈتا پائے اسکو لازم ہے کہ کہے خدا کرے تجھ کو یہ چیز واپس نہ ملے۔ اسواسطے کہ مسجد میں چیز کے رکھنے اور گم ہو جاوے تو اس کے ڈھونڈنے کے واسطے نہیں بنائی گئی ہیں۔ اور بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے۔ (باقی باقی)

کتب خانہ مقبول عالم ریلوے روڈ لاہور میں ہر قسم کتابیں نہایت ارزاں قیمت پر ملتی ہیں دیکھو

جماعت اہلسنت میں وہابی رافضی وغیرہ کے شامل ہونے کے متعلق فتویٰ

(از حضرت صدر الافاضل شیخ الحدیث والعلماء حافظ حکیم محمد عین الدین صاحب قبلہ نظامی آل انڈیا سنی کانفرنس حیدرآباد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط۔ اہلسنت کی مسجد صرف اہلسنت کے لئے ہے کوئی رافضی۔ خارجی۔ وہابی بدمذہب اس میں دخیل نہیں ہوسکتا۔ واقف کا وقف خواہ مسجد ہو یا مدرسہ اس میں بدمذہب کو دخل نہیں پہنچتا۔ ردالمحتار میں ہے۔ کمدرسة موقوفة علی الحنفیة مثلاً لایملك احد ان یجعلها لاهل مذهب اخر۔ مذہب حق صرف مذہب اہلسنت ہے۔ باقی سب فرقے گمراہ اور ناری ہیں یہی صراط مستقیم ہے۔ یہی طریق مسلمین ہے۔ اس پر قائم رہنے کا شرع مطہر نے حکم دیا ہے اس کے چھوڑنیوالے کے حق میں وعید وارد ہوئی ہے۔ قرآن شریف میں ارشاد ہوا ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا۔ (ترجمہ) اور جو مسلمانوں کی راہ سے جدا رہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دینگے۔ اور اسے دوزخ میں داخل کرینگے۔ اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔ اس آیۃ کریمہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے طریقہ کا اتباع لازم اور اس کی مخالفت حرام ہے تفسیر مدارک میں ہے۔ ای السبیل الذی هم علیه من المذهب الحنفی وهو دلیل علی ان الاجماع حجة لایجوز مخالفتها کما لایجوز مخالفة الکتاب والسنة لان الله تعالیٰ جمع بین اتباع غیر سبیل المومنین وبین مشاقة الرسول فی الشرط وجعل جزاءه الوعید الشدید فکان اتباعهم واجبا کموالاة الرسول۔ تفسیر خازن میں ہے۔ وذالك لان اتباع غیر سبیل المومنین وهو مفارقة الجماعة حرام فوجب ان یکون اتباع سبیل المومنین ولزوم جماعتهم واجبا تفسیر احمدی میں ہے ویتبع غیر سبیل المومنین من عمل و اعتقاد اور اسی میں ہے هذه الایة هی التی تدل علی ان الاجماع

والسنة اسی میں ہے الآیۃ تدل علی حرمۃ مخالفۃ الاجماع نیز اسی میں ہے
واذا کان اتباع غیر سبیلھم محرما کان اتباع سبیلھم واجبا لان
ترک اتباع سبیلھم من عرف سبیلھم اتباع غیر سبیلھم ھذا
لفظہ فعلم ان اتباع سبیل المومنین ای ما علیہ المومنون باجمعھم
واجب وذالک سمی بالاجماع فیکون حجۃ قطعیۃ یکفر جاحدہ کما لکتاب
والسنۃ المتواترۃ۔ ان عبارات سے ظاہر ہے کہ اعمال و عقائد میں طریق مسلمین کا
اتباع واجب مخالفت ناجائز مستوجب وعید شدید اور جماعت مسلمین سے مفارقت
حرام اور جس امر پر مسلمان متفق ہوں۔ وہ واجب اسی کو اجماع کہتے ہیں۔ وہ حجۃ
قطعیہ ہے۔ کہ اس کا منکر کتاب وسنت کے منکر کی طرح بیدین ہے۔ یہ مضمون بکثرت
نصوص سے ثابت ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ اتبعوا السواد الاعظم
فانہ من شذ شذ فی النار یعنی بڑی جماعت کا اتباع کرو کیونکہ جو اس سے
جدا ہوا جہنم میں ڈالا جائیگا۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہے۔ ان اللہ لا یجمع
امتی علی ضلالۃ ویداللہ علی الجماعۃ یعنی اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی
پر جمع نہ فرمائیگا۔ جماعت پر خدا کا ہاتھ ہے۔ اسکا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ جس امر
پر امت متفق ہو وہ باطل نہیں ہوسکتا۔ کہ اس امت مرحومہ کا خدا نگہبان ہے۔
واللہ خیر الحافظین ان ادلہ شرعیہ سے ثابت ہے۔ کہ صراط مستقیم مسلمانوں کی راہ
ہے۔ جسپر وہ عامل ہوں۔ اور جو اس راہ سے جدا ہو۔ جہنمی۔ گمراہ۔ بیدین ہے
اور ظاہر ہے کہ تمام مسلمان تقلید شخصی کرتے ہیں۔ اور صدہا سال اس پر عمل
کرتے گزر گئے۔ تو اس پر مسلمانوں کا اجماع ہوا۔ اور اس کا ماننا بحکم خدا و
رسول واجب ولازم۔ تفسیر احمدی میں ہے۔ قد وقع الاجماع علی ان
الاتباع انما یجوز لاربع۔ یعنی اس پر اجماع ہو چکا کہ فقط ائمہ اربعہ ہی کا باہمی
اتباع جائز ہے۔ نیز اس میں ہے۔ وینبغی ان یکون التقلید مخصوصا المذاہب
معین خاصۃ یعنی ضروری ہے کہ تقلید بالخصوص مذہب معین میں منحصر ہو

اور اسی میں ہے۔ ولھذا قالوا بضلالۃ فرق الاھواء من المعتزلۃ والروافض والخوارج وغیرھم ویتعین الحق فی مذھب اھل سنت والجماعۃ۔ یعنی اسی لئے اہل ہوا فرقوں کی ضلالت کے قائل ہیں۔ خواہ وہ معتزلہ ہوں یا روافض یا خوارج یا ان کے سوا اور کوئی۔ اشباہ میں ہے۔ وماخالفۃ الائمۃ الاربعۃ مخالف الاجماع قد صرح فی التحریر ان الاجماع انعقد علی عدم العمل بمذھب مخالف لاربعۃ لانضباط مذاھبھم وکثرۃ اتباعھم یعنی جو قول یا حکم ائمہ اربعہ کے مخالف ہو وہ اجماع کے مخالف ہے۔ امام ابن ہمام نے تحریر میں تصریح فرمائی کہ ائمہ اربعہ کے مخالف مذہب پر عمل کے ناجائز ہونے پر اجماع منعقد ہو چکا۔ کیونکہ انکے مذاہب منضبط ہیں۔ اور سواد اعظم ان کا اتباع کرتی ہے۔ اب بحمد اللہ تعالیٰ خوب اچھی طرح پایہ ثبوت کو پہنچا کہ حق مذہب اہلسنت وجماعت ہے اور وہ ائمہ اربعہ کے مقلدین میں منحصر اور تقلید شخصی پر اجماع منعقد لامحالہ اس کا منکر اجماع کا منکر۔ گمراہ بیدین۔ بندہ ہوا ہے۔ ان کو مسجد میں آنے دینا تو کیا جائز ہو سکتا ہے۔ غیر مسجد میں بھی ان کے ساتھ مصاحبت وہمنشینی جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لاتقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین تفسیر احمدی میں اسی آیۂ مبارکہ کے تحت میں فرمایا۔ ان القوم الظالمین ھم المتبدع والفاسق والکافر والقعود مع کلھم ممتنع یعنی قوم ظالمین میں اہل بدعت اور فاسق اور کافر سب داخل ہیں۔ ان سب کے ساتھ قعود ممنوع ہے اور بکثرت احادیث۔ ان فرق باطل کے ساتھ مجالست ومخاطبت کے ممنوع ہونے میں وارد ہوئی ہیں۔ اور مسلمانوں کو ان سے علیحدہ رہنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم۔ اپنے آپ کو ان سے بچاؤ اور انہیں اپنے سے دور رکھو۔ کہ تمہیں گمراہ نہ کریں۔ اور فتنہ میں نہ ڈالیں۔ جب ان گمراہ قوموں سے بچنا اور

انہیں اپنے سے دور کرنا لازم ہے تو اہلسنت کے لئے اپنی مساجد میں انہیں آنے دینا کسطرح جائز ہو سکتا ہے علاوہ بریں مساجد کی حرمت یہ ہے۔ کہ فتنہ سے ان کو بچایا جائے اور ان لوگوں کا مسجد میں آنا یقیناً باعث فتنہ ہے جہاں یہ مسجد میں آئے فتنہ انگیزی شروع کی۔ سینکڑوں جگہ مار پیٹ ہوئی ہے مقدمہ بازی تک نوبت پہنچی ہیں۔ حموی شرح اشباہ میں ہے ومنہا ما یترتب علی ذالک فی کثیر من المساجد من اجتماع الصبیان واہل البطالۃ ولعبہم ورفع اصواتہم وامتہانہم بالمساجد وانتہاک حرمتہا وحصول اوساخ فیہا وغیر ذالک من المفاسد التی یجب صیانۃ المسجد عنہا۔ تو اہل اہواء جن کے آنے سے فساد کا قوی اندیشہ ہے انہیں مسجد میں آنے کی اجازت دینا کسطرح جائز ہو سکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اہل سنت کی مسجد میں وہابی و غیر مقلد کو کوئی حق نہیں۔ اس کے آنے سے فساد ہے اور فسادی سے مسجد کو بچانا واجب۔ نیز اس کی صحبت مسلمانوں کے لئے جائز نہیں۔ علاوہ ان سب کے ان کا آنا اور غیر مقلدانہ حرکات مسلمانوں کے لئے ایذا ہے اور جس سے ایذاء ہو۔ اس کو مسجد سے روکنے کا مسلمان کو حق ہے۔ ردالمحتار میں ہے۔ والحق بالحدیث کل من اذی الناس بنفسہ لسانہ ویدہ وفتی ابن عمر وہو اصل فی نفی کل ما ینادی بہ لہذا مسلمان غیر مقلدین کو اپنی مسجد میں نہ آنے دیں۔ ورنہ ماہین تو قانونی طور پر انہیں رکوادیں۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ عزاسمہ اتقن واحکم۔ فقط۔

(ماخوذ از سواد الاعظم)

عمارتی لکڑی کی دوکان ۔ چند ماہ سے ملک معراجدین صاحب نے تاجپورہ میں عمارتی لکڑی کی دوکان کھولی ہے۔ جو مقابلتاً ارزاں قیمت پر فروخت ہوتی ہے۔ آزمائش شرط ہے۔ اس دوکان کے کھلنے سے قرب وجوار کے لوگوں کو آسانی ہوگئی ہے۔ نیز میاں شمس الدین صاحب علاوہ بزازی پرچون وغیرہ اور تمام قسم کے شربت اور ادویہ بھی رکھتے ہیں۔ مسلمان توجہ فرمادیں۔

خلفائے راشدین

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی عبداللہ ہے آپ کے اجداد کے اسماء یہ ہیں۔ عبداللہ (ابوبکر صدیق) بن ابی قحافہ۔ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن غالب قرشی حضرت صدیق کا نسب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب پاک سے مرہ میں ملتا ہے۔ آپ کا لقب عتیق وصدیق ہے۔ ابو یعلی نے اپنی مسند میں اور ابن سعد و حاکم نے ایک حدیث صحیح ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتی ہیں۔ کہ ایک روز میں مکان میں تھی۔ اور اصحاب کبار صحن میں تھے۔ میرے ان کے درمیان پردہ پڑا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے۔ حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ وسلم نے فرمایا۔ جسکو عتیق من النار کا دیکھنا اچھا معلوم ہو وہ ابوبکر کو دیکھے۔ اس روز سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لقب عتیق ہوگیا۔ آپ کا ایک لقب صدیق تھا۔ ابن اسحٰق و حسن بصری اور قتادہ کہتے ہیں کہ صبح شب معراج سے آپ کا لقب شروع ہوا۔ مستدرک میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مشرکین پہنچے۔ اور واقعہ معراج جو انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا تھا۔ حضرت ابوبکر کو سنا کر کہنے لگے۔ کہ اب حضور کی نسبت کیا کہتے ہو۔ آپ نے فرمایا۔ لقد صدق انی لاصدقہ یعنی حضور نے یقیناً سچ فرمایا میں حضور کی تصدیق کرتا ہوں۔ اسی وجہ سے آپ کا لقب صدیق ہوا۔ حاکم نے

مستدرک میں نزال بن سبرہ سے باسناد جید روایت کی۔ کہ ہم نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت ابوبکر کی نسبت دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ یہ وہ شخص ہیں۔ کہ جنکا نام اللہ تعالیٰ نے بزبان جبرائیل امین و بزبان سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم صدیق رکھا۔ وہ نماز میں حضور کے خلیفہ تھے۔ حضور نے انہیں ہمارے دین کے لئے پسند فرمایا۔ تو ہم اپنی دنیا کے لئے ان سے راضی ہیں۔ (یعنی خلافت پر) دارقطنی و حاکم نے ابوجحیفہ سے روایت کیا کہ میں شمار نہیں کرسکتا۔ کتنی مرتبہ میں نے حضرت علی مرتضیٰ کو برسر منبر یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر ابوبکر کا نام صدیق رکھا۔ طبری نے بسند جید صحیح حکیم بن سعید سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علی مرتضیٰ کو بحلف فرماتے سنا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کا نام صدیق آسمان سے نازل فرمایا حضرت صدیق حضور انور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ سے دو سال چند ماہ بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ یہی صحیح ہے۔ اور یہ جو مشہور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت صدیق سے دریافت فرمایا کہ ہم بڑے ہیں یا تم۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ بڑے حضور ہیں۔ عمر میری زیادہ ہے۔ یہ روایت مرسل و غریب ہے۔ اور واقع میں گفتگو حضرت عباس سے پیش آئی تھی۔

آپ مکہ مکرمہ میں سکونت رکھتے تھے بسلسلہ تجارت باہر بھی تشریف لے جاتے تھے۔ اپنی قوم میں بہت بڑے دولتمند اور صاحب مروت و احسان تھے۔ زمانہ جاہلیت قریش کے رئیس اور ان کی مجلس[1] شوریٰ کے رکن تھے بجاہلیت فہمی و دانائی میں آپ شہرت رکھتے تھے۔ اسلام کے بعد آپ بالکل اسی طرف مصروف ہوگئے۔ اور سب باتوں سے دل ہٹ گیا۔ زمانہ جاہلیت میں بھی آپکا چالچلن نہایت پاکیزہ اور افعال نہایت متین و شائستہ تھے۔ (باقی باقی)

---

[1] مجلس شوریٰ کی رکنیت ایک اعلیٰ منصب تھا۔ عرب میں کوئی بادشاہ تو تھا ہی نہیں تمام امور ایک کمیٹی کے متعلق تھے جسکے ممبر تھے کوئی جنگ کا۔ کوئی مالیات کا۔ کوئی کسی کام کا اور ہر ممبر اپنے محکمہ کی ولایت عامہ اور اختیار کامل رکھتا تھا۔ ۱۲۔

مرزائیت پر تبصرہ

از سخاوت کلاں جناب مولانا حکیم ابوالحسنات سید احمد صاحب خطیب مسجد ورخان

(گذشتہ سے پیوستہ)

"والذی نفسی بیدہ لیھلن ابن مریم بفج الروحاء حاجا او معتمرا او لیثنیھما۔ ان الفاظ میں کہیں مذکور نہیں۔ بعد نزول یہ واقع ہوگا۔ یا آمد ثانی میں وہ حج کرینگے۔" (الفضل مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۲۹ء صفحہ کالم نمبر ۲)

مسلمان۔ اس اخبار الفضل مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۲۹ء کے صفحہ ۷ کالم نمبر ۳ میں ہے: "اور آنحضرت نے فرمایا ہے۔ کلامی یفسر بعضہ بعضاً۔ کہ میری کلام کے بعض حصے دوسرے بعض کی تفسیر کرتے ہیں" سو ذرا غور سے سنئے کہ مسند احمد شریف کی جلد دوم کے صفحہ ۲۹ پر ہے۔ "عن حنظلۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عیسی ابن مریم فیقتل الخنزیر ویمحو الصلیب ویجمع لہ الصلوٰۃ ویعطی المال حتی لا یقبل ویضع الخراج وینزل الروحاء فیحج منھا او یعتمر او یجمعھما قال وقال ابو ھریرۃ ان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ فزعم حنظلۃ ان اباھریرۃ قال یدہ من قبل موت عیسی فلا ادری ھذا کلہ حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم او شئی قالہ ابو ھریرۃ۔" اس حدیث نبوی سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام بعد نزول حج کرینگے۔

مرزائی۔ حضرت ابوہریرہ اس کے راوی ہیں اور الفاظ حاجا او معتمرا او لیثنیھما میں "یا" "یا" کے تکرار سے اس کی محفوظیت ظاہر ہے (الفضل ایضاً صفحہ کالم نمبر)

مسلمان۔ ذرا اپنے گھر کی خبر بھی لیجئے۔ کتاب ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ

۹۷ سطر ۷، ۸، ۹ میں ہے۔ اور تیس برس کی مدت گزر گئی کہ خدا نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسّی سال ہوگی اور یا یہ کہ پانچ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم

مرزائی۔ حدیث نبوی کا ہرگز یہ منشا نہیں کہ مسیح موعود فج الروحاء سے احرام باندھینگے اور یہ بات بعد نزول من السماء ہوگی۔ اگر یہ مطلب ہوتا تو اس حدیث میں کوئی لفظ تو ایسا ہوتا۔ جو آمد ثانی یا بعد نزول پر صراحتاً یا اشارۃً دلالت کرتا۔ نیز عربی زبان کے لحاظ سے لیھلن بفج الروحاء کا ترجمہ "فج الروحا" سے غلط ہے۔ بلکہ "بج الروحا" میں چاہیئے۔ اگر حضور علیہ السلام کا منشا مبارک یہ ہوتا۔ کہ "فج الروحا" سے تلبیہ شروع کریں گے یا کرتے ہیں۔ تو "من فج الروحاء" فرماتے۔ (الفضل ۱۹ مارچ ۱۹۲۹ء صفحہ کالم نمبر ۲)

مسلمان۔ (الف) امام نووی رحمتہ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۴۰۸ پر لکھا ہے۔ "وھذا یکون بعد نزول عیسی من السماء فی آخر الزمان" (ب) مرزائیوں کی مشہور کتاب "عسل مصفّٰی" حصہ اول صفحہ ۶۰۶ پر (بحوالہ تفسیر روح المعانی جلد ۳ صفحہ ۲۱۳ اور کنز العمال جلد ۷، صفحہ ۲۶۵) لکھا ہے "احمد بن حنبل نے ابو ہریرہ سے روایت بیان کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ابن مریم اتریگا اور خنزیر کو قتل کریگا۔ اور صلیب کو محو کرے گا۔ اور نماز اس کے لئے جمع کی جائیگی۔ اور مال دیگا لیکن کوئی قبول نہیں کرے گا۔ اور خراج اٹھا دیگا۔ اور روحاء میں اترے گا۔ اور وہاں حج یا عمرہ کرے گا۔ یا دونوں کو جمع کریگا۔" (ج) دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ حدیث نبوی میں "من فج الروحاء" بھی آیا ہے۔ جیسا کہ مسند احمد شریف جلد ۲ صفحہ ۲۷۲ پر ہے۔ "عن حنظلۃ اسلمی انہ سمع ابا ھریرۃ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیھلن ابن مریم من فج الروحاء بالحج او لعمرۃ او لیثنیھما۔

مرزائی۔ "حضرت خلیفۃ المسیح اول اس کی تطبیق یوں فرماتے تھے کہ اس حدیث میں مضارع بمعنی ماضی استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ عربی زبان میں استعمال ہوتا ہے۔

اور اس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ کشف ہے۔ جس میں آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام کو حج کرتے ہوئے دیکھا۔ ویسے ہی ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی آپ نے احرام باندھے ہوئے دیکھا ہے۔" (رسالہ ریویو بابت ماہ اپریل ۱۹۲۲ء صفحہ۔ ریویو بابت ماہ فروری ۱۹۲۳ء صفحہ ۶۴۔ الفضل مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۲۹ء صفحہ)

مسلمان۔ بے شک مشکوٰۃ شریف جلد چہارم صفحہ ۲۱۷۔ صفحہ ۲۱۵ باب بداء الخلق وذکر الانبیاء فصل اول میں حضرت ابن عباسؓ سے بحوالہ صحیح مسلم ایک روایت آئی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی ازرق میں حضرت موسیٰ کو اور وادی ہرشیٰ میں حضرت یونس علیہ السلام کو لبیک کہتے ہوئے دیکھا ہے۔ مگر آپ نے کشفی حالت میں دیکھا ہے کہ الفاظ "قال کانی انظر الی موسیٰ" گویا میں دیکھتا ہوں حضرت موسیٰ کی طرف۔ اور الفاظ "قال کانی انظر الی یونس" گویا میں دیکھتا ہوں حضرت یونس کی طرف۔ اس پر دال ہیں۔ مگر صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۸۸، مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۲۷۲، ۲۹۰، ۵۱۲، ۵۴۰۔ مستدرک حاکم جلد ۲ صفحہ ۵۹۵۔ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۲ میں کسی جگہ یہ الفاظ نہیں ہیں۔ "قال کانی انظر الی عیسیٰ" پس حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت یونس نبی اللہ کا واقعہ پیش کرنا صحیح جواب نہیں ہے۔

مرزائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح وادی ازرقا سے گزرتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حج کے لئے جاتے دیکھا۔ نیز ہرشے میں حضرت یونس علیہ السلام کو لبیک کہتے سنا۔ اور ذکر فرمایا۔ جسے راوی نے مسلم شریف کے مندرجہ بالا الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ اس صورت میں حدیث مذکور کے صحیح لفظی معنی بغیر کسی تاویل کے نہ ہونگے۔ کہ بخاری اور مسلم حج التمتع میں حج یا عمرہ یا ہر دو کے لئے لبیک کہتے ہیں۔ (الفضل ۱۹ مارچ ۱۹۲۹ء صفحہ) (باقی باقی)

خوشخبری جامع مسجد فیروز پور میں حضرت مولانا ابوالفضل محمد شاہ صاحب مدیر رسالہ دوزانہ بعد نماز مغرب درس قرآن حکیم دیتے ہیں۔ مسلمانوں کو فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ (مسجد میں حکیم عبدالحمید درس دیتا تھا لیکن گمراہ ثابت ہونے پر نکال دیا گیا۔ (مابعد قادیانی)

المسلم اخو المسلم لا یخذلہ ولا یحقرہ

کونوا عباد اللہ اخوانا

سرپرست

حضرت علامہ الحاج مولانا ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی

اہلسنت کا مذہبی و اخلاقی ماہوار رسالہ

معین الدین

جلد ۱ | بابت ماہ ستمبر و اکتوبر سنہ ۱۹۳۳ء | نمبر ۷ و ۸

پرنٹر و پبلشر مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ صاحب فاضل رب الاحناف و ناظم انجمن معین الدین تلہ چور تحصیل اسن ضلع

ایڈیٹر اعزازی

عالیجناب ڈاکٹر حکیم دوست محمد صاحب صابر ملتانی

مطبوعہ کوہ پریس ٹوسٹیو پریس وطن بلڈنگ لاہور

حالتِ قوم پر نوحہ گری

یا ساکنانِ وطنی دُرّوسِ بلادنا | الا ھل دریتم ما اصاب فؤادنا

ایک زمانہ تھا کہ جب کوئی مذہب و ملت کے استحکام و اعانت اور اپنی درماندہ قوم کی بہتری اور سود و بہبود کے لئے کوئی کام کرنیکا ارادہ برادرانِ اسلام پر ظاہر کرتا یا کسی کام کی ابتدا کرتا تھا تو خدایانِ اسلام اُسکی آواز پر لبیک کہکر اسطرح پل پڑتے تھے جسطرح چیونٹیاں اور مکھیاں شیرینی پر۔ مگر افسوس! آج یہ زمانہ ہے کہ جو لوگ ہیچو قسم خواب دیکھکر قوم کے مذہبی اور ملی مفاسد کی اصلاح کا بیڑا اُٹھا لیتے ہیں وہ خود مذہب و ملت میں شمار ہونے کے اہل نہیں پائے جاتے۔ لہذا "صلاح کار کجا و منم و تنگان کجا"۔

انکے مقابل غیر مسلم اقوام (مثلاً سکھ صاحبان کو ہی اپنی بساگی میں دیکھ لو کہ وہ اپنے مذہب کے متعلق گورو صاحبان کی خلاف ورزی میں کیا مجال کہ ایک بال بھی اپنی ڈاڑھی یا کیسوں (سر کے بالوں) کا ضائع کریں۔ برخلاف اُنکے مسلمان لیڈرز اور اصلاحی قوم بالخصوص اسکولوں و کالجوں کے طلباء اُنکے اساتذہ پروفیسر صاحبان کو دیکھئے کہ وہ چہرۂ مسلم کے اُس نقشہ سے بھی بیزار ہیں جس سے وہ پہچانے جاسکیں کہ مسلمان اور مسلم زادے ہیں اور جو حضرت رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وسلم نے صورت سے مسلم کی شناخت کے لئے تجویز فرمایا تھا۔ وہ ہر ہیچ بجائے فریضۂ نماز ادا کرنے جدید تدریس منزل قرآن کریم یا صلوٰۃ و سلام بر حضرت خیر الانام کے اُسترہ سے سُنّہ کی پاک کرتے یا کراتے ہیں تاکہ کوئی مسلم سیرۃ انسان اُنکو دیکھکر مسلمان نہ سمجھے اور سلام علیکم نہ کہہ بیٹھے۔ ع "ہمیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا"۔

ان نام کے مسلمان نادانوں کے نزدیک حضرت رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان واجب الاذعان اَوْفِرُوا اللِّحٰی وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ (ڈاڑھی کو آزاد رکھو اور مونچھیں کترواؤ) کی اتنی بھی پرواہ نہیں جتنی کہ سکھ صاحبان اپنے گورو صاحبان کی کرتے ہیں۔ اور جسے راہنما مانا جائے اُسکے نقشِ قدم پر چلنا بھی لازم

(باقی مضمون اگلے صفحہ ۱۸ پر ملاحظہ ہو)

فتوے دیتے ہوئے امامانِ دین کی عبارات کی نقل اور تشریح کرنے میں

مولوی احمد علی مقیم دروازہ شیرانوالہ کی دیانتداری

کتبہ و محررہ فیلسہ سید صاحب دام ظلکم العالی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گزارش ہے کہ مولوی محمد علی ناظم خدام الدین تیم دروازہ شیرانوالہ نے ایک استفتا کے جواب میں مندرجہ ذیل عبارت بحوالہ درمختار لکھی ہے آیا یہ عبارت اور احمد علی کا لکھنا صحیح ہے یا غلط ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر جانکر درود و سلام عرض کر سکتے ہیں یا نہیں اور اس عقیدے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے یا نہیں جواب مفصل عنایت ہو۔

نقل فتوی مولوی محمد علی ناظم خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ یا شیخ وغیرہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر نہ سمجھا جائے بلکہ یہ خیال ہو کہ فرشتہ اجاکر پہنچا دیتے تو اس درود شریف کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں خان کی کتابوں (شلالی درمختار) میں اس وظیفہ کے پڑھنے والوں کی تکفیر موجود ہے لہذا ہرگز نہیں پڑھنا چاہیئے۔ علی ہذا القیاس باقی مسئولہ الفاظ (یا علی وغیرہ) اگر حاضر و ناظر سمجھکر پڑھتا ہے تو کفر ہے ورنہ پھر بھی انکے تکلم سے احتراز واجب ہے انکی بجائے ان لوگوں کو ذکر الٰہی کرنا چاہیئے۔ احقر العباد حافظ فقیر قادری۔ مینجر آئی پریس لاہور

الجواب وھو الموفق للصواب (اللّٰھم ربّ زدنی علماً) صورت مسئولہ میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر صلوٰۃ و سلام عرض کرنا اعلیٰ درجہ کی سعادت اور بہترین قرب ہے

اور آپ سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر سمجھنا اور اس خیال سے صلوٰۃ و سلام عرض کرنا کہ آنحضور خود بنفس نفیس بلا واسطہ فرشتہ کے بھی ہمارا درود سنتے ہیں کفر نہیں بلکہ علمائے ربانی و صوفیائے عرفانی کا اعتقاد ہے جو اسکو کفر و شرک بتائے وہ جاہل و نادان و ضال ہے بعینہٖ عبارت درمختار کی (ج ۳ ص ۳۳۵) یہ ہے وفی الوھبانیۃ بدد ویش درویشان کفر بعضھم وصحیحہ ان لا کفر وھو المروی تتارخانیہ میں ہے بدد ویش درویشان کہنے والے کی بعض نے تکفیر کی ہے اور صحیح یہ ہے کہ کفر نہیں۔ اسکی تشریح علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ان لفظوں میں فرمائی ہے (قولہ) کفر بعضھم لان معناہ جمیع الاشیاء مباحۃ فیدخل فیہ مالا یجوز اباحتہ فیکون مبیحا الحرام وھو کفر یعنے بعض نے تکفیر اس لحاظ سے کی ہے کہ اس جملہ کے معنے یہ ہیں کہ تمام چیزیں مباح ہیں۔ تو اس میں غیر مباح بھی داخل ہونگی اور حرام کو حلال و مباح ٹھہرانا کفر لہٰذا بایں اعتقاد درویش درویشاں کہنے والا کافر ہے لیکن اسکی تردید اول تو خود صاحب درمختار نے فرمادی۔ علاوہ بریں یہی علامہ شامی اس عبارت کے آگے فرماتے ہیں وھذا باطل لان معناہ مسکنۃ المساکین او فقر الفقراء فکانہ قال تمسکنا بمسکنۃ المساکین۔ او افتقرنا الیک بفقر الفقراء ولا دلالۃ فیہ قط علی ما ذکروہ کما فی البزازیۃ۔ یعنی اس منے کے خیال سے تکفیر کرنا باطل ہے اسلئے کہ بدد ویش درویشان کے یہ معنے ہیں کہ مسکنۃ المساکین یا فقر الفقراء تو گویا کہنے والے کی غرض یہ ہے کہ مساکین کی مسکنت کے ساتھ ہم تمسک کرتے ہیں یا ہم تیری طرف افتقار و احتیاج ظاہر کرتے ہیں فقرا کے فقر کے توسل سے تو انہیں توسل و تشفع کے سوا اور کچھ نہیں لہٰذا اسکے قائل کو کافر کہنا باطل ہے۔

اسکے بعد صاحب درمختار نے شیئاً للہ کے مسئلہ کو لکھا ہے اور مسئلہ اولیٰ کے ساتھ تشبیہ دی ہے جس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ صاحب درمختار کے نزدیک شیئاً للہ کہنے والے کی تکفیر بھی اسیطرح باطل ہے جسطرح کہ درویش درویشاں کہنے والے کی اسلئے کہ درمختار میں بایں الفاظ اس مسئلہ کو ذکر کیا ہے وکذا قول شیئاً للہ فی الاکثر مزید براں یہ ہے کہ لفظ قیل کے ساتھ لکھا ہے جو ضعیف و مرجوح ہونے پر دال ہے۔

اور ضعیف مرجوح قول پر حکم کرنا فتوے دینا سخت ممنوع اور جہل ہے۔ درمختار میں ہے
ان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جہل وخرق للاجماع لہذا لفظ قیل اور کذا
کے ساتھ ذکر کرنے سے ہی واضح ہوگیا کہ یہ قول ضعیف ومرجوح اور غیر صحیح ہے۔ اس قول
کی بنا پر وظیفہ شیئاً للہ کے پڑھنے والے کو کافر قرار دینا مفتی کی جہالت اور سفاہت و
حماقت کی بین دلیل ہے۔ حالانکہ علامہ سید ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ردالمحتار
میں عدم تکفیر کو ترجیح دی ہے۔ حیث قال (قولہ قیل یکفر) وینبغی ان یرجح عدم
التکفیر فانہ یمکن ان یقول اردت اطلب شیئاً اکراماً للہ تعالیٰ۔ یعنی عدم تکفیر
کو ترجیح دینا واجب ضروری ہے اسلئے کہ ممکن ہے کہ قائل کی مراد اس قول سے یہ ہے
شیئاً للہ سے یہ ہو کہ اکراماً للہ کچھ دو جسطرح عام محاورہ ہے کہ خدا کے واسطے کچھ دو
خدا کے لئے میرا کام کردو۔ یہ کام خدا واسطے کا ہے۔ اللہ واسطے دینا ثواب ہے۔ تو کیا
کوئی نافہم بلید الذہن یہ سمجھ سکتا ہے کہ اسکے کہنے والے نے خدا کو فقیر و محتاج جانا۔
اسلئے اسکے واسطے مانگتا ہے۔ حاشا للہ۔ یہ مضمون حیث عاقل تو عاقل کسی لایعقل
بچے کے ذہن میں بھی نہیں آتا جسکی بنا پر وہ قول ضعیف صاحب درمختار نے لفظ قیل یکفر
کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ لیکن وہابیت کا برا ہو۔ مسلمان کی تکفیر کے شوق میں جہالت
فقہاء کو تو مروڑ کر اپنے خیال کاسد کے مطابق بنانا چاہتے ہیں اور مخلوق خدا کو
دھوکا و فریب دیتے ہیں کہ فقہ کی معتبر کتاب درمختار میں اس وظیفہ کے پڑھنے والے کی
تکفیر موجود ہے۔ حالانکہ درمختار میں اور اسکے حاشیہ ردالمحتار میں اسکی تردید موجود ہے
جیسا کہ ابھی پڑھ چکے ہو۔ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ خود درمختار کے استاد علامہ خیر الدین
اپنے فتاوی خیریہ کی جلد دوم میں اس وظیفہ کے جواز میں نہایت شد و مد کے ساتھ قلم
تحریر فرما رہے ہیں۔ قولہم۔ یا شیخ عبد القادر معونۃ واذا اضیف الیہ
شیئ فھو طلب شیئ اکراماً للہ فما الموجب لحرمتہ ولا یجوز الاعتراض فی ھذہ
الشرائط وتظم الفرائد ومن قال شیئاً للہ بعض تکفر الخ اذ لا وجہ لذلک
وکیف ذلک مع قولھم لا یخرج المؤمن من الایمان الا جحود ما ادخلہ فیہ

الکفر شیٔ عظیم فلا یکفر المسلم اذا اختلفت فیہ ولو بروایۃ ضعیفۃ ومعاذ اللہ
ان یوجد الکفر بذلک وقد قال شارحہ وینبغی ان یرجح فیھا عدم التکفیر
یعنے یا شیخ عبد القادر کہنے والوں کے متعلق حکم یہ ہے کہ یہ ایک ندا ہے۔ پھر اسکی
حرمت کی وجہ کیا ہے اور جب اسکے ساتھ شیئاً للہ مضاف کر دیا گیا تو اسکے معنے یہ ہیں
کہ اکراماً و تعظیماً للہ کچھ دو۔ پھر فرماتے ہیں کہ تمکو وہ عبارت دہوکا نہ دے (جو قید
الشرائد و نظم الفرائد میں ہے۔ کہ جو شخص شیئاً للہ کہے تو بعض کے نزدیک کفر ہے)
اسلئے کہ تکفیر کی کوئی وجہ نہیں۔ اور کیونکر تکفیر جائز ہو سکتی ہے جبکہ فقہا کا یہ قول ہے
کہ مومن ایمان سے خارج نہیں ہوگا جبتک اس چیز کا انکار نہ کرے جس نے اسکو ایمان میں
داخل کیا ہے۔ اور نیز یہ بھی فقہا کا ارشاد ہے کہ کفر بڑی چیز ہے مسلمان کی تکفیر نہیں
کیجائے گی جس مسئلہ میں علما کا اختلاف ہوگا یعنے جو مسئلہ علماء کرام و مجتہدین عظام
میں مختلف فیہ ہے۔ اسکے انکار کی وجہ سے کسی کی تکفیر جائز نہیں۔ اور وظیفہ
یا شیخ عبد القادر میں خدا کی پناہ کفر ہے ہی نہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ قید الشرائد کے
شارح نے کہا ہے کہ عدم تکفیر کے قول کو ترجیح دینا واجب و لازم ہے۔ لہٰذا معلوم
معلوم ہوا کہ فی زمانہ جو لوگ علماء کے لباس میں ملبوس ہو کر اس وظیفہ کو کفر اور اسکے
پڑھنے والوں کی تکفیر فقہاء کرام کے ذمہ تھوپتے ہیں وہ بڑے مفتری و کذاب
اور فریبی و دغا بازی کے مرتکب ہیں۔ آپنے ملاحظہ فرمالیا کہ جس کتاب میں یہ مسئلہ مندرج
ہے وہ اول تو کتاب والا خود اسکو ضعیف و مرجوح بتا رہا ہے۔ علاوہ بریں شارحین نے
بلکہ صاحب در مختار کے استاد خیر الدین علی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اس روایت کی
خوب ہی تردید و تضعیف فرمادی اور اس روایت پر حکم دینا سخت ممنوع و ناجائز
قرار دیا۔ اور لیجئے امام شیخ الاسلام شہاب الدین علی الفارسی کے فتاوے میں ہے۔
سئل عما یقع من العامۃ من قولھم عند الشدائد یا شیخ فلان ونحو ذالک
من الاستعانۃ بالانبیاء والمرسلین والصالحین ھل للمشائخ اغاثۃ بعد موتھم ام لا فاجاب

لہ۔ اب آپ ہی ناظرین کرام خیال فرمائیں کہ ہمیں کہاں لوگوں نے لگائی ہے یا غبار اہلسنت نے۔۔۔

والرسل والاولیاء والصالحین استغاثۃ بعد موتہم الخ یعنے ان سے استغاثہ کرنا عام لوگ جو سختیوں کے وقت انبیاء و مرسلین و اولیاء و صالحین سے فریاد کرتے اور یارسول اللہ - یا علی - یا شیخ عبدالقادر الجیلانی اور انکی مثل کلمات کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں - اور اولیاء بعد انتقال کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بیشک انبیاء و مرسلین و اولیاء و علماء سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال بھی مدد فرماتے ہیں الخ - سیدی جمال بن عبداللہ عمر مکی اپنے فتاوے میں فرماتے ہیں سُئلتُ عمن یقول فی حال الشدائد یارسول اللہ او یا علی او یا شیخ عبدالقادر مثلا ھل ھو جائز شرعا ام لا - اَجبتُ نعم الاستغاثۃ بالاولیاء احیاء و اموات والتوسل بھم امر مشروع و شیء مرغوب لاینکرہ الا مکابر او معاند وقد حرم برکۃ الاولیاء الکرام الخ یعنے مجھے سوال ہوا اُس شخص کے بارے میں جو مصیبت کے وقت میں کہتا ہے یارسول اللہ - یا علی - یا شیخ عبدالقادر مثلاً آیا یہ جائز ہے یا نہیں - میں نے جواب دیا ہاں - اولیاء سے مدد مانگنی اور نہیں پکارنا اور انکے ساتھ توسل کرنا شرع میں جائز اور پسندیدہ چیز ہے جسکا انکار نہ کریگا مگر ہٹ دھرم یا صاحب عناد اور بیشک وہ اولیاء کرام کی برکت سے محروم ہے -

یہ مختصر جواب ہدایت مآب کلمات مذکورہ کے متعلق عرض کیا گیا ہے منصف غیر متعصب کے لئے اسیقدر کافی ہے اسکے جواز میں کلام نہ کریگا مگر سفیہ جاہل یا ضال مضل - جسے اس مسئلہ کے متعلق قدرے تفصیل مطلوب ہو شفاء السقام امام علام بقیۃ المجتہدین الکرام تقی الدین ابوالحسن علی سبکی - مواہب لدنیہ امام احمد قسطلانی شارح صحیح البخاری و شرح مواہب علامہ زرقانی و مطالع المسرات علامہ فاسی و مرقاۃ شرح مشکوٰۃ علامہ قاری - لمعات و اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ - جذب القلوب الی دیار المحبوب - و مدارج النبوۃ تصانیف شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی - و افضل القری شرح ام القری امام ابن حجر مکی وغیرہا کتب و کلام علماء کرام و فضلاء عظام علیہم رحمۃ العزیز العلام کیطرف رجوع کرے -

تیسرا مسئلہ صاحب درمختار نے یا حاضر و ناظر کا لکھا ہے کہ اگر پروردگار عالم جل مجدہٗ کو یا حاضر و یا ناظر کہکر پکارا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ تو فرماتے ہیں کہ کفر نہیں ہے۔ اور ظاہر ہے کہ نفی کفر مستلزم جواز نہیں ہو سکتا اسلئے کہ ممکن ہے کہ حرام ہو یا مکروہ ہو چنانچہ تحریر فرماتے ہیں "و یا حاضر و یا ناظر لیس بکفر" قال الشامی قدس سرہ السامی علی قولہ لیس بکفر۔ فان الحضور بمعنی العلم شائع۔ ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم۔ و النظر بمعنی الرویۃ۔ الم یعلم بان اللہ یری۔ فالمعنی یا عالم یا من یری۔ (بزازیہ) علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یا حاضر۔ یا ناظر کہنے والے کی تکفیر اسوجہ سے نہیں کیجائے گی کہ حضور بمعنے علم شائع ہے اور نظر بمعنے رویۃ بھی مستعمل ہے۔ تو اسکے معنے یہ ہونگے کہ یا عالم یا من یری۔ لہذا اس معنے کے لحاظ سے قائل کی تکفیر نہیں کیجائے گی۔

یہاں سے معاندین و مانعین کا رد ہو گیا جو کہتے ہیں کہ حضور اقدس سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کاملین و علماء راسخین کو حاضر ناظر کہنا شرک ہے یا اقل درجہ میں حرام و معصیت ہے۔

آپنے دیکھ لیا کہ فقہاء کرام تو حاضر و ناظر کے لفظ کو رب العزت جل مجدہٗ کی شان میں اطلاق کرنے والے کو تکفیر سے بچانیکے لیے تاویل کر رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بلا تاویل اسکا اطلاق حضرت حق جل و علا کی ذات پر جائز نہیں چہ جائیکہ یہ صفت خاصہ پروردگار عالم بتائی جائے کسقدر جہالت ہے۔ یہیں سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر بلا شبہ کہا جا سکتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ حاضر وہ ہے جو مکان میں موجود ہو اور ناظر وہ جو مرد بمک چشم سے دیکھے اور پروردگار عالم کی ذات کو کسی مکان میں مقید کرنا اور یہ کہنا کہ وہ ہر جگہ حاضر ہے یا وہ آنکھ کی پتلی سے دیکھتا ہے جسطرح ہم دیکھتے ہیں یہ کفر صریح ہے۔ علاوہ ازیں اسکے اسماء توقیفی ہیں یعنے جن اسماء کا اطلاق قرآن و حدیث میں کیا گیا ہے انہیں اسماء کے ساتھ اسے پکاریں گے۔ یا اس لفظ کے ساتھ پکاریں گے

جس میں بجز خوبی کے کوئی معنے منافی ذات و صفات نہ پائی جائیں۔ جیسے لفظ یزدان خدا۔ ایزد۔ خود ارشاد فرمایا وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا۔ عباس مع التعلیقات القطاس کے صفحہ ۱۶۲ میں جہاں جسم و جوہر کے اطلاق کو ذات باری عزاسمہ پر منع فرمایا ہے اسکی دلیل میں ارشاد فرماتے ہیں۔ لو جھین احد ھما انہ لم یوجد ھذا الاطلاق فی القرآن والحدیث و مذھب اھل السنۃ ان لا یسمی اللہ سبحانہ الا بما ورد فیھما لقولہ تعالیٰ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ یعنی جو ہر جسم شجر کا اطلاق اسلئے پروردگار عالم پر ممنوع ہے کہ ان لفظوں کا اطلاق قرآن و حدیث میں نہیں پایا گیا۔ اور مذہب اہلسنت یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں جو اسماء مذکور ہیں انکے سوا دوسرے نام سے باری عزاسمہ کو نہیں پکاریں گے۔ قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى الخ

چند سطر کے بعد تحریر فرماتے ہیں قال القاضی ابوبکر کل لفظ دل علی معنے ثابت للہ تعالیٰ ولم یکن موھما بنقص جاز اطلاقہ و شرط اخرون مع ذالک ان یکون مشعرا باجلال و تعظیم و توقف امام الحرمین و فصل الامام الغزالی و قال یجوز ما یدل علی الصفۃ لا ما یدل علی الذات۔ وقال الامام الاشعری لابد من اذن الشارع۔ و فی شرح المواقف ھو المختار۔ قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو لفظ ایسے معنے پر دلالت کرے جو رب العزت جل و علا کے لئے ثابت ہے اور اس میں نقص کا وہم بھی نہ ہو ایسے لفظ کا اطلاق جائز ہے (جیسے لفظ ایزد وغیرہ) اور دیگر ائمہ نے اور شروط اضافہ کیں۔ یعنے جو دال علی الصفۃ ہو نکہ دال علی الذات۔ اور امام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اذن شارع ضرور ہے۔ اور شرح مواقف میں اسی کو مختار بتایا ہے۔

آیۃ کریمہ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى الخ کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۴۷۵ میں ارقام فرماتے ہیں دلت ھذہ الآیۃ علی ان اسماء اللہ تعالیٰ لیست الا للہ تعالیٰ والصفات الحسنی لیست الا للہ فیجب کونھا موصوفۃ بالحسن

والکمال فھذا یفید ان کل اسم لا یفید فی المسمّٰی صفۃ کمال وجلال فانہ
لا یجوز اطلاقہ علی اللہ سبحانہ وتعالیٰ یعنے آیۂ کریمہ میں اثبات کا حصر ہے کہ اسمار باری تعالیٰ
اسی کے ساتھ خاص ہیں اور صفات جسے اسی کے لئے ہیں۔ تو اسمار کا متصف باصفت
والکمال ہونا واجب ہوا اور اسی لئے یہ فائدہ دیا کہ جو اسم جسے میں صفت کمال و
جلال کا فائدہ نہ دے اسکا اطلاق حق سبحانہٗ پر جائز نہیں۔ پس لفظ ناظر جبکہ آنکھ
کی پتلی کے لیے از روئے لغت موضوع ہے تو اسکا اطلاق ذات باری عزّ اسمہٗ
پر بلا تاویل ہرگز جائز نہیں۔ اسمیں فرماتے ہیں یجب علی الانسان ان یدعو
اللہ بھا وھذا یدل علی ان اسماء اللہ تعالیٰ توقیفیۃ لا اصطلاحیۃ ولما یوھم
ھذا انہ یجوز ان یقال یا جواد ولا یجوز ان یقال یا سخی ولا یقال یا عاقل
یا طبیب یا فقیہ وھذا ایضا یدل علی ان اسماء اللہ تعالیٰ توقیفیۃ لا اصطلاحیۃ
انسان پر واجب ہے کہ باری سبحانہٗ وتعالیٰ کو اسمار جسے کے ساتھ پکارے۔ اور
یہاں سے معلوم ہوا کہ اسکے اسمار توقیفی ہیں اصطلاحی نہیں۔ یعنی جو اسمار قرآن
حدیث میں یا اقوال سلف صالحین میں مستعمل ہیں انکے سوا کسی ایسے دوسرے
جسمانیات میں کو نہیں پکار سکتے جس میں صفت جلال وکمال موجود نہ ہو
لہذا یا جواد کہنا جائز اور یا سخی کہنا ناجائز اور اسیطرح یا عاقل۔ یا طبیب
یا فقیہ وغیرہ کہنا ممنوع۔

اور ناظر و حاضر لغت میں۔ حاضر اسکو کہتے ہیں جو پہلے غائب ہو پھر کسی
آوے۔ مصباح المنیر میں ہے حضرت مجلس القاضی وحضر الغائب حضورا
قدم من غیبتہ۔ منتہی الارب میں ہے حاضر شونده۔ اور ناظر اسکو کہتے ہیں جو پتلی
دیکھے۔ مصباح المنیر جلد دوم میں ہے والناظر السواد الاصغر من العین الذی یبصر
الانسان شخصہ یعنے ناظر آنکھ کی پتلی کو کہتے ہیں جسکے ساتھ انسان ہر چیز کی صورت
دیکھتا ہے اور خدا قدوس مکان و نظر سے منزہ و پاک ہے اسلئے اسکو سمیع و بصیر و علیم و خبیر
قاموس اللغات میں ہے والناظر العین او النقطۃ السوداء فی العین او البصر نفسہ

عرق فی الاذف وفیہ مات البصیر الامام محمد بن ابوبکر رازی مختار الصحاح میں فرماتے ہیں لفظ فلان للتحقیر کما یطلق ہی ہوسکتی ہے۔ لہذا مولوی احمد علی والی دروازہ شیرانوالہ کی جہالت اور فقہاء کرام کو فقراء وبہتان اظہر من الشمس ہوگیا۔ اور حضور پرنور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر سمجھکر درود وسلام عرض کرنا بلاشبہ جائز ہے جبکہ یہ اعتقاد ہو کہ پروردگار عالم نے اپنے حبیب لبیب صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تمام دنیا کو آپ کے روبرو مثل کف دست پر روشن کردیا ہے۔ عالم کا ذرہ ذرہ حضور کے پیش نظر ہے۔ سبع سمٰوٰت کا ہر ٹکڑہ ساتوں زمین کا کوئی ذرہ سمندروں کا کوئی قطرہ۔ احجار کا کوئی پتا غرضکہ تمام احوال ہر آن ہر ساعت بفضلہ تعالےٰ جاذبہ تعالےٰ پوشیدہ نہیں۔ اور یہ سب انوار الٰہی حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے مانند کف دست ظاہر ہیں۔ حتی کہ انسانوں کے تمام اعمال وافعال نفاق وایمان اور خطرات قلوب پر حضور انور باذنہ تعالےٰ اپنے نور نبوت سے مطلع ہیں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ تفسیر فتح العزیز زیر آیہ کریمہ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ارقام فرماتے ہیں۔

یعنے وباشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین از متدینین خود کہ بکدام درجہ از دین من رسیدہ وحقیقت ایمان او چیست وچرا بکہ بداں از ایمانی محجوب ماندہ است کدام است پس میشناسد گناہان شما را ودرجات ایمان شما را واعمال نیک وبد شما را واخلاص ونفاق شما را۔ لہذا شہادت او در دنیا بحکم شرع درحق شما مقبول وواجب العمل است" اھ۔

جواہر البحار شریف مؤلفہ علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ السبحانی ص۴۳۳ ج۱ میں نقل فرماتے ہیں قال الحافظ السیوطی فی کتابہ المسمی بتنویر الحلک بامکان رؤیۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم والملک لجد استیعابہ لاکثر نقول العلماء والاحادیث الدالۃ علی امکان رؤیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام والیقظۃ ما تحصل من مجموع ھذہ النقول والاحادیث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حی بجسدہ وروحہ وانہ یتصرف حیث شاء فی اقطار الارض حقی فی الملکوت وھو

بھیئتہ التی کان علیھا قبل وفاتہ لم یتبدل منہ شئ وانہ یغیب عن
الابصار کما غیبت الملئکۃ مع کونھم احیاء باجسادھم فاذا اراد اللہ تعالیٰ
رفع الحجاب عمن اراد کرامتہ برویتہ رآہ علی ھیئتہ التی ھو علیھا الان
من ذالک ولا داعی الی التخصص برویۃ المثال الخ۔ حافظ امام جلال الدین
سیوطی قدس سرہ القدسی تنویر الحلک میں بکثرت اقوال علماء واحادیث کثیرہ وجوہ
اور خواب میں رویتہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے امکان پر دال ہیں نقل فرما کر
فرماتے ہیں کہ نقول واحادیث سے یہ بات حاصل ہوئی کہ آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام
اپنی جسم وروح کے ساتھ زندہ ہیں اور اقطار ارض اور طبقات سموات میں جہاں
ہیں تصرف فرماتے ہیں اور آنحضور اسی ہیئتہ پر تا ہنوز جلوہ افروز ہیں جس ہیئتہ
وفات سے قبل ہماری آنکھوں کے سامنے تھے۔ آپکی کسی چیز میں تبدیل وا
نہیں ہوئی اور آنجناب ہماری آنکھوں سے اسیطرح غائب ہیں جسطرح ملائکہ
باوجود زندہ موجود ہونے کے ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں تو جسوقت اللہ
کسی بندہ کو حضورؐ کے جمال جہاں آرا سے سرافراز کرنا چاہتا ہے تو حجاب اٹھا
دیتا ہے اور وہ خوش نصیب آنحضورؐ کو آپکی ہیئتہ اصلیہ میں دیکھتا ہے (فوز
زیارۃ جمال وجھہ الکریم) اسکے بعد علامہ نبہانی اپنی تحقیق ارقام فرماتے ہیں
وان الذی اراہ ان جسدہ الشریف لا یخلو منہ زمان ولا مکان ولا محل
امکان ولا عرش ولا لوح ولا کرسی ولا قلم ولا بر ولا بحر ولا سھل ولا وعر
ولا برزخ ولا قبر الخ۔ میں جو دیکھتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضور پر نور سید عالم صلے اللہ
علیہ وسلم کے جسد مقدس سے زمان خالی ہے نہ مکان محل خالی ہے نہ امکان
نہ قلم وبین خالی ہے نہ سمندر نہ خشکی زمین خالی ہے نہ پہاڑ برزخ خالی ہے نہ
غرضیکہ تمام عالم کے ذرہ ذرہ میں سرکار اعظم جلوہ افروز ہیں۔ یہی سبب ہے کہ امام
عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ جب کسی تنہا مکان میں جاؤ جہاں کوئی نہ ہو تو
السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔۔۔۔ اسکی شرح میں

یں ارقام فرماتے ہیں لاتق روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم حاضرۃ فی
ل اھل الاسلام یعنی نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی روح پرفتوح تمام مسلمانوں
روں میں تشریف فرما ہے اور حاضر ہے۔ سبحان۔ کیا صاف حاضر
ے لفظ کی تصریح ہے اور حضرت محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز
بھی اپنی تصانیف میں تصریح فرمائی کہ حضور ہر جگہ پر حاضر و ناظر ہیں۔ مجمع البرکات میں
تے ہیں۔ "مے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر احوال و اعمال امت مطلع است و بر قرباً
ان درگاہ خود حمد و مفیض و حاضر و ناظر"
نیز رسالہ ہمیز وہم سے بسلوک اقرب السبل بالتوجہ الی سید الرسل صلے اللہ علیہ وسلم
زماتے ہیں"۔ باچندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ در علمائے امت است
ں را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات
بہ مجازو قوہم تاویل دائم و باقی است و بر افعال امت حاضر و ناظر مر طالبان
ت را و متوجہان آنحضرت را مفیض و مربی"
الحمد للہ یہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دائم و باقی و مفیض و مربی
ر و ناظر ہونے پر تمام علماء امت کا اجماع نقل فرمایا ہے۔ الحمد للہ رب العلمین
گر مولوی احمد علی صاحب کے نزدیک جو حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر سمجھے
ر تو اعاذنا اللہ انکے نزدیک تمام امت کے اکابر علماء کرام کافر و مشرک ...
تفاوت رہ از کجاست تا بکجا"۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ واشہدان لا الہ الا اللہ
سنا ہے کہ مولوی احمد علی صاحب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور مولوی اسمٰعیل
کے بیحد معتقد بلکہ مقلد ہیں۔ انکی سنئے وہ کیا فرماتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب
رمین میں وکی فرد کے حال میں فرماتے ہیں۔ جبلت نفسہ نفسا قدسیۃ
لھا کشان عن شان ولا یاتی علیہ حال من الاحوال الی التجرد الی التقطۃ
الا وھو خبیر بھا الآن وانما الآتی تفصیل الاجمال۔ یعنی ولی فرد کا نفس
قت میں نفس قدسی بنایا جاتا ہے اُسے ایک بات دوسری سے مشغول نہیں کرتی

یعنے یہ نہیں ہوتا کہ ایک وہابی میں اور طرف کا خیال نہ ہے بلکہ ہر جانب اسکی نگاہ
ایک سی رہتی اور اب سے لیکر وقت وفات تک جسقدر احوال اسپر آئینگے ہیں
اُن سب کی اُسے اسوقت خبر ہے وہ جو آئیگا اجمال کی تفصیل ہی ہوگا۔ یہاں
شاہ ولی اللہ صاحب جو حضور القدس کے ایک ایک فرد غلام کے لئے اپنی زندگی
کے تمام احوال آئندہ کا اسوقت علم بتا رہے ہیں یہ کتنا موٹا بھاری کفر شرک
قتال۔ در لیجئے وہابیت ہند کے امام الطائفہ اور احمد علی کے قبلہ و کعبہ
مرشد و مقتدا اسمٰعیل دہلوی صراط مستقیم میں لکھتے ہیں۔ "بران کشف ارواح و
ملکہ و مقامات آنہا و سیر امکنہ زمین و آسمان و جنت و نار و اطلاع بر لوح محفوظ
دور کند و باستعانت ہمان شغل ہر مقامیکہ از زمین و آسمان و بہشت و دوزخ
خواہد متوجہ شدہ بسیر آں مقام احوال آنجا دریافت کند و با اہل آنمقام ملاقات
ان تمام عبارات سے مولوی احمد علی در دراز نہ شیر انوالہ کی خیانت و شقاوت
دشمنی اور اہم ہو گئی۔ احمد علی نے اسکے علاوہ بہت سے ٹریکٹ لکھے ہیں جنمیں
وہ آیات درج کی ہیں جو بت پرست اور بتوں کی مذمت میں نازل ہوئی ہیں
اور انکو انبیاء و اولیاء و علماء پر چسپاں کیا ہے۔ اور اسی طرح اپنی طرف سے تفسیر
بالرائی کرکے من فسر برائہ فقد کفر کا مصداق بنا ہے۔

مولوی احمد علی کے لئے مسجد کے مقتدیوں کا سرٹیفکیٹ

اسرار الحق دیوبندی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے جو احمد علی کے صوبی ہیں
ہونے کی نا قابل برداشت کوشش پر صبر کرتے ہوئے اسے ایک باقی
ٹریکٹ دیا ہے یعنے التقصیر فی التفسیر نامی رسالہ کی صورت میں چھاپ کر تقسیم کرایا جسمیں احمد
تفسیر بالرائے کے ساتھ یہ فعل کے اضافے کیا ہے۔ دیکھئے نمونہ از خروارے یہ جماعت سخت خطا کی
باطل جس سے اتفاق نہیں ہوا ہے عوام تو عوام خواص بھی انکے باطل سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اسوقت ایک
جماعت اسکو بالکل کفر کہہ رہی ہے۔ اور اپنی آراء مخترعہ اور اہواء مبتدعہ سے نصوص میں
قرآن میں تصرفات کرکے بزعم خود دین کی خدمت کر رہے ہیں جو کہ بالکل اس شعر کا مصداق ہے ؎
دوستی بیخبر چوں رشتہ ہا قطع زمیں خدمت نمی است"۔ اللہ تعالیٰ قوم کو ہدایت کرے اسکی
آمین و صلی اللہ العزیز الملک ابو البرکات **سید احمد** ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور

مسئلہ غیب دانی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم
چوں غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

مولوی احمد علی صاحب ناظم انجمن خدام الدین و مؤلف "گلدستہ صداحادیث" نے ایک تحریر مقامی اخبارات میں شائع کی ہے جو سب سے پہلے روزنامہ انقلاب لاہور ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق یکم اکتوبر ۱۹۳۳ء صفحہ ۶ پر اشاعت پذیر ہوئی۔ اس تحریر فرماتے ہیں کہ "آجکل لاہور میں میرے اور اکابر حضرات علماء دیوبند اور بریلوی جماعت ایک غلط فہمی پھیلا رہی ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلاف علماء دیوبند رسید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کے قائل نہیں"۔

مولوی صاحب نے اس فقرے میں ایک بڑی غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ علماء دیوبند علم غیب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مطلقاً انکار کرتے ہیں۔ مولوی رشید احمد گنگوہی فتاوے رشیدیہ حصہ صفحہ پر تحریر فرماتے ہیں "اثبات غیب غیر حق تعالےٰ کو شرک صریح ہے"۔

نیز فتاوے رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۱۲۳ پر تحریر کرتے ہیں۔ علم غیب ذاتی خدا تعالےٰ کے لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا بہر شرک سے خالی نہیں۔

نیز مولوی خلیل احمد انبیٹھوی براہین قاطع طبع دوم صفحہ ۱۱۱ پر تحریر کرتے ہیں "شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص نہیں ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔

نیز اسی کتاب میں آگے جا کر تحریر کرتے ہیں۔ "اگر افضلیت ہی موجب اس کا ہے تو تمام مسلمان شیطان سے افضل ہیں۔ تو سوائے سب عوام ہیں بسبب افضلیت کے شیطان سے زیادہ نہیں تو اسکے برابر تو علم غیب بزعم خود ثابت کرے"۔ کیا سوء فہم عبارت مولوی صاحب کی مندرجہ ذیل تحریر کی بالصراحت تکذیب نہیں کرتی:۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خزانہ غیب سے اتنا علم غیب عطا فرمایا ہے کہ ذات اور صفات اور تشریعات یعنی احکام عملیہ و حکم نظریہ اور حقیقتہائے حقہ و اسرار مخفیہ وغیرہ میں سے کسی شخص کو آپ سے زیادہ نہیں دیا"

خود مولوی صاحب موصوف "گلدستہ صد احادیث نبوی" میں صفحہ ۱، حدیث ۱ معاذ الانصاریہ رضی اللہ عنہا کی تشریح کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ "حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے وجود اقدس سے علم غیب کی نفی فرما رہے ہیں کہ جو کچھ آپ کے حق میں مقدر ہے یا دوسروں کے حق میں جو کچھ علم الٰہی میں مضمر ہے اُسکا علم نہیں رکھتے"۔ اس قسم کی تحریرات کے ہوتے ہوئے مولوی صاحب کا یہ ادعا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے کہ آپ اور آپ کے اسلاف علماء دیوبند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے مطلقاً منکر نہیں۔

مولوی صاحب آگے چلکر تحریر فرماتے ہیں۔ "ہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے علم کے برابر خیال کرنا کہ مخلوقات میں سے ہر چیز کے ہر حال کا ہر وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی علم ہے جسطرح کہ خدا تعالیٰ کو ہے تو یہ شرک ہے"

مولوی صاحب! مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ باریتعالیٰ نے سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام اشیاء ماکان و مایکون کا تفصیلاً علم عطا فرمایا۔ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطائی ہے۔ نیز اشیاء محدود ہیں۔ کیونکہ مقدورات الٰہیہ متناہی ہیں لیکن معلومات الٰہیہ غیر متناہی۔ اب اگر آپ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کو ماکان و مایکون۔ متناہی ملکوت سموات والارض۔ عالم لوح محفوظ ہونے کو شرک قرار دیتے

تو معلوم ہوا کہ آپ علمِ باریتعالےٰ کو بھی متناہی۔ محدود۔ عطائی۔ مخلوق۔ حادث وغیرہ
رہے ہیں۔ فتدبر۔

مولوی صاحب! یاد رکھئے کہ مسلمان علم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حضور کے
کمال عظیمہ میں محسوب کرتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باریتعالےٰ ہے۔ "وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ
تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا" اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل کی
تردید و تنقیص کرنے والا ان میں تشکیکات و شبہات وارد کرنے والا۔ استہزاء و انکار کرنے
والا۔ دوست قرار دیا جا سکتا ہے یا دشمن؟ امام مذہب حنفی سیدنا امام ابو یوسف
رضی اللہ تعالےٰ عنہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں ایما رجل سب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم او کذب بہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ وبانت منہ امرأتہ۔
جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دشنام دے یا حضور کی طرف
جھوٹے کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی طرح سے حضور کی شان
گھٹائے۔ وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا اور اسکی جورو اسکے نکاح سے نکل گئی۔

اس فتوائے مبارکہ کی روشنی میں مولوی صاحب ممدوح اپنے اور اپنے دیگر
برادروں کے ان افعال و اقوال کا محاسبہ کریں جن میں وہ شانِ علم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی تنقیص کی غرض سے کبھی تو شرح فقہ اکبر کی عبارت پیش کرتے ہیں۔
کبھی فتاوائے قاضیخان کی۔ کبھی واقعہ افک ام المؤمنین رضی اللہ عنہا پیش کیا جاتا
ہے کبھی واقعہ بیر معونہ وغیر ذالک۔ اس قسم کے شبہات کا منشاء عداوتِ قلبی ہی
ہو سکتی ہے ورنہ محب خالص کو ان تشکیکات سے کیا کام۔

یاد رہے کہ اہل حق کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن عظیم کی آیات قطعیہ ناطق ہیں کہ
قرآن عظیم نے ۲۳ برس میں بتدریج نزول جلال فرما کر اپنے حبیب مکرم صلے اللہ علیہ وسلم
پر ما کان و ما یکون یعنے روزِ اول سے روزِ آخر تک کی ہر شے ہر بات کا علم
عطا فرمایا۔ اب یہ امر اصول میں مبرہن ہو چکا کہ آیات قطعیہ کے خلاف کوئی حدیث
بھی مسلم نہیں ہو سکتی اگرچہ سنداً صحیح ہو۔ لہٰذا مولوی صاحب اور انکے دیگر ہم مشرب اگر قرآن

خلاف پر کوئی دلیل پیش کریں تو ان باتوں کا لحاظ لازم ہے۔ **اوّل** وہ آیۃ قطعی الدلالۃ یا ایسی ہی حدیث متواتر ہو۔ **دوم** واقعہ تمامی تنزل قرآن کے بعد کا ہو۔ **سوم** اس دلیل سے رأساً عدم حصول علم ثابت ہو کہ مخالف مستدل ہے اور محل ذہول میں اسپر جزم محال۔ اور وہ منافی حصول علم نہیں بلکہ اسکا مثبت و مقتضی ہے۔ **چہارم** مدلول نفی علم کرے۔ ورد بہت علوم کا اظہار صلاحت نہیں ہوتا۔ اور اللہ اعلم یا خدا ہی جانے یا اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ایسی جگہ قطع طمع جواب کے لئے بھی ہوتا ہے اور نفی حقیقت ذاتیہ نفی حقیقت عطائیہ کو مستلزم نہیں۔ اللہ عزوجل روز قیامت رسولوں کو جمع کر کے فرمائیگا مَاذَا أُجِبْتُمْ تم جو کفار کے پاس ہدایت لیکر گئے انہوں نے تمکو کیا جواب دیا۔ سب عرض کرینگے لَا عِلْمَ لَنَا ہم کو کچھ علم نہیں۔ **پنجم** وہ واقعہ روز ازل سے قیام قیامت تک یعنی ان حوادث سے ہو جو لوح محفوظ میں ثبت ہیں۔ یا موجودات ممکنہ کے متعلق ہو کہ انہیں کے احاطہ کا دعوے ہے۔ امور متعلقہ ذات و صفات واجب وغیرہ نامتناہیات سے ہو تو بحث سے خروج اور دائرہ جنون و سفاہت میں صحیح وجہ ہے وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

(محمد علی۔ ایم۔ اے رکن بزم تعلیم قرآن مجید وزیر خان لاہور)

بقایا مضمون صفحہ ۲

اور بایں صورت و سیرت کہلاتے ہیں (نہ فقط مسلمان بلکہ) مسلمانوں کے لیڈر۔ مصلحان قوم۔ قومی راہنما۔ اور بالآخر اساتذۂ طلبا اور کالجوں کے پروفیسر۔ جنکے ہاتھ میں آیندہ مسلم ذریات۔ طلبا و نوجوانان قوم کی اصلاح کی عنان یا باگ ڈور ہے۔ یہی حالت آجکل بعض مولویصاحبان کی ہو رہی ہے جو بجائے قوم سے مفاسد رفع کرنیکے اپنے ناقص فہم کی غلط جماعت بندی سے قوم میں تفرقہ اندازی اور از دیاد مفاسد کا ذہول بجا رہے ہیں۔ بایں شکل و صورت کنند آرزو ۔ تفو بر چنیں مسلماں صد تفو

(باقی بشرط فرصت و مشیت ایزدی پھر کبھی) اسرا قم۔ حالت قوم پر نوحہ گر قاضی

تفسیر القرآن

(گذشتہ سے پیوستہ)

العلامۃ الاکبر امام الدھر استاذ العصر حجۃ الاسلام مولینا ابو محمد محمد دین علی شاہ صاحب مدظلہ العالی

عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اکل من ھذہ الشجرۃ المنتنۃ فلا یقربن مسجدنا فان الملئکۃ تتاذی منہ الانس۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی اس بدبودار درخت (پیاز لہسن مولی وغیرہ) سے کھاوے ہماری مسجد سے ہرگز نزدیک نہ ہو اسواسطے کہ جن امور سے آدمیوں کو ایذا ہوتی ہے فرشتوں کو بھی ایذا ہوتی ہے۔ اور جامع ترمذی اور سنن دارمی میں ہے عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رایتم من یبیع او یبتاع فی المسجد فقولوا لا اربح اللہ فی تجارتک فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب تم مسجد میں کسیکو خرید و فروخت کرتا دیکھو تو کہو کہ خدا نیری تجارت میں نفع نہ دے۔ اور کبیری میں ہے سند عبد الرزاق سے عن معاذ بن جبل ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم وشرائکم وبیعکم وخصوماتکم ورفع اصواتکم واقامۃ حدودکم وسل سیوفکم واتخذوا علی ابوابھا المطاھرۃ وجمعھا فی الجمع۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محفوظ رکھو تم اپنی مسجدوں کو اپنے بچوں اور بڑے دیوانوں سے اور خرید و فروخت اور اپنے جھگڑوں قصوں سے اور آواز بلند کرنے یعنے شور و شغب سے اور حد قائم کرنے اور تلوار کے میان رکھنے سے اور انکے دروازوں پر طہارت خانے بنانے اور ہر جمعہ کو لوبان یا اگر وغیرہ جلا کر خوشبودار رکھا کرو۔ علامہ قسطلانی کبیری میں

بموجب دیگر احادیث صحیحہ اگر مسجد میں اعتکاف کرے تو مسجد میں زبانی [illegible]
اور ضروری باتیں اور کھانا پینا جائز ہے اور علاوہ اشعار توحید و حمد و نعت و
مناقب دوسرے مضامین دنیوی یا قصے کہانی یا معشوقوں اور عورتوں کی [illegible]
کے اشعار پڑھنا بھی مسجد میں ناجائز ہیں۔ بلکہ مشکوٰۃ شریف میں ہے بروایت [illegible]
امام احمد و ابن ماجہ رحمہم اللہ حضرت فاطمہ کبریٰ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی
علیہ وسلم سے کہ جب مسجد میں آؤ تو اول دہنا قدم رکھکر داخل ہو اول درود پڑھو کہ
یہ دعا پڑھے :۔ رب اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک اور جب [illegible]
اول بایاں قدم باہر رکھے اور درود پڑھ کر اسطرح پڑھے رب اغفر لی ذنوبی [illegible]
لی ابواب فضلک۔ اور بخاری شریف و مسلم شریف میں ہے حضرت ابوقتادہ [illegible]
اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو
چاہیئے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھے۔ دوم مرتبہ اقامت نماز کا ہے کہ [illegible]
ارکان نماز اس تصور سے ادا کرے کہ گویا میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں اور جیسے دیکھنے
کے وقت ہیبت و عظمت الٰہی کا چھا جانا یقینی ہے بن دیکھے بتجہیز وہ ہیبت [illegible]
چھا جاوے اور اگر اس تصور سے ادا نہ کر سکے تو اتنا یقین تو تمام نماز میں ضرور
رکھے کہ اللہ مجھکو دیکھ رہا ہے تاکہ بخیال حضوری تمام ارکان فرض واجب سنت
مستحب کامل طور پر مثل نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نماز صحابہ کرام ادا ہو
بخاری مسلم۔ ترمذی وغیرہا جملہ کتب حدیث میں ہے قال النبی صلے اللہ علیہ
وسلم تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک فرمایا نبی صلے اللہ علیہ
عبادت کرو اللہ کی اسطرح گویا کہ تو اسکو دیکھ رہا ہے نہیں اتنا تو ضرور خیال رکھ کہ اللہ مجھکو دیکھ رہا ہے
نماز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام بموجب تحقیق امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ یہ تھا جو
احادیث قولی و فعلی سے ثابت ہے۔ فجر کی نماز بعد صبح صادق اچھی روشنی کے وقت پڑھتے تھے
کتاب الحج باب سن الفلن و اقام بکلوا حد منہما بخاری شریف میں ہے عن ابی اسحٰق قال سمعت
عبد الرحمٰن بن یزید رضی اللہ عنہ یقول حج عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فاتینا اللہ

حين الاذان بالعتمة او قريبا من ذالك فامر رجلا فاذن واقام ثم صلى المغرب وصلى بعدها
ركعتين ثم دعا بعشائه فتعشى ثم امر اري فاذن واقام قال عمر والله اعلم ولشك
ولا من زهير ثم صلى العشاء ركعتين فلما طلع الفجر قال ان النبي صلى الله عليه وسلم
كان لا يصلي هذه الساعة الا هذه الصلوة في هذا المكان من هذا اليوم قال عبد الله
انما صلوتان تحولان عن وقتهما صلوة المغرب بعد ما يأتي الناس المزدلفة والفجر
حين ينزغ الفجر قال رايت النبي صلى الله عليه وسلم يفعله ابو احمد عمرو بن عبد الله
سبیعی سے مروی ہے۔ فرمایا سنا میں نے عبد الرحمن بن یزید نخعی سے فرماتے تھے کیا عبد
بن عمر رضی اللہ عنہما نے انکے ساتھ مزدلفہ میں جب ہم عشا کی اذان یا قریب عشا کی اذان
کے وقت پہونچے حضرت عبد اللہ کے حکم سے ایک آدمی نے آذان اور تکبیر کہی پھر حضرت
عبد اللہ نے نماز مغرب پڑھ کر دو سنت پڑھی پھر کھانا منگوا کر تناول فرمایا پھر میرا گمان ہے
کہ آپ کے حکم سے آذان اور تکبیر ہوئی حضرت عبد اللہ کے راوی فرماتے ہیں بیشک اذان و تکبیر
عشا زہیر راوی کا ہے پھر دو رکعت نماز عشا کی قصر کر کے پڑھی بوجہ سفر شرعی کے جب
صبح صادق ہو گئی فرمایا صبح صادق ہوتی ہے۔ اندھیرے میں یہ نماز فجر بجز مزدلفہ اور بجز
اس دن کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کبھی نہیں پڑھتے تھے اور فرمایا یہ دونوں نماز
اپنے وقت سے یہاں بدل دیگئی ہیں مغرب مزدلفہ ہی میں پڑھی جاتی جب کہ مزدلفہ میں
پہونچیں۔ اور فجر بعد صبح صادق غلس یعنے اندھیرے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسی ہی
پڑھا کرتے تھے ولیٰ یعنے بجز مزدلفہ کے بعد روانگی کے غزوات سے مغرب ہمیشہ اپنے وقت
پر بعد غروب آفتاب اور فجر اچھی روشنی ہو جانے کے بعد اور وقت نماز فجر اگرچہ بعد صبح صادق
ہو جاتا ہے اور جب مستورات مسجد میں جماعت سے حضور کے ساتھ نماز پڑھا کرتی تھیں
حضور مستورات کے لحاظ سے بعد صبح صادق غلس یعنے اندھیرے ہی میں نماز فجر پڑھا کرتے تھے
جیسا کہ بعض حدیثوں میں آیا ہے مگر بعد فرضیت حجاب اور منع فرما دینے عورتوں کے مسجد
میں آنے سے اور بیان فرما دینے اس امر کے کہ اگر تم گھر سے نہ نکلو اور گھر میں ہی نماز پڑھ لیا
کرو تو تمکو جسقدر میرے پیچھے میری مسجد میں ملتا ہے اس سے زیادہ گھر میں ملیگا۔ بیہقی سرور عالم

صلے اللہ علیہ وسلم نماز فجر اچھی روشنی ہو جانیکے بعد پڑھا کرتے تھے جیسا کہ حدیث مذکور
بخاری شریف سے واضح ہو چکا اور روشنی میں پڑھنے کا ارشاد فرمایا اور ظاہر ہے کہ اتباع
فرمان اتباع فعل پر مقدم ہے۔ اگر استحباب فعل کا منسوخ ہونا بھی ثابت ہو۔ چنانچہ ترمذی
شریف میں ہے عن رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر وفی الباب عن ابی برزۃ وجابر وبلال
وقد روی شعبۃ والثوری ھذا الحدیث عن محمد بن اسحٰق ورواہ محمد بن
عجلان ایضاً عن عاصم بن عمر بن قتادۃ قال ابو عیسٰی حدیث رافع بن خدیج
حدیث حسن صحیح وقد روی غیر واحد من اھل العلم من اصحاب النبی صلی
اللہ علیہ وسلم والتابعین الاسفار لصلوۃ الفجر وبہ یقول سفیان الثوری اھ قلت
وقد رواہ العلامۃ الطحاوی رحمہ اللہ عن کثیر من الصحابۃ والتابعین مرفوعاً
وموقوفاً ومتصلاً ومرسلاً فی شرحہ لمعانی الآثار۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے فجر کی نماز روشنی
کے وقت پڑھا کرو۔ اسواسطے کہ روشنی میں پڑھنے کا بہت بڑا ثواب ہے۔ اور اسی حدیث
کی ہم معنے حضرت ابو برزہ اور جابر اور بلال رضی اللہ عنہم سے حدیثیں منقول ہیں۔ اور
شعبہ اور سفیان ثوری رضی اللہ عنہما نے بھی اس حدیث کو حضرت محمد بن اسحاق سے
روایت کیا ہے اور حضرت محمد بن عجلان نے عاصم بن عمر بن قتادہ رحمہم اللہ سے انہوں نے
ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حدیث حضرت رافع حسن لذاتہ صحیح لغیرہ ہے اور بہت سے اصحاب
عظام اور تابعین کرام سے نماز فجر روشنی میں پڑھنا مروی ہے اور یہی مذہب ہے سفیان ثوری
رحمہ اللہ کا۔

اضعف العباد محمد وبیدار علی بن سید نجف علی غفر اللہ لہما کہتا ہے کہ علامہ طحاوی
رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو شرح معانی الآثار میں بہت سے صحابہ کرام اور تابعین عظام سے
اس حدیث کو نقل کیا ہے اور ظہر کی نماز جاڑوں میں اول وقت بعد ڈھل جانے آفتاب کے
پڑھتے تھے۔ (باقی آئندہ)

ریویو

تبصرۃ الاطبا کا خاص نمبر استاذ الاطباء

یہ نمبر دوحصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصہ میں استاذ الاطباء صاحب مرحوم کے حالات زندگی، ان کی طبی خدمات اور ان کے کارناموں کا تذکرہ ہے۔ دوسرا حصہ کلیات ہے۔ اس میں کلیات طب کے مضامین ہیں جو طبی رسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔ تیسرا حصہ ادویات ہے۔ اس حصہ میں مختلف ادویات کے مضامین ہیں جو وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے ہیں۔ چوتھا حصہ معالجات ہے۔ اس میں مختلف امراض کے علاج کے مضامین ہیں۔ پانچواں حصہ متفرقات ہے۔ اس میں متفرق مضامین ہیں۔ چھٹا حصہ تقاریظ ہے۔ اس میں مختلف کتابوں پر تقاریظ ہیں۔ ساتواں حصہ خطوط ہے۔ اس میں مختلف خطوط ہیں۔ آٹھواں حصہ اشتہارات ہے۔ اس میں مختلف اشتہارات ہیں۔

یہ نمبر بہت محنت سے مرتب کیا گیا ہے۔ اس میں استاذ الاطباء صاحب مرحوم کے حالات زندگی، ان کی طبی خدمات اور ان کے کارناموں کا تذکرہ ہے۔ اس نمبر کی ترتیب میں بہت محنت کی گئی ہے۔ اس نمبر کی ترتیب میں بہت محنت کی گئی ہے۔ اس نمبر کی ترتیب میں بہت محنت کی گئی ہے۔

ملنے کا پتہ:- مینجر رسالہ تبصرۃ الاطباء کوچہ گرو شیدا ران کشمیری بازار لاہور

اگر خدا توفیق دے تو ان کتابوں کو پڑھا کیجئے

مقدمہ میزان الادیان جس میں جملہ مذاہب کا ابطال اور اسلام کی حقانیت اعتبار کی کتابوں سے ثابت کر کے حقائق و دقائق اسلام و دلائل عقلیہ نقلیہ سے واضح طور پر دکھائے ہیں ضخامت ۸۰ صفحہ ٹائیٹل نہایت نفیس۔ کاغذ اعلیٰ قیمت عجالتاً

تفسیر سورہ فاتحہ حصہ دوم میزان الادیان جس میں ضمناً الحمد شریف کے تمام مسائل صوم صلوٰۃ حج و زکوٰۃ و عقائد اہلسنت احادیث صحیحہ کے مطابق ثابت کئے گئے ہیں ضخامت تقریباً حصہ اول کے برابر کاغذ عمدہ۔ ٹائیٹل نہایت خوشنما عجالتاً

تحقیق المسائل جس میں کتب معتبرہ کے تمام مسائل نہایت بسط سے درج ہیں اور ثبوت قیام میلاد شریف اور رسوم چہلم وغیرہ کی بابت تقریر دلپذیر ہے۔ ۵ر

حدائق بخشش اردو آنحضرت بریلوی کا فخیمہ کلام ۵ر

ہدایۃ الطریق فی بیان تقلید التحقیق۔ غیر مقلدین کے تمام اوہام اور انکے عجوبہ سوال و جواب کے پرخچے اڑائے ہیں

دیوان دیدار بغتیہ فارسی۔ ۴ر

دیوان دیدار بغتیہ اردو۔ ۶ر

دافع الفساد در رد وہابیہ۔ ۳

فضائل شعبان و التراویح و قیام رمضان ۰۲ر

رسول الکلام ثبوت میلاد شریف میں عجیب ہے ۸ر

وہوس المقلدین۔ غیر مقلدین کے مناظرہ کا قاعدہ اور انکی اندرونی پول۔ مناظرہ قلعہ گوجر سنگھ کا چرچہ جس میں غیر مقلد کا ایک بڑے پیشوا کو شکست فاش اٹھانی پڑی ہے

القول الصواب فی سلۃ الجماعۃ عن ہر فرقہ کی تحقیق

بہار شریعت۔ نماز روزہ حج و زکوٰۃ عقائد و طہارت نکاح طلاق وغیرہ کے مکمل مسائل جس جمع کر دیئے ہیں

نماز حضوری از مولانا غلام قادر صاحب بھیروی

اوراق غم۔ مکمل شہادت نامہ۔

نور ربانی مناقب غوث صمدانی

احسن الوعائی آداب الدعا

ترجمہ ورد السبتیہ فی رد علی الوہابیہ از علامہ زینی دحلان مفتی بیت اللہ شریف۔

ہدایۃ الغوی در رد شیعہ و مناظرہ حسین الطریفی

سیف چشتیائی (حجۃ اللہ البالغہ) اردو ترجمہ میں علامہ زمان قطب دوران قبلہ سید مہر علیشاہ صاحب

نشین گولڑہ شریف کی اسلامیہ بینظیر کتاب

موذن الاوقات۔ نماز روزہ کے جملہ اوقات دنیا کے ہر حصہ خصوصاً اور نظر بیا چھ ہزار مقامات کیلئے عموماً مفید ہے

نقشہ دیا گیا ہے۔

المشتہر

ملنے کا پتہ:۔ ابوالبرکات سید احمد غفرلہ۔ ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور۔

المسلم اخو المسلم لا یشتد بقضہ بعضا وہ ایک مسلمان دوسرے کو تکلیف نہ دے

مسلمان بھائی بھائی ہیں

تعاونوا علی البر والتقوی

نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو

کونوا عباد اللہ اخوانا

خدا کے بندو بھائی بھائی بنو

بسرپرستی



حضرت علامۂ دوران مولانا ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب مفتی پنجاب ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور

ہمدرد اتحاد و اتفاق و اشاعت مذہب اہلسنت و اخلاق ماہوار رسالہ

معین الدین

دین کے معین بنو

جلد ۱ بابت ماہ نومبر سنہ ۱۹۳۳ء نمبر ۹

ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر

مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ صاحب فاضل حزب الاحناف ناظم انجمن معین الدین تاجپورہ متصل دسن پورہ لاہور

مطبوعہ کوہ نور سٹیم پریس وطن بلڈنگ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

وہابی دیوبندی نام نہاد مسلمانوں کے مختصر عقائد کی فہرست

ناظرین کرام! آج کل حنفی نما مسلم کش مسلمان جو اذناب وہابیہ دیوبندیہ سے ہیں انتسام اقسام کی چالیں اختیار کر کے آپ کے مذہب میں رخنہ اندازی کر رہے ہیں۔ ان سے بچنے کیلئے ان کے جُل اور کید سمجھنی کی از حد ضرورت ہے۔ مندرجہ ذیل فہرست حاضر ہے اسکے ذریعہ آپ ہر مدعی سنیت کا امتحان لے سکتے ہیں۔ اور ان عقائد کے ابطال پر نہ صرف اقرار بلکہ دستی تحریر لیکر اُسے اپنا امام مسجد یا معلم بنا سکتے ہیں یہی وہ عقائد ہیں جنپر علماء عرب و عجم نے تکفیر کی اور بتایا کہ ایسے عقائد والا یا ایسے عقیدہ والوں کو اچھا جاننے والا قابلِ امامت نہیں ہو سکتا۔

عقیدہ نمبر ۱۔ گنگوہی فتویٰ۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صـ۵ میں ہے "محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے۔ اور مذہب انکا حنبلی تھا البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی۔ مگر وہ اور ان کے معتقدی اچھے ہیں۔ مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ہیں۔ ان میں فساد آگیا ہے اور عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی شافعی مالکی حنبلی کا ہے" مسلمانو خود انصاف کرلو کہ دیوبندی اور وہابی میں کیا فرق ہے جبکہ مفتی صاحب نے خود یہ فیصلہ کیا ہے۔ جو کہ علمائے دیوبند کے امام ربانی و قطب صمدانی ہیں۔

عقیدہ نمبر ۲۔ مولود شریف بدعت و منکر قیام کفر و شرک اور مثل کنہیا کی تعظیم کے ہے۔ براہین قاطعہ صـ۱۴۸ میں لکھا ہے۔ "کہ خود مجالس (مولود شریف) ہمارے زمانے کی بدعت و منکر ہے اور شرعاً کوئی صورت اسکے جواز کی نہیں ہو سکتی" بلفظہٖ۔ اور اسی صفحہ میں لکھتے ہیں "الحاصل یہ قیام صورت اولیٰ میں بدعت منکر اور دوسری صورت میں حرام و فسق اور تیسری صورت میں مکروہ تحریمی اور چوتھی صورت میں اتباع ہوا و گناہ کبیرہ ہوتا ہے پس کسی وجہ سے مشروع و جائز نہیں" اور صـ۲۲۸ میں ہے "یہ قیام مشابہ فعل ہنود کے بھی ہے کہ وقت ولادت کنہیا کے ہنود بھی ولادت فرضی کر کے ایسی تعظیم کرتے ہیں"۔

عقیدہ نمبر ۳۔ امکان کذب یعنی خدائے تعالیٰ کے جھوٹ بولدینے کو (معاذ اللہ) جائز اور ممکن سمجھنا۔ "امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید کا جائز ہے یا نہیں"۔ (براہین قاطعہ مؤلفہ خلیل احمد انبیٹوی صـ۲) اور رشید احمد گنگوہی نے دفوع کذب باری کے قائل کو ضال اور فاسق و کافر کہنے

سے منع کیا اور وقوع کذب کے معنی دست ہونیکی تصریح کردی۔ اس کا پوری فتوی کتبخانہ بریلی میں موجود ہے اور اس کے فوٹو اکثر علمائے اہلسنت کے پاس ہیں۔

عقیدہ نمبر ۴۔ خدا تعالیٰ کو بھی وہابیہ کے نزدیک غیب کا علم نہیں۔ البتہ چاہے تو دریافت کرسکتا ہے۔ "سو اسطرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کرلے۔ یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے کسی ولی نبی جن فرشتہ۔ پیر و شہید امام۔ امام زادے کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی۔" (تقویۃ الایمان صفحہ)

عقیدہ نمبر ۵۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بڑا بھائی کہنا۔ "پس اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونیکے آپکو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہدیا۔ وہ تو خود نص کے موافق ہی کہتا ہے۔" (براہین قاطعہ صفحہ ۳) "اولیاء انبیاء۔ امام و امام زادے پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندہ عاجز جانے بھائی (تقویۃ الایمان صفحہ)

عقیدہ نمبر ۶۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علم کو امت سے کم بتانا۔ "انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل ایسمیں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں۔" (تحذیر الناس صفحہ ۵ مصنفہ محمد قاسم نانوتوی)

عقیدہ نمبر ۷۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو شیطان و ملک الموت سے کم جاننا۔ "شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہے۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرنا ہے (براہین قاطعہ صفحہ) اور "ملک الموت سے افضل ہونیکی وجہ سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ علم آپکا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہے چہ جائیکہ زیادہ۔" (براہین قاطعہ صفحہ ۵۲ مطبوعہ ہلالی سٹیم پریس ساڈھورہ)

عقیدہ نمبر ۸۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو بچوں۔ پاگلوں اور چوپایوں کے علم سے تشبیہ دینا والعیاذ باللہ۔ "پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ مراد اس سے بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اسمیں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔" (حفظ الایمان مطبوعہ مطبع مجتبائی مصنفہ اشرفعلی تھانوی صفحہ)

عقیدہ نمبر ۹۔ مدرسہ دیوبند کے تعلق سے فخر عالم علیہ السلام کو اردو بولنا آگیا۔ معاذ اللہ۔ "ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپکو اردو میں کلام کرتے دیکھکر پوچھا کہ آپکو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ نے عربی میں فرمایا کہ جب سے علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہمکو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔ (براہین قاطعہ صفحہ ۲۶)

عقیدہ نمبر ۱۰۔ ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا۔ اللہ کی شان کے آگے جمادی بھی زیادہ ذلیل ہے بلفظہ (تقویۃ الایمان صفحہ)

ہم تو ٹرا مخلوق انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی کو جانتے ہیں۔ اگر وہابیہ بھی انہیں بڑا مخلوق کہتے ہیں جب تو یہ انبیا کی کمی توہین ہے اگر انہیں بڑا مخلوق نہیں کہتے تو کسکو بڑا مانتے ہیں اس سے انبیا اور سروں سے جھوٹے ٹھیرینگے یہ بھی کوہین ہے۔

عقیدہ (۱۱) تقویۃ الایمان میں جناب فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ان الفاظ میں افترا کیا ہے (میں بھی مرکر ایکدن مٹی میں ملنے والا ہوں (تقویۃ الایمان صفحہ ۶۰)

عقیدہ (۱۲) نماز میں حضرت کی طرف خیال لیجانا اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں دوڑانے سے کئی درجہ بدتر ہے۔ (معاذ اللہ) صرف ہمت بسوی شیخ بامثال آن از معظمین گو جناب سالتماب باشند بچندین مرتبہ بدتر از استغراق در عورتے کہ خود است (صراط مستقیم صفحہ ۹۵ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۸ ہجری

عقیدہ (۱۳) دعوی رسالت۔ اشرفعلی تھانوی کے ایک مرید نے اپنے خواب اور بیداری کا واقعہ ان لفظوں میں لکھا ہے کچھ عرصہ کی بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ آپ کا نام لیتا ہوں اتنی میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر زور ہے کہ صحیح پڑھا جاوی لیکن زبان سے بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشرفعلی نکل جاتا ہے وغیرہ وغیرہ مولوی اشرفعلی صاحب کا جواب۔ اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جسکی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالے اتباع سنت ہی صفحہ ۱۲ شوال ۱۳۳۵ھ از رسالہ الامداد بابتہ صفر ۱۳۳۶ھ صفحہ ۳۵

مسلمانو! آنکھیں کھولو بیدار ہو اہنر نوں کو بچاؤ اپنے ایمانوں کو بچاؤ وہابیہ دیوبندیہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ السلام کی توہین و تنقیص در کے پے ہیں۔ اور اپنے آپ رسول بننا چاہتے ہیں۔ اب انکی گمراہی اور بے دینی میں کیا کسر رہ گئی ہے؟

عقیدہ (۱۴) سید تنا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کی جناب میں گستاخی اور اہل بیت نبوت و رسالت کی سخت تشنیع توہین۔ عبارت ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر واشرف علی تھانوی کے گھر حضرت عائشہ رضؓ آئیوالی ہیں۔ انہوں نے مجھے کہا کہ میرا (اشرفعلی کا) ذہن معاً اسیطرف منتقل ہوا کہ کم سن عورت اس کے پاس آئیگی) اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضؓ سے نکاح کیا تو حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم سن تھیں وہی قصہ یہاں سے منقول از رسالہ الامداد صفر ۱۳۳۵ھ **مسلمانو!** ہزار افسوس ہے ستم افسوس اس چودھویں صدی کے حکیم امت کو حضرت ام المومنین عائشہ رضؓ کا پاس ادب اور عظمت اتنا بھی نہ رہا بے غیرت آدمی بھی اپنی ماں کو موجود ہیں دیکھ کر تعبیر کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا کہ اس کی ایسی ہی سن و سال کی مرغوبہ سے شادی ہوجائے ماں کے آنے کو جورو ملنے سے کوئی بھی تعبیر نہ کریگا مولوی اشرف علی کی غیرت و حمیت

اس درجہ پر پہونچگئی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غبار پائے ناقہ مبارک پر ہماری ماؤں کی جانیں قربان الخ (ایمان ص)

عقیدہ (۱۵) جو شخص اللہ جل شانہ کے سوا غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے وہ بیشک کافر ہے فتاوی رشیدیہ جلد ۱ ص ۱۶

عقیدہ (۱۶) مدد مانگنا اولیاء وانبیاء سے شرک ہے فتاوی رشیدیہ جلد سوم ص ۶ بلفظہ غیر اللہ سے مدد مانگنا اگرچہ نبی ہو یا ولی شرک ہے

عقیدہ (۱۷) یا رسول اللہ کہنا کفر ہے اگر سمجھے کہ آپکی ذات سن لیتی ہے اگر یہ نہیں تو مشابہ بکفر ہے فتاوی رشیدیہ جلد ۱ ص

عقیدہ (۱۸) چار مصلے جو مکہ معظمہ میں مقرر کئے ہیں لاریب یہ لمز بون ہے الخ بلفظہ (سبیل الرشاد رشید احمد گنگوہی)

عقیدہ (۱۹) تمام نذر و نیاز اور منتیں کرنیوالے اور انبیاء اولیاء کو اپنا شفیع سمجھنے والے وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک ابوجہل کے برابر مشرک ہیں (عبارت) پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر نیاز کرنی اور انکو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا دبت پرستوں کا) کفر شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ الخ (بلفظہ تقویۃ الایمان ص ۸) (ایڈیٹر)

ندائے یا شیخ و یا رسول اللہ اور حضور کے حاضر ناظر

ہونیکے متعلق مولوی احمد علی شیرانوالہ کا عقیدہ ضالہ اور جمہور اہلسنت والجماعت کا اعتقاد

مکرمی و محترمی قبلہ سید صاحب دائم ظلکم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ نگزارش ہے کہ مولوی احمد علی ناظم خدام الدین مقیم دروازہ شیرانوالہ نے ایک استفتا کے جواب میں مندرجہ ذیل عبارت بحوالہ درمختار لکھی ہے۔ آیا یہ عبارت مولوی احمد علی کا فتوی صحیح ہے یا غلط؟ حضور انور علیہ الصلوٰۃ السلام کو حاضر و ناظر جان کر درود و سلام عرض کر سکتے ہیں یا نہیں اور اس اعتقاد سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے یا نہیں۔ جواب مفصل عنایت ہو۔

نقل فتوی مولوی احمد علی ناظم خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ یا شیخ وغیرہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناضر نہ سمجھا جائے بلکہ یہ خیال ہو کہ فرشتہ لیجا کر پہنچا دینگے تو اس درود شریف کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں احناف کی

کتابوں (مثلاً درمختار) میں اس وظیفہ کے پڑھنے والوں کی تکفیر موجود ہے لہذا ہرگز نہیں پڑھنا چاہیے۔
علی ہذا القیاس باقی مسئولہ الفاظ (یا علی وغیرہ) اگر حاضر و ناظر سمجھ کر پڑھتا ہے تو کافر ہے ورنہ پھر بھی اُنکے کلمہ سے احتراز واجب ہے اُن کی بجائے اُن لوگوں کو ذکر الٰہی کرنا چاہیے۔ احقر العباد و حافظ فقیر قادری پنجبر آرمی پریس لاہور

جمہور اہلسنت کا عقیدہ۔ (از قلم علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب)

علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر صلوٰۃ وسلام عرض کرنا اعلیٰ درجہ کی سعادت اور جنت میں قربت ہے اور آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر سمجھنا اور اس خیال سے صلوٰۃ وسلام عرض کرنا کہ آں حضور بنفس نفیس بلا واسطہ شنیدہ کی بھی ہمارا درود سنتے ہیں کفر نہیں بلکہ علماء ربانی و صوفیاء حقانی کا اعتقاد ہے کہ اس کو کفر و شرک بتانے والے وہ جاہل و ضال و مضل ہے بعینہٖ عبارت درمختار کی (ج ۱ ص ۳۲۶) یہ ہے وفی الوھبانیۃ بل درویش درویشان کفر بعضھم وصحح ان لا کفر وھو المعتمد فتاوی روہانیہ میں بدرویش درویشان کہنے والے کی بعض نے تکفیر کی ہے اور صحیح یہ ہے کہ کفر نہیں اسکی تشریح علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ان لفظوں میں فرمائی ہے (قولہ کفر بعضھم لان معناہ جمیع الاشیاء مباحۃ فیدخل فیہ مالا یجوز اباحتہ فیکون مبیح الحرام وھو کفر . . . یعنی بعض نے تکفیر اس لحاظ سے کی ہے کہ اس جملہ کے معنے یہ ہیں کہ تمام چیزیں مباح ہیں۔ تو اس میں غیر مباح بھی داخل ہونگی اور حرام کو حلال و مباح ٹھہرانا کفر ہے لہذا بایں اعتقاد درویش درویشان کہنے والا کافر ہے لیکن اس کی تردید اول تو خود صاحب درمختار نے فرمائی علاوہ بریں یہی علامہ شامی اس عبارت کے آگے فرماتے ہیں۔ وھذا باطل لان معناہ مسکنۃ المساکین او فقر الفقراء فکانہ قال مسکنا بمسکنۃ المساکین او افقرنا ایاک بفقر الفقراء ولا حلالۃ فیہ قط علی ما ذکرناہ فی الیزازیۃ یعنی اس معنی کے خیال سے تکفیر کرنا باطل ہے اسلئے کہ بدرویش درویشان کے یہ معنے ہیں مسکنۃ المساکین یا فقر الفقراء تو گویا کہنے والے کی عرض یہ ہو کہ مساکین کی مسکنت کے ساتھ ہی تمسک کرتے ہیں یا ہم تیری طرف افتقار و احتیاج ظاہر کرتے ہیں فقراء کے فقر کے توسل سے تو اسمیں توسل و تضرع کے ساتھ اور کچھ نہیں لہذا اس کے قائل کو کافر کہنا باطل ہے۔

اس کے بعد صاحب درمختار نے شیئاً للہ کے مسئلہ کو لکھا ہے اور مسئلہ اولیٰ کے ساتھ تشبیہ دی ہے جس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ صاحب درمختار کے نزدیک شیئاً للہ کہنے والے کی تکفیر بھی اسی طرح باطل ہے جسطرح کہ درویش درویشان کے قائل کی اسلئے کہ درمختار میں بایں الفاظ اس مسئلہ کو ذکر کیا ہے۔

وکذا اقول شیئاً للہ قیل بکفرہ مزید براں یہ ہے کہ لفظ قیل کے ساتھ لکھا ہے جو ضعیف و مرجوح ہونے پر دال ہے اور ضعیف مرجوح قول پر حکم کرنا فتویٰ دینا سخت ممنوع اور جہل ہے درمختار میں ہے۔ ان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جھل وخرق للاجماع لہذا لفظ قیل اور کذا کے ساتھ ذکر کرنے سے ہی واضح ہو گیا کہ یہ قول ضعیف و مرجوح اور غیر صحیح ہے اس قول کی بنا پر وظیفہ شیئاً للہ کے پڑھنے والے کو کافر قرار دینا مفتی کی جہالت و سفاہت اور حماقت کی بیّن دلیل ہے حالانکہ علامہ سید ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے درمختار میں عدم تکفیر کو ترجیح دی ہے حیث قال (قولہ قیل بکفرہ) وینبغی ان یرجح عدم التکفیر فانہ یمکن ان یقول اذا طلب شیئاً لغیر اللہ تعالیٰ۔ یعنی عدم تکفیر کو ترجیح دینا واجب ضروری ہے اس لئے کہ ممکن ہے کہ قائل کی مراد اس قول سے یعنی شیئاً للہ سے یہ ہو کہ اگر اللہ کچھ دے جسطرح عام محاورہ ہے کہ خدا کے واسطے کچھ دے خدا کے لئے میرا کام کر دو۔ یہ کام خدا واسطے کا ہے۔ اللہ واسطے دینا ثواب ہے۔ تو کیا کوئی نافہم بلید الذہن یہ سمجھ سکتا ہے کہ اس کے کہنے والے نے خدا کو فقیر و محتاج جانا۔ اس لئے اس کے واسطے مانگتا ہے۔ حاشا للہ۔ یہ مضمون خبیث عاقل تو عاقل کسی لایعقل بچے کے ذہن میں بھی نہیں آتا جسکی بنا پر وہ قول ضعیف صاحب درمختار نے لفظ قیل بکفرہ کے ساتھ ذکر کیا ہے لیکن وہابیت کا برا ہو مسلمانوں کی تکفیر کے شوق میں عبارات فقہاء کو توڑ مروڑ کر اپنے خیال کاسد کے مطابق بنانا چاہتے ہیں اور مخلوق خدا کو دھوکا فریب دیتے ہیں کہ فقہ کی معتبر کتاب درمختار میں اس وظیفہ کے پڑھنے والے کی تکفیر موجود ہے حالانکہ درمختار میں اور اس کے حاشیہ ردالمحتار میں اسکی تردید موجود ہے۔ جیسا کہ ابھی پڑھ چکے ہو۔ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ خود درمختار کے استاد علامہ خیر الدین رملی اپنے فتاویٰ خیریہ کی جلد دوم میں اس وظیفہ کے جواز میں نہایت شد و مد کے ساتھ فتوے تحریر فرماتے ہیں۔ تو لھم یا شیخ عبد القادر فھو نداء واذا اضیف الیہ شیئ فھو طلب شیئ اکراماً للہ فما الموجب لحرمۃ ولا یجوز لاعتزار بانی قیدت الشرائط ونظم الفرائد ومن قال شیئاً للہ بعض تکفیرہ الخ۔ اذ لا وجہ لذالک وکیف ذلک مع قولھم لا یخرج المؤمن من الایمان الا بجحود ما ادخلہ فیہ وقولھم الکفر شئی عظیم فلا یکفر المسلم اذا اختلفت فیہ وجوہ روایۃ ضعیفۃ ومعاذ اللہ ان یوجد الکفر بذلک وقد قال شارحہ وینبغی ان یرجع فیما عدا التکفیر الخ۔ یعنی یا شیخ عبد القادر کہنے والوں کے متعلق حکم یہ ہے کہ یہ ایک نداء ہے پھر اسکی حرمت کی وجہ کیا ہے اور جب اس کے

ساتھ شیئاً للہ مضاف کر دیا گیا۔ تو اسکے معنے یہ ہیں کہ اکراماً و تعظیماً للہ کچھ دو۔ پھر فرماتے ہیں کہ تم کو وہ عبارت دھوکا نہ دے جو قید الشرائد و نظم الفرائد میں ہے کہ جو شخص شیئاً للہ کہے تو بعض کے نزدیک کافر ہے۔ اس لئے کہ تکفیر کی کوئی وجہ نہیں اور کیونکر تکفیر جائز ہو سکتی ہے جبکہ فقہا کا یہ قول ہے۔ کہ مومن ایمان سے جارج نہیں ہوگا جب تک اس چیز کا انکار نہ کرے جس نے اُس کو ایمان میں داخل کیا ہے اور نیز یہ بھی فقہا کا ارشاد ہے کہ کفر بری چیز ہے مسلمانوں کی تکفیر نہیں کی جائیگی جس مسئلہ میں علما کا اختلاف ہوگا یعنی جو مسئلہ علماء کرام و مجتہدین عظام میں مختلف فیہ ہے اُس کے انکار کی وجہ سے کسی کی تکفیر جائز نہیں اور وظیفہ یا شیخ عبد القادر میں خدا کی پناہ کفر ہے ہی نہیں پھر فرماتے ہیں کہ قید الشرائد کے شارح نے کہا ہے کہ عدم تکفیر کے قول کو ترجیح دینا واجب و لازم[1] ہے لہذا معلوم ہوا کہ فی زمانہ جو لوگ علماء کے لباس میں ملبوس ہو کر اس وظیفہ کو کفر اور اس کے پڑھنے والوں کی تکفیر فقہاء کرام کے ذمہ تھوپتے ہیں۔ اور بڑے مفتری و کذاب اور فریبی و دغا بازی کے مرتکب ہیں آپنے ملاحظہ فرمالیا کہ جس کتاب میں یہ مسئلہ مندرج ہے وہ اوّل تو کتاب ہے الاخود اُس کو ضعیف و مرجوح بتا رہا ہے علاوہ برین شارحین نے بلکہ صاحب در مختار کے اُستاد خیر الدین رملی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اُس روایت کی خوب تردید و تضعیف فرمادی اور اس روایت پر حکم دینا سخت ممنوع و ناجائز قرار دیا۔ اور بلجئے امام شیخ الاسلام شہاب الدین رملی انصاری کے فتوٰی میں ہے سئل عما یقع من العامۃ من قولھم عند الشدائد یا شیخ فلان ونحو ذالک من الاستعانۃ بالانبیاء والمرسلین والصالحین ھل المشائخ غائبۃ بعد موتھم املا فاجاب بما نصہ۔ ان الاستغاثۃ بالانبیاء والمرسلین والاولیاء والعلماء والصالحین جائزۃ لان الانبیاء والرسل والاولیاء والصالحین غائبۃ بعد موتھم الخ یعنی انکے استغاثہ کو اکثر عوام لوگ جو سختیوں کے وقت انبیاء و مرسلین و اولیاء صالحین سے فریاد کرتے ہیں۔ اور یا رسول اللہ۔ یا علی۔ یا شیخ عبد القادر جیلانی اور انکی مثل کلمات کہتے ہیں۔ یہ جائز ہے یا نہیں اور اولیاء بعد انتقال کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں انہوں نے جواب دیا کہ بیشک انبیاء و مرسلین و اولیاء و علماء سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال بھی مدد فرماتے ہیں الخ سیدی جمال بن عبد اللہ عمر کی اپنے فتاوٰی میں فرماتے ہیں۔ سُئلتُ عمن یقول فی حال الشدائد یا رسول اللہ او یا علی او یا شیخ عبد القادر مثلا ھل ھو جائز شرعا املا

[1] اب قارئین کرام خیال فرمائیں کہ مشین کفران لوگوں کے لگائی ہے یا غبار اہلسنت نے۔

احبتُ لغم۔ الاستغاثہ بالاولیاء وندائھم والتوسل بھم مشروع وشئی مرغوب لاینکرہ الامکابر او معاند وقد حرم برکۃ الاولیاء الکرام الخ

یعنے مجھے سوال اُس شخص کے بارے میں جو مصیبت کے وقت میں کہتا ہے یا رسول اللہ۔ یا علی یا شیخ عبدالقادر مثلاً کہنا یہ جائز ہے یا نہیں ہیں نے جواب دیا ہاں اولیاء سے مدد مانگنی اور اُنہیں پکارنا اور اُنکے ساتھ توسل کرنا شروع میں جائز اور پسندیدہ چیز ہے جسکا انکار نہ کریگا مگر ہٹ دھرم یا صاحب عناد اور بیشک وہ اولیاء کرام کی برکت سے محروم ہے۔

یہ مختصر جواب ہدایت مآب کلمات مذکور کے متعلق عرض کیا گیا ہے مصنف غیر متعصب کیلئے اسیقدر کافی ہے اُسکے جواز میں کلام نہ کریگا مگر سفینہ جاہل یا ضال مضل۔ جسے اس مسئلہ کے متعلق قدرے تفصیل مطلوب ہو۔ شغفار مقام امام علام بقیۃ المجتہدین اکرام تقی الدین ابوالحسن علی سبکی و مواہب لدنیہ امام احمد قسطلانی شارح صحیح البخاری و شرح مواہب علامہ زرقانی و مطالع المسرات علامہ فاسی و مرقاۃ شرح مشکوٰۃ علامہ قاری لمعات و اشعۃ اللمعات شروح مشکوٰۃ و جذب القلوب الی دیار المحبوب و مدارج النبوۃ تصانیف شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی و افضل القری شرح ام القری امام ابن حجر مکی وغیرہ کتب و کلام علماء کرام و فضلاء عظام علیہم رحمۃ الغر العلام کیطرف رجوع کرے۔

تیسرا مسئلہ صاحب درمختار نے یا حاضر ناظر کا لکھا ہے اگر پروردگار عالم جلّ مجدہٗ کو حاضر ناظر کہکر پکارا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ تو فرماتے ہیں کہ کفر نہیں اور ظاہر ہے کہ نفی کفر مستلزم جواز نہیں ہو سکتا اسلئے کہ ممکن ہے کہ حرام ہو یا مکروہ ہو چنانچہ تحریر فرماتے ہیں۔ "یا حاضر یا ناظر لیس یکفر"۔ قال الشامی قدس سرہ السامی علی قولہ لیس یکفر۔ فان الحضور بمعنی العلم شائع مایکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم۔ والنظر بمعنی الرؤیۃ۔ الم تر ان اللہ یری فالمعنی

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حاضر یا ناظر کہنے والے کی تکفیر اسوجہ سے نہیں کیجائے گی کہ حضور بمعنے علم شائع ہے اور نظر بمعنے رویۃ بھی مستعمل ہے تو اُسکے معنے یہ ہو سکتے ہیں کہ یا عالم یا مرئی لہذا اس معنے کے لحاظ سے قائل کی تکفیر نہیں کیجائے گی۔

یہاں سے معاندین و مانعین کا رد ہو گیا جو کہتے ہیں کہ حضور اقدس سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم اور اور اولیاء کاملین و علماء راسخین کو حاضر ناظر کہنا شرک ہے یا اقل درجہ میں حرام و معصیت ہے۔

آپ نے دیکھ لیا کہ فقہاء کرام تو حاضر و ناظر کے لفظ کو رب العزت جل مجدہ کی شان میں اطلاق کرنے والے کو تکفیر سے بچانے کیلئے تاویل کر رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بلا تاویل اسکا اطلاق حضرت حق جل و علا کی ذات پر جائز نہیں چہ جائیکہ یہ صفت خاصۂ پروردگار عالم بتائی جائے کسقدر جہالت ہے یہیں سے معلوم ہوا۔ کہ انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر بلا شبہ کہا جا سکتا ہے وجہ یہ ہے کہ حاضر وہ ہے جو مکان میں ہو جو ہوا اور ناظر وہ ہے جو ہر ملک چشم سے دیکھے اور پروردگار عالم کی ذات کو کسی مکان میں مقید کرنا اور یہ کہنا کہ وہ ہر جگہ حاضر یا وہ آنکھ کی پتلی سے دیکھتا ہے جسطرح ہم دیکھتے ہیں یہ کفر صریح ہے علاوہ ازیں اسکے اسماء توقیفی ہیں یعنی جن اسماء کا اطلاق قرآن و حدیث میں کیا گیا ہے انہیں اسماء کے ساتھ پکاریں گے۔ یا اس لفظ کے ساتھ پکارینگے جسمیں بجز خوبی کے کوئی معنے منافی ذات وصفات نہ پائی جائیں۔ جیسے لفظ یزدان خدا۔ ایزد خداوند فرمایا وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا۔ نبراس مع التعلیقات القسطاس کے صفحہ ۲۷۱ میں جہاں جسم و جوہر کے اطلاق کو ذات باری اسمہٗ پر منع فرمایا ہے اس کی دلیل میں ارشاد فرماتے ہیں۔ لوجهين احدهما انه لم يوجد هذا الاطلاق في القرآن والحديث ومذهب اهل السنة ان لا يسمى الله سبحانه الا بما ورد فيهما لقوله تعالى وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْ اَسْمَآئِهٖ ۔ ۔ ۔ ۔

یعنی جوہر جسم متحیز کا اطلاق اس لئے پروردگار عالم پر ممنوع ہے کہ ان لفظوں کا اطلاق قرآن و حدیث میں نہیں پایا گیا۔ اور مذہب اہلسنت یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں جو اسماء مذکور ہیں۔ اُن کے سوا دوسرے نام سے باری عز اسمہٗ کو نہیں پکارینگے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى

چند سطور کے بعد تحریر فرماتے ہیں:۔ قال القاضي ابو بكر كل لفظ دل على معنى ثابت لله تعالى ولم يكن موهما ينقض جاز اطلاقه وشرط اخرون مع ذلك ان يكون مشعرا بالجلال والتعظيم وتوقف امام الحرمين وفصل الامام الغزالي وقال يجوز ما يدل على الصفة لا ما يدل على الذات۔ وقال الامام الاشعري لا بد من اذن الشارع۔ وفي شرح المواقف هو المختار۔ ۔ ۔ ۔

قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو لفظ ایسے معنے پر دلالت کرے جو ربّ العزت جلّ علا کے لئے ثابت ہے اور اس میں نقص کا وہم بھی نہ ہو۔ ایسے لفظ کا اطلاق جائز ہے۔ (جیسے لفظ ایزد وغیرہ) اور دیگر ائمہ

نے اور شروط اضافہ کیں یعنے جو دال علے الصفۃ ہو نہ کہ دال علے ذات۔ اور امام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اذن شارع ضرور ہے اور شرح مواقف میں اسی کو مختار بتایا ہے؟

آیہ کریمہ وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر جلد ۱۴ ص ۱۷۵ میں ارقام فرماتے ہیں۔ دلت ھذہ الآیۃ علی ان اسماء اللہ تعالیٰ لیست الا للہ تعالیٰ و الصفات الحسنیٰ لیست الا للہ فیجب کونھا موصوفۃ بالحسن والکمال فھذا یفید ان کل اسم لا یفید فی المسمّٰی صفۃ کمال وجلال فانہ لا یجوز اطلاقہ علی اللہ جلّ وعلا یعنے آیہ کریمہ میں اس بات کا حصر ہے کہ اسماء باری تعالےٰ اسی کے ساتھ خاص ہیں۔ اور صفات حسنے اسی کے لئے ہیں تو اسماء کا متصف بالحسن والکمال ہونا واجب ہوا اور اسی نے یہ فائدہ دیا کہ جو اسم مسمے میں صفت کمال و جلال کا فائدہ نہ دے اُس کا اطلاق حق سبحانہٗ پر جائز نہیں۔ پس لفظ ناظر جبکہ آنکھ کی پتلی کے لئے از روئے لغت موضوع ہے تو اُس کا اطلاق ذات باری عزّ اسمہٗ پر بلا تاویل ہرگز جائز نہیں اس میں فرماتے ہیں۔ یجب علی الانسان ان یدعو اللہ بھا وھذا یدل علی ان اسماء اللہ تعالیٰ توقیفیۃ لا اصطلاحیۃ ولما یؤکد ھذا انہ یجوز ان یقال یا جواد ولا یجوز ان یقال یا سخی ولا یقال یا عاقل یا طبیب یا فقیہ وذلک یدل علی ان اسماء اللہ تعالیٰ توقیفیۃ لا اصلاحیۃ ..... انسان پر واجب ہے کہ باری سبحانہٗ وتعالیٰ کو اسماء حسنے کے ساتھ پکارے اور یہاں سے معلوم ہوا کہ اس کے اسماء توقیفی ہیں اصطلاحی نہیں یعنی جو اسماء قرآن وحدیث میں یا اقوال سلف صالحین میں مستعمل ہیں۔ اُن کے سوا کسی ایسے دوسرے نام سے خدائے قدوس کو نہیں پکارینگے جس میں صفت جلال وکمال موجود نہ ہو لہذا یا جواد کہنا جائز اور یا سخی کہنا ناجائز اور اسی طرح یا عاقل یا طبیب یا فقیہ وغیرہ کہنا ممنوع۔

اور ناظر و حاضر لغت میں حاضر اُسکو کہتے ہیں جو پہلے غائب ہو پھر کسی جگہ آوے مصباح المنیر میں ہے۔ حضرت مجلس القاضی وحضر الغائب حضورا۔ قدم من غیبۃ۔ منتہی الارب میں ہے حاضر شوند۔ اور ناظر اُسکو کہتے ہیں جو پتلی سے دیکھے مصباح المنیر جلد دوم میں ہے والناظر السواد الاصغر من العین الذی یبصر بہ الانسان شخصہ یعنی ناظر آنکھ کی پتلی کو کہتے ہیں۔ جسکے ساتھ انسان ہر ایک چیز کی صورت کو دیکھتا ہے اور خدائے قدوس مکان و نظر سے منزہ و

پاک ہے اس لئے اسکو سمیع و بصیر و علیم و خبیر کہینگے قاموس اللغات میں ہے۔ والناظر العین او النقطۃ السوداء فی العین او البصر نفسہ او عرق فی الانف وفیہ ماء البصر الخ امام ابوبکر رازی مختار الصحاح میں فرماتے ہیں نظر انظرات بفتحتین تامل الشیئ بالعین و الناظر فی المقلۃ السوداء الاصغر الذی فیہ انسان العین۔ لہذہ بلا تاویل حاضر و ناظر کہنا جائز نہیں حاضر و ناظر مخلوق ہی ہو سکتی ہے لہذا مولوی احمد علی والی دروازہ شیرانوالہ کی جہالت اور فقہاء کرام پر افترا و بہتان اظہر من الشمس ہو گیا۔ اور حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھکر درود و سلام عرض کرنا بلاشبہ جائز ہے جبکہ یہ اعتقاد ہو کہ پروردگار عالم نے اپنے حبیب لبیب صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تمام دنیا کو آپ کے روبرو مثل کف دست ظاہر و روشن کر دیا ہے۔ عالم کا ذرہ ذرہ حضور کے پیش نظر ہے۔ سبع السموات کا کوئی ٹکڑہ ساتوں زمین کا کوئی ذرہ۔ سمندروں کا کوئی قطرہ۔ اشجار کا کوئی پتا۔ مخلوقات کے تمام احوال ہر آن ہر ساعت بفضل تعالے باذنہ تعالے پوشیدہ نہیں۔ اور یہ سب بعطا الٰہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مانند کف دست ظاہر ہیں۔ حتیٰ کہ انسانوں کے تمام اعمال و افعال نفاق و ایمان اور خطرات قلوب پر حضور انور باذن الٰہی اپنے نور نبوت سے مطلع ہیں۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ تفسیر فتح العزیز میں زیر آیۂ کریمہ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا۔ ارقام فرماتے ہیں۔

یعنی و باشد رسول شما بر شما گواہ ریزا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ بکدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس میشناسد گناہان شما را و درجات ایمان شما را و اعمال نیک و بد شما را و اخلاص و نفاق شما را۔ لہذا شہادت او در دنیا بحکم شرع در حق امت مقبول و واجب العمل است" الخ

جواہر البحار شریف مؤلفہ علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ السبحانی صـ۴۸۳ ج ۱ میں نقل فرماتے ہیں۔ قال الحافظ السیوطی فی کتابہ المسمی بتنویر الحلک بامکان رویۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم والملک بعد استیعابہ لاکثر نقول العلماء والاحادیث الدالۃ علی امکان رویۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حی بجسدہ و روحہ وانہ یتصرف

حیث شاء فی اقطار الارض وفی الملکوت وھو بھیئتہ التی کان علیھا قبل وفاتہ لم یتبدل منہ شیئ فانہ یغیب عن الابصار کما غیبت الملئکۃ مع کونھم احیاء باجسادھم فاذا اراد اللہ تعالی رفع الحجاب عن اراد کرامتہ برویتہ راہ علی ھیئتہ التی ھو علیھا لا مانع من ذلک ولا داعی الی التخصیص برویۃ المثال۔ الخ

حافظ امام جلال الدین ..... سیوطی قدس سرہ القدسی تنویر الحلک میں بکثرت اقوال علماء احادیث کثیرہ جو بیداری اور خواب میں رویت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے امکان پر دال ہیں۔ نقل فرما کر ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ نقول احادیث سے یہ بات حاصل ہوئی کہ آنسرور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جسم و روح کے ساتھ زندہ ہیں۔ اور اقطار ارض اور طبقات سموات میں جہاں چاہتے ہیں۔ تصرف فرماتے ہیں۔ اور آنحضور اسی ہیئتہ پر تاہنوز جلوہ افروز ہیں۔ جس ہیئتہ پر وفات سے قبل ہماری آنکھوں کے سامنے تھے۔ آپکی کسی چیز میں تبدیلی واقع نہیں ہوئی اور آنجناب ہماری آنکھوں سے اسی طرح غائب ہیں۔ جس طرح ملائکہ باوجود زندہ موجود ہونے کے ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں۔ تو جسوقت اللہ تعالے کسی بندہ کو حضور کے جمال جہاں آرا سے سرافراز کرنا چاہتا ہے تو حجاب اٹھا دیتا ہے اور وہ خوش نصیب آنحضور کو آپکی ہیئتہ اصلیہ میں دیکھتا ہے (رزقنا اللہ تعالی زیادۃ جمال وجھہ الکریم) اس کے بعد علامہ بنہانی اپنی تحقیق ارقام فرماتے ہیں۔ حیث قال وان اللہ تعالی اراد ان جسدہ الشریف لا یخلو منہ زمان ولا مکان ولا محل ولا امکان ولا عرش ولا لوح ولا کرسی ولا قلم ولا بر ولا بحر ولا سھل ولا وعر ولا برزخ ولا قبور فیما اشاھدہ ھو انہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جسد مقدس سے زمان خالی ہے نہ مکان محل خالی ہے نہ امکان۔ عرش خالی نہ قلم زمین خالی ہے نہ سمندر۔ نرم زمین خالی ہے نہ پہاڑ۔ برزخ خالی ہے نہ قبر۔ غرضیکہ تمام عالم کے ذرہ ذرہ میں سرکار اعظم جلوہ افروز ہیں۔ یہی سبب ہے کہ امام قاضی عیاض

رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب کسی تنہا مکان میں جاؤ جہاں کوئی نہ ہو تو یوں کہو السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اسکی شرح میں علامہ علی قاری مکی دلیل ارقام فرماتے ہیں۔ لان روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم حاضرۃ فی بیوت اھل اسلام۔ یعنی نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی روح پر فتوح تمام مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہے۔ اور حاضر ہے۔ سبحان۔ کیا صاف حاضر کے لفظ کی تصریح ہے۔ اور حضرت محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز نے جا بجا اپنی تصانیف میں تصریح فرمائی کہ حضورؐ ہر جگہ پر حاضر و ناظر ہیں۔ مجمع البرکات میں فرماتے ہیں "وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر احوال و اعمال امت مطلع است و بر مقربان و خاصان درگاہ خود ممد و مفیض و حاضر و ناظر۔"

نیز رسالہ ہیز دہم مسمے بہ سلوک اقرب السبل بالتوجہ الی سید الرسل صلے اللہ علیہ وسلم میں فرماتے ہیں "با چندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ در علمہائے امت است یک کس را در ایں مسئلہ خلافے نیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی است و بر افعال امت حاضر و ناظر و مر طالبان حقیقت را متوجہان آنحضرت را مفیض و مربی۔"

الحمد للہ یہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دائم و باقی مفیض و مربی و حاضر و ناظر ہونے پر تمام علماء امت کا اجماع نقل فرمایا ہے۔ والحمد للہ رب العلمین۔

مگر مولوی احمد علی صاحب کے نزدیک جو حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر سمجھے وہ کافر ہے۔ تو (معاذ اللہ) ان کے نزدیک تمام امت کے اکابر علماء کرام کافر و مشرک ہیں نقاوت رہ از کجاست تا بکجا؟ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ واشہد ان لا الہ الا اللہ طلبا سے سنا ہے کہ مولوی احمد علی صاحب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور مولوی اسماعیل دہلوی کے بیحد معتقد بلکہ مقلد ہیں۔ ان کی سنیئے وہ کیا فرماتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین میں ولی فرد کے حال میں فرماتے ہیں۔ حبلت نفسہ نفسا قدسیۃ لا یشغلھا شان عن شان ولا یاتی علیہ حال من الاحوال البشریۃ الا لنقطۃ الکلیۃ

الا وھو تجدیدھا الآن فانما الآتی تفصیل الاجمال۔ یعنی ولی فرد کا نفس اصل خلقت میں نفس قدسی بنایا جاتا ہے۔ وہ ایک بات دوسری سے مشغول نہیں کرتی یعنے یہ نہیں ہوتا کہ ایک وصیان میں اور طرف کا خیال نہ رہے بلکہ ہر جانب اس کی نگاہ ایک سی رہتی اور اب سے لیکر وقت وفات تک جسقدر احوال اس پر آنیوالے ہیں ان سب کی اُسے اس وقت خبر ہے۔ وہ جو آئے گا اجمال کی تفصیل ہی ہوگا۔ یہاں شاہ ولی اللہ صاحب جو حضرت قدس کے ایک ایک فرد خلائق کے لئے اپنی زندگی بھر کے تمام احوال آئندہ کا اس وقت علم بتا رہے ہیں۔ یہ کتنا موٹا بھاری کفر و شرک ہے تفاکل۔ اور یعنے وہابیت نجد کے امام الطائفہ اور احمد علی کے قبلہ رکعبہ مرشد و مقتدا اسماعیل دہلوی صراط مستقیم میں لکھتے ہیں۔ سبحان کشف ارواح و ملکہ و مقامات آنہا در سیر ملکوت زمین و آسمان و جنت و نار و اطلاع بر لوح محفوظ و نقش [illegible] باستعانت ہمان شغل بہر مقام کہ از زمین و آسمان و [illegible] شدہ و بسیرآں مقام احوال آنجا دریافت کردہ یا از آنمقام [illegible]

ان تمام عبارات سے مولوی احمد علی و دروازہ شیر اقوام کی خیانت و شقاوت طشت از بام ہوگئی۔ احمد علی نے اس کے علاوہ بہت سے ٹریکٹ لکھے ہیں۔ جن میں وہ آیات ردع کی ہیں۔ جو بت پرست اور بتوں کی مذمت میں نازل ہوئی ہیں اور ان کو انبیاء و اولیاء و علماء پر چسپاں کیا ہے۔ اور اسی طرح اپنی طرف سے تفسیر رائی کر کے من فسر برائہ فقد کفر۔ کا مصداق بنا ہے۔

مولوی احمد علی کیلئے اس کے مقتدائے کا سرٹیفکیٹ

سرآمد طائفہ دیوبند مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے باوجود احمد علی کے صوری و معنوی مقتدیٰ ہونے کے اُس کی ناقابل برداشت کفریات پر صبر نہ کرتے ہوئے اُسے ایک باقی رہنے والا سرٹیفکیٹ دیا ہے۔ یعنی التقصیر فی

التفسیر" نامی رسالہ کی صورت میں چھاپ کر تقسیم کرایا جسمیں احمد علی کو تفسیر بالرائے کے صلہ میں ذیل کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ (مشتے نمونہ از خروارے)

" یہ جماعت نہایت خطرناک ہے۔ ان کا باطل حق سے ممتاز نہیں ہوتا۔ عوام تو عوام بعض خواص بھی ان کے باطل سے متاثر ہو جاتے ہیں چنانچہ اسوقت ایسی ہی ایک جماعت اپنے کو ہمارے اکابر کیطرف منسوب کرتی ہے اور اپنی آراء مخترعہ اور ہوا و ہوس مبتدعہ سے نصوص میں خصوص قرآن میں تصرفات کر کے بزعم خود دین کی خدمت کر رہی ہے۔ جو کہ بالکل اس شعر کا مصداق ہے ؎

دوستی بے خرد چوں دشمنی ست + حق تعالیٰ زیں چنیں خدمت غنی است "

اللہ تعالیٰ اس قوم کو ہدایت کرے اور اس کی ابلہ فریبی و عیاری سے بچائے آمین۔

حررہ العبد المذنب

ابو البرکات سید احمد ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور

معین الدین لودھیانوی کا گجرات میں

میں شیر بیشۂ سنیت قامع بدعت علامہ ابو البرکات سید احمد شاہ صاحب مدظلہ العالی دورہ افضل کے گرد گھنٹال مرزا احمد علی امرتسری کے مابین وہ معرکۃ الآرا مناظرہ ہوا جس نے تشنگان راہ ہدایت کو کفر و اسلام میں امتیاز کا ملکہ بخش دیا۔ اور جس نے بیسیوں فریب خوردگان کے لئے مشعل کا کام دیا اگر آپ شیعہ سنی مناقشت کا اصلی پہلو ملاحظہ کرنا چاہتے ہیں اور سنیوں کی ملہیت کی صحیح تصویر دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو خدارا رسالہ "مناظرہ معین الدین" ملاحظہ فرمایئے۔ اور اپنے قرب و جوار میں اس کی تبلیغ فرمایئے۔ نیز رسالہ معین الدین کی مدد کرنا آپکا اخلاقی فرض ہے کیونکہ یہ ہر سنی کے مقابلہ پر سینہ سپر ہونا چاہتا ہے آپکو چاہیئے کہ ایسے علمی مجاہد کو مالی تکلفات سے کلیۃً بے نیاز کر دیں۔ (ایڈیٹر)

المسلم اخو المسلم لا یخذلہ ولا یکذبہ ولا یحقرہ

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس کو ذلیل کرے نہ جھوٹ بولے نہ حقیر سمجھے

تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان

نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی میں مدد نہ کرو

وہ ایکدوسرے کی کوتوی کرتے ہیں۔

کونوا عباد اللہ اخوانا

خدا کے بندو! بھائی بھائی ہو جاؤ

بہر سرپرستی



حضرت علامۂ دوراں مولانا ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب مفتی پنجاب و ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور

اہلسنت کا مذہبی و اخلاقی ماہوار رسالہ

معین الدین

جلد ۱ | بابت ماہ دسمبر سنہ ۱۹۳۲ء | نمبر ۱۰

ایڈیٹر پبلشر

مولانا ابو محمد سید فضل حسین شاہ صاحب فاضل حزب الاحناف و ناظم انجمن "معین الدین" تاجپورہ متصل دسن پورہ لاہور

مطبوعہ کوہ نور سٹیم پریس بلڈنگ لاہور

معین الدین پور سیداں ضلع گجرات میں عظیم الشان جلسہ

برادران ملت! اسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ معروض آنکہ نوجوانانِ سادات کرام معین الدین پور حال مقیم لاہور کا ایک اہم اجلاس مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۳۳ء کو منعقد ہوا۔ دیر تک اپنے برادران وطن کی فلاح و بہبود اور دینی ترقی کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ ان میں مذہبی روح پھونکنے اور ان کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کیلئے مختلف تدابیر پر غور و خوض ہوتا رہا۔ آخر باتفاق منظور ہوا۔ کہ "ماہ اپریل ۱۹۳۴ء میں عظیم الشان جلسہ منعقد ہو۔ جس میں ہندوستان اور پنجاب کے جلیل القدر علماء اہلسنت کو مدعو کیا جائے۔ تاکہ وہ حقانیت مذہب اہلسنت وجماعت۔ لامذہبی اور بے دینی کے نتائج۔ مخالفین اہلسنت کے حملوں کی مدافعت۔ اور ان کے اعتراضات کے جواب۔ اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے ذرائع۔ وغیرہ نہایت ضروری مسائل پر دلائل عقلی و نقلی سے اپنے دلکش اور پر تاثیر بیانوں سے حاضرین کو مستفید اور مستفیض فرمائیں"۔ اس خالص دینی کام میں سرمایہ کی اشد ضرورت ہے۔ اور میں فخریہ کہتا ہوں کہ نوجوان سادات کرام ہر طرح کی مالی جانی قربانی کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن میں برادران اہلسنت اور خاصکر ساکنان معین الدین پور سے پرزور درخواست کرتا ہوں کہ چونکہ یہ مقتدایان دین فی الحقیقت آپ حضرات کے مہمان ہونگے۔ اور ہم محض خادم۔ لہٰذا آپ کا اخلاقی معاشرتی اور دینی فرض ہے۔ کہ جناب اس جلسہ کو کامیاب بنانے میں ہمارے ساتھ جان و مال سے شریک ہو کر ثواب دارین حاصل کریں۔ میں اپنے ان سید بھائیوں کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جو ہوا ر "معین الدین" کی مالی امداد فرماتے ہیں اور امید ہے۔ کہ آئندہ بھی اسی طرح اس کے معاون و مددگار رہینگے اور اسکی توسیع اشاعت میں کوشش بلیغ فرمائینگے "معین الدین" پنجاب میں اہلسنت کا خاص آرگن ہے جس نے گمراہوں میں تہلکہ مچا دیا ہے۔ برادران اہلسنت کا فرض ہے کہ وہ ضرور اس کے خریدار بنیں اور فرق باطلہ کے اثر سے محفوظ رہا کریں

وما علینا الا البلاغ۔ ہم سے تمام گمراہوں کے رد میں کتابیں طلب کیجئے۔

ابو احمد فضل حسین شاہ۔ ناظم انجمن معین الدین۔ تاجپورہ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ ط ۔

امام اہلسنت اعلیحضرت مولانا مولوی حامد رضا خانصاحب بریلوی اور امام دیوبندیہ جناب اشرف علی صاحب تھانوی کے مابین

۱۳۵۲ھ ۵ شوال المکرم کو لاہور میں فیصلہ کن مناظرہ

اہلسنت اور دیوبندیوں کے اختلافات کا قطعی خاتمہ

سبب مناظرہ

عزیزان گرامی قدر۔ بحمداللہ تعالیٰ مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور نے اب تک جو دینی خدمات سرانجام دی ہیں۔ اور گمراہ اور باطل فرقوں کے جس استقلال اور عالی ہمتی کے ساتھ مقابلہ کیا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ بلا مبالغہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ سرزمین پنجاب میں اسی کی بدولت شیرازہ سُنیت قائم ہے بخلاف اس کے جناب احمد علی صاحب والیٔ شیرانوالہ وہابیت دیوبندیت کا واحد علمبردار ہے۔ مسلمانوں کو گمراہ اور بدعقیدہ کرنیمیں اس شخص نے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ طرح طرح کی مکاریوں۔ عیاریوں اور فریب کاریوں سے بھولے بھالے سُنی بھائیوں کے متاع ایمان کو چھین لینے کیلئے ڈاکہ زنی کرتا رہتا ہے۔ کبھی اصلی حنفیت کے پردے میں وہابیت دیوبندیت کی اشاعت کرتا ہے۔ تو کبھی توحید مقبول کے نام سے مسلمانان عالم کو کافر و مشرک گردانتا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ حضرت حجۃ الاسلام امام اہلسنت حامیٔ سنت ماحی بدعت حضرت قبلہ عالم مولانا مولوی ابو محمد محمد دیدار علیشاہ صاحب قبلہ دامت برکاتہم امیر مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور اور فاضل اجل عالم بے بدل مناظر

اہلسنت مولانا ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب قبلہ ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور اور حافظ حکیم علامہ ابوالحسنات محمد احمد صاحب قبلہ مدظلہ العالی خطیب مسجد وزیر خان لاہور جیسی مبارک ہستیوں کے وجود پاک کی وجہ سے اس فتنۂ وہابیت دیوبندیت کو فروغ نہ ہوا۔ بلکہ جناب احمد علی صاحب کی ساری مکاری اور عیاری مسلمانانِ لاہور پر عیاں ہوگئی اوّل اوّل تو آپ اصلی حنفی ہونے کے مدعی تھے۔ لہٰذا دبے پیچے عقائد وہابیہ دیوبندیہ کی اشاعت کرتے رہے۔ لیکن جب مسلمانوں کو ان کا پکا وہابی ہونا آشکارہ ہوگیا۔ تو حنفیت کے پردہ کو ہٹا کر کھلم کھلا عقائد وہابیہ دیوبندیہ کی توسیع اشاعت میں سرگرداں ہوئے اور کئی رسالے لکھ مارے۔ جن میں وہابیت کا برملا پرچار کیا۔ چنانچہ چند ماہ گزرے ہیں ایک رسالہ موسومہ بہ "گلدستہ صداحادیث نبوی" شائع کرکے مفت تقسیم کیا۔ اس میں یہ زہر اگلا اور اپنا عقیدۂ فاسدہ ظاہر کیا۔ کہ نعوذ باللہ۔ سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہ تھا۔ اس تحریر سے مسلمانان لاہور کے جذبات کو سخت ٹھیس لگی۔ اور ہر طرف سے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند ہوئی۔ حضرت رئیس المناظرین سند المدرسین علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب قبلہ سے مسلمانوں نے درخواست کی۔ کہ مسئلہ علم غیب کے متعلق شہر میں جابجا جلسے ہوں۔ تاکہ اس نئے فتنۂ وہابیت کا بُرا اثر زائل ہو۔ چنانچہ حضرت مولانا صاحب قبلہ نے ان کی درخواست کو منظور فرماتے ہوئے فاضل نوجوان حضرت مولانا مولوی ابوالاسد عبدالحفیظ صاحب بریلوی مقیم امرتسر کو مدعو کیا اور ان کے متعدد مقامات پر شہر میں وعظ ہوئے۔ جن سے مسلمانان لاہور کے ایمان تازہ ہوئے۔ وعظوں میں ایمانداروں نے خوب ہی لطف اٹھائے۔ علم غیب کے مسئلہ کو جس عمدگی اور وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا۔ وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ لوگوں کے تمام شبہات اور شکوک رفع ہوگئے۔ وہابیت دیوبندیت کی جان لبوں پر آگئی۔ اور جناب احمد علی صاحب کا تو ناک میں دم آگیا۔ ساری کمائی خاک میں ملگئی۔ اب ان حضرت نے دوسرا پہلو بدلا اور فوراً اخبارات میں شائع کرادیا کہ اکابر دیوبند اور مجدد (احمد علی) پر افترا باندھے جاتے ہیں۔ حاشا و کلا ہم میں سے کوئی بھی علم غیب کا منکر نہیں ہے۔ اس منافقانہ چال سے بعض

ناواقف حضرات کو دھوکا بھی ہوا لیکن جن حضرات نے ان کی اور اکابر دیوبند کی تحریروں کو اپنی آنکھوں سے پڑھا ہوا تھا۔ وہ اس دام میں نہ آئے۔ جوانوں کر کے انکو مناظرے پر اُبھارا۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد مہر دین صاحب قبلہ سند یافتہ دار العلوم حزب الاحناف و مدرس دار العلوم حزب الاحناف ہند سے مناظرہ کے متعلق باہم خط و کتابت کا سلسلہ قائم کیا۔ پہلے تو آمادگی ظاہر کی۔ لیکن بعدہٗ فرار کی سوجھی۔ اور حیلے بہانوں سے اس مشکل سے رہائی چاہی۔ اور لکھ بھیجا کہ میں خود مناظرہ نہیں کرونگا بلکہ دیوبندی جماعت جسکو منتخب کریگی وہ مناظرہ کریگا۔ اسی دوران میں مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کے سالانہ جلسہ کی تواریخ انعقاد ۲۴-۲۵-۲۶ نومبر ۱۹۳۳ء مقرر ہوئیں۔ اخبارات و اشتہارات کے ذریعہ تواریخ جلسہ اور علماء اہلسنت کی تشریف آوری کا اعلان عام کیا گیا۔ اب تو جان وہابیت پر ایک نئی آفت آئی وہابیوں میں کھلبلی سی مچ گئی۔ جناب احمد علی صاحب کے اوسان خطا ہوئے۔ سخت پریشان ہوئے۔ یہ تو انکو معلوم ہی تھا۔ کہ اجلاس میں علماء اہلسنت وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد باطلہ اور ان کے اکابر کے اقوال خبیثہ کو طشت از بام کرینگے۔ لہٰذا جلسہ کو درہم برہم کرنے کی تدابیر عمل میں لانیکی فکر ہوئی۔ سوچ وبچار کے بعد ایک نام نہاد "جمعیت الاحناف" کھڑی کر لی۔ اس نام کی انجمن لاہور میں اس سے قبل نہ تھی۔ بابو سردار محمد صاحب کو اس نام نہاد انجمن کا ناظم کھڑا کیا۔ اس عہدے پر ممتاز ہوتے ہی بابو سردار محمد صاحب نے حضرت مولانا مولوی ابو البرکات سید احمد شاہ صاحب ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کی خدمت میں ایک تحریر بھیجی۔ اس میں علماء کرام کا خیر مقدم کرتے ہوئے آپ سے درخواست کی کہ علماء اہلسنت کو جلسہ میں سب و شتم سے روکا جائے۔ چور کی ڈاڑھی میں تنکا۔ غالباً اس سب و شتم سے ان کی یہ مراد تھی۔ کہ وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد فاسدہ کی عام اجلاس میں تردید نہ کی جائے۔ تاکہ ان کے اقوالِ کفریہ پبلک پر ظاہر نہونے پائیں اگرچہ اس فضول تحریر کے جواب دینے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ تاہم باوجود

عدیم الفرصتی کے ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور نے نہایت متانت اور فراخدلی سے میاں محمد دین صاحب سوداگر کلاہ پشمینہ اندرون دہلی دروازہ لاہور کی معرفت جواباً خط بھیجا۔ کہ علماء کرام اہلسنت کو سب وشتم سے کیا علاقہ۔ سب وشتم تو جہلا کا شیوا ہے ہاں اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ فتنۂ وہابیت دیوبندیت فرو ہو۔ تو اپنی جماعت کے سر برآوردہ حضرات یعنی احمد علیصاحب شیرانوالہ۔ اشرف علیصاحب تھانوی۔ مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی میں سے کسی صاحب کو ہمراہ لاکر ہم سے شرائط مناظرہ طے کرلیجئے بعد فیصلہ کن مناظرہ کر لیجئے۔ چنانچہ ۲۶ نومبر بروز اتوار ۱۱ بجے سے ایک بجے تک شرائط کے تصفیہ کے لئے وقت دیا گیا۔ یہ تو شرارت پر آمادہ تھے ہی۔ جواب نہ دیا۔ بیرونجات سے دو چار دیوبندی ملاؤں کو بلوایا۔ ۲۶ تاریخ کی شب کو اشتہارات بعنوان "فیصلہ کن مناظرہ" دیواروں پر جابجا چسپاں کرا دیئے۔ اور ان میں لکھ دیا کہ جلسہ گاہ (یعنی) مسجد وزیر خان لاہور میں ۱۱ بجے سے ایک بجے تک بریلوی اور دیوبندی مناظرہ ہوگا۔ ان کی اس شرارت کا جب ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف کو علم ہوا۔ تو آپ نے میاں محمد دین صاحب سے فرمایا۔ کہ جلسہ گاہ میں ان کا آنا صرف اس غرض کیلئے ہے۔ کہ جلسہ کو خراب کیا جائے۔ اگر فریقین میں جنگ ہوگئی۔ تو اس کی تمام ذمہ داری ناظم جمعیت الاحناف پر عائد ہوگی۔ چنانچہ میاں محمد دین صاحب نے جا کر ان کو متنبہ کیا۔ اور حسب تحریر ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور دفتر انجمن میں آنے کی تاکید کی۔ تو ناظم بابو صاحب نے حتمی وعدہ کیا کہ میں جناب احمد علی اور دیگر دو ایک ہمراہیوں کو لیکر دفتر مرکزی انجمن حزب الاحناف میں حاضر ہونگا۔ تاکہ شرائط طے ہو جائیں۔ دفتر انجمن میں حضرت مولانا مولوی ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب قبلہ ساڑھے دس بجے ۱/۲۔ اصبح سے ان کا انتظار کرنے لگے۔ لیکن بجائے دفتر مرکزی انجمن حزب الاحناف میں حاضر ہونے کے بابو سردار محمد صاحب بمعہ جناب احمد علی صاحب اور بیرونجات سے بلائے ہوئے ملاؤں کے علاوہ چار یا پانچ سو کی تعداد میں دیوبندی شوروں کو لیکر چڑھ آئے۔ اور جلسہ گاہ میں جانے کی اجازت حاصل کی۔ صدر جلسہ

جناب خان بہادر چشتی محرم علی صاحب ایڈوکیٹ لاہور نے نہایت دوراندیشی سے کام لیتے ہوئے ان کو جلسہ میں آنیکی اجازت نہ دی۔ اور اس طرح سے فساد ہوتے ہوتے رُک گیا۔ ورنہ انہوں نے کوئی کسر فساد کی اٹھا نہ رکھی تھی حضرت علامہ ابوالحسنات صاحب قبلہ نے ان سے فرمایا۔ کہ دفتر حزب الاحناف میں علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب حسب وعدہ آپ کی انتظار میں ہیں۔ وہاں جاکر ان سے شرائط کا تصفیہ کرو۔ لیکن ان حضرات کو ایک بہانہ ہاتھ آگیا۔ بازاروں میں گشت لگاکر نعرہائے تکبیر بلند کئے۔ اور مشہور کرنا شروع کیا۔ کہ اہلسنت نے مناظرہ کرنیسے گریز کیا ہے۔ لوگوں نے انکو خوب ہی آڑے ہاتھوں لیا۔ اور کہا کہ یہ کیا ہڑبونگ مچا رکھی ہے۔ خبردار! خرمستی نہ کرو۔ اور تہذیب وانسانیت کے ساتھ جاکر پہلے شرائط کا فیصلہ کرو۔ پھر مناظرہ ہوگا۔ جناب احمد علیصاحب تو یہانسے چپکے سے رفوچکر ہوئے۔ ان کی چال فساد انگیزی کارگر نہ ہوئی۔ تو بے نیل ومرام گھر کو سدھارے۔ اب بیچارے بابو سردار محمد صاحب اکیلے رہگئے۔ وعدہ تو کرہی لیا تھا کہ میں جناب احمد علیصاحب علمبردار دیوبندیت وہابیت کو ہمراہ لیکر آؤنگا۔ وہ تو جُل دے کر کنارہ کر گئے تھے۔ لاچار انہوں نے اپنے ہمراہ بیرونجات سے منگائے ہوئے دیوبندی ملاؤں کو لیا۔ اور دفتر مرکزی انجمن حزب الاحناف میں رونق فرمائی یہاں حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب بہت دیر سے ان کی انتظار میں تھے۔ آتے ہی بات چیت ہونے لگی۔ طویل گفتگو کے بعد جناب بابو سردار محمد صاحب ناظم جمعیت الاحناف نے اپنے ہمراہی دیوبندی مولوی صاحبان جناب محمد منظور صاحب ستبھلی جناب اسمٰعیل صاحب۔ جناب ابواوفا صاحب شہجہانپوری جناب ابوالقاسم صاحب اور جناب عبدالحنان صاحب لاہوری کے حکم اور ان کے مشورہ سے حسب ذیل قرارداد مناظرہ لکھ کر حضرت مولانا مولوی ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب قبلہ ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کی خدمت میں پیش کی۔ اور انہوں نے منظور فرماکر۔۔۔۔ رسید لکھدی۔ چنانچہ ذیل میں بعینہٖ درج ہیں۔

قرارداد مناظرہ

آج مؤرخہ ۲۶/۱۱/۴۳ بروز اتوار بوقت گیارہ بجے دوپہر جس مناظرہ کا اعلان زیر عنوان "فیصلہ کن مناظرہ" ہوا تھا۔ وہ بعض وجوہات کی بنا پر معرض التواء میں رکھا گیا ہے۔ اور اس کیلئے ۱۵ رشوال ۱۳۵۲ھ کا دن مقرر کرتے ہیں۔ اس پر دونوں فریق کا اتفاق ہے۔ ہم اپنی طرف سے مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کو اس مناظرہ کیلئے لانے کی کوشش کرینگے۔ اگر وہ تشریف نہ لا سکے اور اپنا کوئی وکیل بھی نہ بھیج سکے تو اس صورت میں ہم آئندہ ان کی تحریرات کی پیروی ترک کر دینگے۔ اور ان کی اختلافی تحریرات سے اظہار نفرت کر دینگے۔ اسی طرح سے فریق ثانی مولانا مولوی حامد رضا خانصاحب کو لانے کی کوشش کرینگے۔ اور اگر وہ تشریف نہ لا سکے اور اپنا کوئی وکیل بھی نہ بھیج سکے۔ تو اس صورت میں وہ آئندہ ان کی تحریرات کی پیروی ترک کر دینگے۔ اور ان کی اختلافی تحریرات سے اظہار نفرت کرینگے۔ اور تاریخ مناظرہ سے پہلے ہر دو فریق اپنے علماء کے اسماء گرامی شائع فرا دینگے۔ ثالثین کا تقرر تاریخ مناظرہ سے دو یوم پہلے مقامی حضرات خود کر کے اعلان کر دینگے۔ اس مناظرہ کا موضوع حسام الحرمین الشریفین میں جن عبارات پر اعتراض کئے گئے ہیں۔ ان پر علی الترتیب بحث ہوگی۔ مسئلہ قادیانیت زیر بحث نہ ہوگا۔ اس لئے کہ وہ فریقین کے نزدیک کافر و مرتد ہیں۔ ان مباحث کے طے ہو جانے کے بعد اسی پلیٹ فارم پر دوسرے تمام مسائل اختلافیہ مابین فریقین پر بحث کر کے تصفیہ کر لیا جائیگا۔

(دستخط) سردار محمد ناظم جمعیت الاحناف۔ لاہور۔ ۲۶/۱۱/۴۳

جواب از فاضل اجل عالم بے بدل علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب قبلہ ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور مدظلہ العالی

نقل رسید

جناب سردار محمد سکریٹری جمعیت الاحناف لاہور نے جس مناظرہ کا اعلان بصورت پوسٹر شائع کیا تھا۔ اور عام گزرگاہوں پر چسپاں فرمایا تھا۔ اسکو

بعض وجوہ کی بنا پر ملتوی کر کے جو قرارداد متفقہ فریقین جواپنے دستخطوں سے ہمیں دی ہے۔
ہم اسکو منظور کرتے ہیں۔ دستخط

(فقیر قادری) ابوالبرکات سید احمد ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف
ہند۔ لاہور۔ مورخہ ۲۶ نومبر ۳۳ء

مناظرہ کا اعلانِ عام

مسجد دریا خان میں اجلاس نہایت شان و شوکت سے ہو رہے تھے۔ واعظین خوش بیانیوں اور دلفریب تقریروں نے سامعین کو دلدادہ و شیدا بنا دیا تھا۔ ہر وقت مسجد میں عظیم الشان اجتماع رہتا۔ مناظرہ کی شہرت نے جلسے کی رونق کو اور بھی بڑھا دیا۔ اس شان کے جلسے اس سے قبل دیکھنے میں نہیں آئے۔ اتوار کو بعد دوپہر امام المناظرین سید المتکلمین مولانا الحاج حضرت سید محمد صاحب محدث اشرفی الجیلانی پروفیسر جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف کی تقریر تھی۔ دوران تقریر میں آپ نے شرائط مناظرہ کو پڑھکر سنایا اور اس چیلنج کو بھی پڑھکر سنایا... جو.. ۲۵ نومبر ۳۳ء بروز ہفتہ صبح دس بجے بذریعہ تار جناب اشرف علی صاحب کو بھیجا گیا تھا۔ جناب محدث صاحب قبلہ نے نہایت بلند آہنگی کے ساتھ اعلان فرمایا۔ کہ "اگر مولوی اشرف علی صاحب تھانوی میدانِ مناظرہ میں آکر کرسیٔ مناظرہ پر بیٹھ جائیں۔ تو مجرد اس بیٹھنے کے میں ایکہزار روپیہ نقد انعام اپنی گرہ سے دونگا۔ جس کا جی چاہے اس کا ذمہ لے۔ اور مجھ سے ابھی خزانہ میں داخل کرالے۔ اور ساتھ ہی پیشگوئی فرمائی کہ مولوی اشرف علی صاحب ہرگز ہرگز نہیں آئینگے۔ نہ کبھی آئے۔ ہم پہلے کئی بار آزما چکے ہیں۔ چند دن تک انتظار کرنے کے بعد مولوی اشرف علی صاحب کی خدمت میں ایک کھلی چٹھی بھیجی گئی۔ تاحال جواب کا انتظار ہے چنانچہ وہ بعینہٖ درج ذیل ہے۔

کھلی چٹھی بنام مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

"واضح ہو۔ کہ مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کے سالانہ جلسہ کے موقع پر

۲۵ر نومبر ۳۳ء بوقت دس بجے دن کے آپکو جوابی تار ارسال کیا گیا تھا۔ جسکا مضمون بعینہٖ یہ ہے۔ "جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانہ بھون ضلع مظفر نگر۔ حزب الاحناف کے جلسے ہو رہے ہیں۔ علمائے اہلسنت کے تمام اکابر کا اجتماع ہے۔ اس بہتر موقع پر آپ تشریف لاکر حفظ الایمان۔ براہین قاطعہ۔ تحذیر الناس کی عبارات کے متعلق تصفیہ کرلیں۔ تاکہ تمام ہندوستان کی پریشان کن جنگ کا خاتمہ ہوجائے۔ اس موقعہ پر تکلیف سفر گوارا کرنا آپ پر لازم ہے۔ تار کے ذریعہ سے تشریف آوری کے وقت سے اطلاع دیجئے۔ آپ کا سیکنڈ کلاس کا کرایہ تشریف لانے پر پیش کیا جائیگا۔ اور ہر ممکن آسائش پہنچائی جائے گی۔ (از جانب امیر مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور) اور جواب کے لئے موازی ۱۳ نقد ڈاکخانہ میں ادا کئے گئے تھے۔ جسکی رسید دفتر میں محفوظ ہے لیکن آپ نے ہماری مخلصانہ گذارش کو شرف قبولیت بخشا۔ یعنی آجتک تار کا جواب نہیں دیا اور نہ ۱۳ر کا فارم ہی واپس کیا۔ لہٰذا اب التماس یہ ہے۔ کہ اگر کسی وجہ سے جواب دینا اور تشریف لانا خلاف مصلحت سمجھا گیا تھا۔ تو فارم قیمتی ۱۳ر کا تو مہربانی فرماکر واپس فرمادیں۔ اس لئے کہ یہ غرباء اہلسنت کا پیسہ ہے۔ کاش ہماری مخلصانہ معروض قبول فرماکر آپ تشریف لے آتے۔ اور عبارات حفظ الایمان۔ براہین قاطعہ۔ تحذیر الناس کے متعلق اکابر علمائے اہلسنت سے (جو جلسہ میں رونق افروز تھے) فیصلہ کن مناظرہ ہوکر تصفیہ ہوجاتا۔ اور فریقین سے حقارت و منافرت کا سلسلہ منقطع ہوکر اس عالمگیر مذہبی جنگ کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہوجاتا۔ ہمیں آپ کے اس موقعہ پر سکوت و بے اعتنائی اختیار کرنیکا نہ صرف افسوس ہے۔ بلکہ بے حد رنج ہے۔ خیر اب چونکہ آپ کے معتقدین عمائدین شہر لاہور نے اس فیصلہ کن مناظرہ کے لئے جناب محترم سردار محمد خان صاحب ناظم جمعیت الاحناف نے مولوی محمد منظور صاحب سنبھلی اور مولوی ابوالقاسم صاحب اور ابوالوفا شاہجہانپوری اور مولوی اسمٰعیل صاحب اور مولوی عبدالحنان صاحب لاہوری کے سامنے ان کے مشورہ سے فیصلہ کن مناظرہ کیلئے ۱۵ر شوال ۱۳۵۲ھ کا دن مقرر فرماکر فریقین کے اتفاق سے اپنے

دستخطوں سے تحریر فرادی ہے۔ جو عنقریب شائع کردیجائیگی۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس تاریخ پر آپ بنفس نفیس لاہور قدم رنجہ فرما کر فیصلہ کن مناظرہ کرکے ہمیشہ کے لئے فریقین میں صلح و آشتی اور محبت و اتحاد کی بنیاد قایم کردینگے"۔ فقط۔

جواب کا منتظر:۔ فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد غفرلہٗ ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند۔ لاہور۔ الفقیہ ۷ دسمبر ۳۳ء سیاست ۱۰ دسمبر ۳۳ء

استدعا ہمیں کامل وثوق ہے۔ کہ جناب اشرف علی صاحب مسلمانوں کی حالتِ زار پر رحم فرما کر تکلیف سفر گوارا کرینگے۔ اور وقت کی نزاکت کا لحاظ کرتے ہوئے مسلمانوں کی خانہ جنگیوں کا خاتمہ کرنے کیلئے بالضرور لاہور تشریف لائینگے۔ اگر انہوں نے ایسا کیا۔ تو یقیناً ہمیشہ کے لئے عالمگیر جنگ کا خاتمہ ہوجائیگا۔ میں تمام مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ ماہ مبارک رمضان میں نہایت اخلاص کے ساتھ دعا مانگیں۔ کہ رحیم و کریم مولیٰ فریقین میں باہم اتحاد ارتباط اتفاق قائم کردے۔ آمین ثم آمین۔

مباحث مناظرہ اب میں پبلک کے سامنے ان اقوال خبیثہ اور عبارات ملعونہ کو پیش کرتا ہوں جنکی وجہ سے مسلمانوں میں نفاق و شقاق پھیل رہا ہے۔ اور جن پر تمام عرب و عجم اور ہند و سندھ کے علمائے اہلسنت نے کفر کے فتوے صادر فرمائے۔ (ملاحظہ ہو حسام الحرمین الشریفین مصنفہ امام اہلسنت مجدد سنت اعلیحضرت مولانا موسوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہٗ)

مسلمانو! اے مدنی تاجدار کے غلامو! خدارا انصاف کرو۔ دیکھو اللہ واحد قہار الحاکمین کی طرف سے تمہاری آزمائش ہے۔ ذرا دیر کو اللہ جل شانہٗ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ابن و آن سے نظر اٹھا کر آنکھیں بند کرلو۔ اور گردن جھکا کر اپنے آپ کو اللہ واحد قہار کے سامنے حاضر سمجھو۔ اور محبوب خدا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت اور وجاہت ان کی تعظیم و توقیر کو دل میں جما کر ایمان و انصاف سے جانچو۔ اور ۱۵ شوال سے پہلے اپنے اپنے

دلوں میں ہی فیصلہ کرلو۔ آپ کو حق واضح ہوجائیگا۔ پہلے اُس عبارت کو پیش کرتا ہوں جسکو پیشوائے دیوبندیہ جناب اشرف علی صاحب نے اپنی رسالیا حفظ الایمان

مبحث اول کے صفحہ پر لکھا ہے۔ عبارت :- پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو۔ تو دریافت طلب امر ہے۔ کہ مراد اس سے بعض علم ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اسمیں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ معاذ اللہ معاذ اللہ

اے مسلمانو! للہ انصاف! کیا اس شخص نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو صریح گالی نہیں دی۔ کیا سید المرسلین محبوب رب العالمین کو ایسا ہی علم عطا فرمایا گیا تھا۔ جیسا ہر پاگل اور ہر چوپائے کو۔ عزیز مسلمانو۔ تمہیں اپنے دین و ایمان کا واسطہ۔ سچ کہو۔ کیا ایسی ناپاک اور ملعون عبارت کے صریح گالی ہونے میں تمہیں کوئی شک ہے؟ بالفرض اگر تم اسکو توہین نہ جانو اور تمہیں اس کے شدید اور صریح گالی ہونے میں شک و شبہ ہو تو اس عبارت کے لکھنے والے جناب اشرف علی صاحب کے حق میں کہہ دیکھو۔ کہ جیسا علم اشرف علی کو ہے ایسا ہی سؤر کتے اور گدھے کو بھی ہے یا یوں کہو کہ اوعلم میں سؤر۔ کتے اور گدھے کے برابر ہیں دیکھو وہ اسکو اپنی شان میں گالی اور توہین سمجھتا ہے یا نہیں۔ وہ یقیناً اور قطعاً اسکو اپنی توہین سمجھے گا۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ جو کلمہ جناب اشرف علی صاحب کے حق میں توہین اور گالی ہو۔ وہ محبوب کبریا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں گالی اور توہین نہ سمجھا جائے۔ معاذ اللہ۔ کیسی جرأت اور کیسی دلیری ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو چوپایوں اور پاگلوں کے علم سے ملادیا۔ پھر اس پر یہ ڈھٹائی۔ کہ اس پر نادم ہونا تو درکنار۔ توبہ کرنا تو کجا۔ الٹے خم ٹھونک کر میدانوں میں مناظروں کے لئے آتے ہیں۔ اللہ شرم دے ایمان دے +

مبحث دوم - دوسری عبارت ملعونہ وہ ہے۔ جسکو فرقہ دیوبندیہ وہابیہ کے مسلمہ

پیشوا خلیل احمد انبیٹھوی نے براہین قاطعہ مصدقہ جناب رشید احمد صاحب گنگوہی کے صـ۵۱ پر لکھا ہے۔ **عبادت** :- شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ مخبر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے۔ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ استغفر اللہ

مسلمانو! غور کرو۔ اس ظالم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کیسی گستاخی کی۔ ابلیس لعین کے علم کو رحمت للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک پر بڑھا دیا۔ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور محبت کو مدار ایمان سمجھتے ہو۔ تو خدارا انتا بتا دو۔ کہ ان کلمات خبیثہ سے سرکار رسالت مآب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہ ہوئی۔ ہوئی اور ضرور ہوئی۔ تو خود ہی فیصلہ کر لو۔ کہ ان کی توہین کرنیوالا کافر ہوا یا نہ۔ ہوا اور ضرور ہوا۔ آہ کیسی اندھیر نگری ہے۔ کہ اس شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وسعت علم ماننے کو ایسا شرک ٹھہرایا کہ اس میں کوئی حصہ ایمان کا نہیں۔ لیکن وہی وسعت علم ابلیس کے لئے مانی اور خود اپنے منہ شیطان کو خدا کا شریک ٹھہرایا۔ مسلمانو! تمہیں انصاف کرو۔ کیا اس میں اللہ عزوجل کی توہین نہیں ہے۔ کہ ابلیس لعین کو اسکا شریک ٹھہرایا جائے ایمان سے کہنا۔ حضرت رب العزت اور اسکے حبیب لبیب کی اہانت کرنے والا کافر نہیں۔ تو کون ہے۔ اسی فرقہ وہابیہ دیوبندیہ کے ایک امام مسمی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے اپنی تصنیف تحذیر الناس میں سید المرسلین خاتم النبیین

مبحث سوم

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے بارے مندرجہ ذیل الفاظ میں زہر اگلا ہے عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے (صـ۲) بلکہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے (صـ۴)۔ اسی طور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے۔ آپ موصوف بالوصف بنوت بالذات

اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض (ص۳) بایں معنی جو میں نے عرض کیا آپ کا خاتم ہونا انبیائے گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے (ص۱۶) بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں کوئی نبی تجویز کیا جائے۔ (ص۳۳)

سُنی بھائیو! نانوتوی صاحب کیسی شناعت کے مرتکب ہوئے۔ مدنی تاجدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء ہونا ضروریات دین میں سے ہے لیکن اس شخص نے حضور کے بعد یا حضور کے زمانہ میں کسی نئی نبوت کو جائز مانا۔ اور یہی کھلا کفر اور دین اسلام میں گمراہی ہے۔

مبحث چہارم

فرقہ دیوبندیہ وہابیہ کے عقائد باطلہ میں سے یہ بھی ہے۔ کہ معاذ اللہ خدا تعالیٰ بھی جھوٹ بولتا ہے۔ براہین قاطعہ مولفہ خلیل احمد انبیٹھوی ص۲ پر لکھا ہے۔ امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا۔ بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے۔ کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں۔ اور رشید احمد گنگوہی نے وقوع کذب باری تعالیٰ کے قائل کو ضال اور فاسق و کافر کہنے سے منع کیا۔ اور وقوع کذب کے معنی درست ہونے کی تصریح کر دی۔ اس کا مہری فتویٰ کتبخانہ بریلی میں موجود ہے۔ اور اس کا فوٹو دفتر مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور میں بھی موجود ہے۔ مسلمانو! انتہا ہو گئی۔ ان کے ناپاک حملوں سے خدائے قدوس بھی نہ بچ سکا۔ معاذ اللہ۔ مسلمانو! ایمان تو تصدیق الٰہی کا نام تھا۔ جب کذب یعنی جھوٹ کو پروردگار عالم کی طرف منسوب کیا تو صراحتاً خدا کو کاذب اور جھوٹا کہا۔ پھر ایسے شخص کا ایمان کہاں رہا۔ ایسا تو دنیا کے پردے پر کوئی کافر سا کافر بھی شاید ہی ہوگا۔ جو خدا کو جانتا ہو اس کے کلام کو کلام جانتے اور بید ھڑک کہے۔ کہ اس نے جھوٹ بولا۔ اُس سے وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے۔ الغرض کیا کوئی ذی انصاف شک کر سکتا ہے۔ کہ ان تمام بدگویوں نے منہ بھر کر اللہ جل شانہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہیں دیں۔ امتحان کا وقت نزدیک ہے...

۵ شوال ۱۳۵۲ھ کو فراموش نہ کرنا۔ تمہارا ایمان تمہیں خود فیصلہ دیگا۔ تمہارے دل میں تمام بدگویوں سے نفرت بھر دیگا۔ ہرگز اللہ جل وعلا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل تمہیں ان کی حمایت نہ کرنے دیگا۔ تم کو ان سے گھن آئیگی۔ خدارا ان کی بیخ نہ کرو۔ اللہ و رسول کے مقابل ان کی گالیوں میں مہمل و بیہودہ تاویلیں مت گھڑو اور دیکھو کہ ۵ شوال کو کسطرح حق کا بول بالا ہوتا ہے۔ اور باطل کا منہ کالا ہوتا ہے یہی وہ بیہودہ اور ناپاک عبارات ہیں۔ جنکو حضرت موید ملت مجدد دین اعلیحضرت مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے علماء حرمین شریفین کے سامنے پیش کیا۔ اور تمام نے ان بدگویوں پر کفر و ارتداد کے حکم لگائے۔ ۵ شوال کو یہی عبارات مناظرہ کا مبحث ہونگی۔ جناب اشرف علی صاحب تھانوی یا انکے وکیل انہی اقوال خبیثہ کو صحیح اور درست ثابت کرنے کیلئے آئینگے۔ اور اہلسنت کی جانب سے حضرت امام اہلسنت حامی سنت ماحی بدعت و ضلالت صاحبزادہ اعلیحضرت مجدد ملت مولانا مولوی حامد رضا خان صاحب قبلہ دام برکاتہم یا ان کے وکیل تشریف لائینگے۔ اور قرآن و حدیث اور دیگر ادلہ شرعیہ سے ان اقوال کا کفر ہونا ثابت کرینگے ان عبارات کے علاوہ اکابر دیوبند کے اور بہت سے خرافات ہیں۔ ان سب کو ہم نے اپنے رسالہ "معین الدین" نمبر ۹ میں درج کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ ان کو بھی مبحث قرار دیکر میدان مناظرہ میں ہی تصفیہ کیا جائیگا۔ بعدہٗ تمام اختلافی مسائل پر یکے بعد دیگرے گفتگو ہوگی۔ اور تمام امور متنازعہ فیہا کا یکسر فیصلہ کیا جائیگا۔ تاکہ ایک ہی دفعہ ہمیشہ کیلئے نفاق و شقاق کا دروازہ بند ہو جائے۔ خدائے برتر و بالا سے دعا کیجئے۔ کہ خیر و خوبی کے ساتھ وہ وقت آئے۔ اور مناظرہ ہونے کے بعد قطعی فیصلہ ہو کر تمام مسلمان آپس میں یکجان ہو کر اپنی تمام قوتوں کو اعداء دین کے مقابلے میں صرف کریں۔ (ایڈیٹر)

اگر آپ نے شیعہ سنی مناظرہ "معین الدین پور" ابھی تک نہیں پڑھا تو جلد کیجئے کہ ایڈیشن ختم ہونیوالا ہے اسکے مطالعہ سے شیعہ اسنی کے تار عنکبوت سے زیادہ وقعت نہ رکھنے والے دام میں نہ پھنس سکینگے بلکہ اور دنکی رہنمائی کا فخر بھی حاصل کرینگے قیمت ۲ بزم منظم مجلس تبلیغی انجمن کی رکنیت اختیار کرنا اور اسکو مالی امداد دینا آپکا اخلاقی فرض ہے (ایڈیٹر)

نقشہ اوقات سحری و افطاری ماہ رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ

رمضان	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	وقت اذان بجر	وقت اذان بجر	وقت اذان بجر	وقت اذان بجر	وقت اذان بجر	وقت اذان بجر
منگل	۹ دسمبر	۱	۶	۰	۵	۳۳		
بدھ	۲۰	۲	۶	۱	۵	۳۴		
جمعرات	۲۱	۳	۶	۱	۵	۳۴		
جمعہ	۲۲	۴	۶	۲	〃	۳۵		
ہفتہ	۲۳	۵	〃	۳	〃	۳۵		
اتوار	۲۴	۶	〃	۳	〃	۳۶		
پیر	۲۵	۷	〃	۴	〃	۳۶		
منگل	۲۶	۸	〃	۴	〃	۳۷		
بدھ	۲۷	۹	〃	۴	〃	۳۷		
جمعرات	۲۸	۱۰	〃	۵	〃	۳۸		
جمعہ	۲۹	۱۱	〃	۵	〃	۳۸		
ہفتہ	۳۰	۱۲	〃	۵	〃	۳۹		
اتوار	۳۱	۱۳	〃	۶	〃	۳۹		
پیر	یکم جنوری ۳۳ء	۱۴	〃	۶	〃	۴۰		
منگل	۲	۱۵	〃	۶	〃	۴۰		

رمضان	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	وقت اذان بجر	وقت اذان بجر	وقت اذان بجر	وقت اذان بجر	وقت اذان بجر	وقت اذان بجر
بدھ	۳ جنوری	۱۶	۶	۵	۴۱			
جمعرات	۴	۱۷	〃	۶	〃	۴۱		
جمعہ	۵	۱۸	〃	۶	〃	۴۲		
ہفتہ	۶	۱۹	〃	۶	〃	۴۳		
اتوار	۷	۲۰	〃	۷	〃	۴۴		
پیر	۸	۲۱	〃	۷	〃	۴۵		
منگل	۹	۲۲	〃	۷	〃	۴۶		
بدھ	۱۰	۲۳	〃	۷	〃	۴۷		
جمعرات	۱۱	۲۴	〃	۷	〃	۴۷		
جمعۃ الوداع	۱۲	۲۵	〃	۷	〃	۴۸		
ہفتہ	۱۳	۲۶	〃	۷	〃	۴۹		
اتوار	۱۴	۲۷	〃	۷	〃	۵۰		
پیر	۱۵	۲۸	〃	۷	〃	۵۱		
منگل	۱۶	۲۹	〃	۷	〃	۵۲		
بدھ	۱۷	۳۰	〃	۷	〃	۵۲		

قرآن مجید ہر قسم مترجم و معرا۔ قاعدے سپیپارے۔ وظائف دیگر کتابیں ہر قسم

نسبتاً بارعایت ملنے کا پتہ

کتبخانہ مقبول عام دیلوی روڈ نزد مسجد داتا گنج لاہور

ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب

اہلسنت کا مذہبی و اخلاقی ماہوار رسالہ

معین الدین

جلد ۱ | بابت ماہ فروری ۱۹۳۴ء | نمبر ۱۲

ناشر و پبلشر

مولانا ابو محمد سید فضل حسین شاہ صاحب فاضل حسنی الاحناف ناظم انجمن معین الدین تاجپورہ

متصل دین پورہ لاہور

مطبوعہ گورنمنٹ سٹیم پریس وطن بلڈنگ لاہور

لاہوری پارٹی کی تمام بدعتوں کے ساتھ

مولوی اشرفعلی تھانوی کے گلے میں شکستوں کے ہار

مولوی احمد علی لاہوری پارٹی کا ہوگئی

رجسٹری شدہ خطوط بھیجے۔ جنہیں تحریر فرمایا کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ تاریخ مناظرہ یعنی ۱۵ شوال ۱۳۵۲ھ مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۳۴ء بروز چہار شنبہ بوقت ۳ بجے دن لاہور میں موجود ہونگا اس موقع پر آپ ضرور پہنچیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہندوستان کی زمانہ جنگیری کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اپنے ہم عقیدہ رجسٹریوں کی نقل ہدیۃً ناظرین کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

نقل رجسٹری حضرت بخدمت وسیع المناقب جناب مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی مدظلہ

حجۃ الاسلام مدظلہ السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ انجمن حزب الاحناف لاہور کے جلسہ کے موقع پر آپ نے مباہلہ کی آمادگی کے اعلان شائع کئے اور وقت تعین مناظرہ ملتوی کرایا۔ اور مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری و مولوی منظور سنبھلی وغیرہ کے اتفاق سے میرا آپکا مناظرہ طے کیا۔ اور قرار دیا کہ فریقین سے جو نہ آئے یا اپنا وکیل مجاز نہ بھیجے اسکی جماعت اس سے قطع تعلق کریگی۔ اور اسکو برسر غلطی و خطا تسلیم کریگی۔ میں بفضل اللہ تعالیٰ اس مناظرہ کو قبول کرتا ہوں۔ تاریخ مناظرہ یعنی چہار شنبہ ۱۵ شوال ۱۳۵۲ھ مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۳۴ء کو بعونہ تعالیٰ خود لاہور میں موجود ہونگا۔ اور اگر وکیل کو اجازت دینا مناسب خیال کرونگا تو کسی شخص کو مجمع کے روبرو اپنی زبان سے اپنا وکیل بنا دونگا۔ اور اپنا مجاز و ماذون کر دونگا۔ اس موقع پر آپ ضرور پہنچیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہندوستان کی زمانہ جنگیری کا خاتمہ ہو جائیگا۔ گفتگو نہایت متانت سے کی جائیگی۔ اگر آپکو خود مناظرہ کرنے میں کوئی عذر صحیح ہو۔ اور شرعاً اس مناظرۂ کفر و اسلام میں وکیل کی وجہ صحت رکھتے ہوں۔ تب بھی آپ تاریخ مذکور پر لاہور تشریف لائیں۔ اور مجمع کے روبرو اپنی زبان سے اپنے کسی معتمد کو وکیل بنا دیں۔ اور اس کو ماذون و مجاز اور اپنا قائم مقام تسلیم کرلیں۔ ہمارے معتمد تشخیص طلب کرکے اُن کے سامنے وکالت نامہ پر دستخط کریں۔ اور وکیل کو ماذون و مجاز مطلق بنا دیں۔ ہمارے نزدیک اس کے سوا وکیل کی کوئی اور اطمینان بخش صورت نہیں۔ اگر آپکے نزدیک مناظرے کے لئے ثالث کی ضرورت ہو تو جن کو آپ اس کا اہل سمجھیں۔ اُن کے نام شائع کر دیں۔ اگر ہمیں اُنمیں سے کسی پر اعتماد ہوا تو میں بھی اس کے متعلق رائے دیدونگا۔ اور فریقین کا ایک ہی ثالث ہو جائیگا۔ ورنہ میں اپنی طرف ثالث نامزد کر دونگا۔ اس طرح ثالثوں کی ایک جماعت باہم ملکر فیصلہ کریگی۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ فقط ۱۰ شوال ۱۳۵۲ھ۔ بقیہ جلد صفحہ ۱۰ پر

اطلاع

[illegible] دوبارہ بھیجا ہے [illegible] مقام
[illegible] قرار کیا ہے [illegible] کو تقریر جلسہ
[illegible] پاداش پہنچ دیا گیا آپ نے خبر تک واپس کر دی۔ ایک خاص بات جو اس سلسلہ میں ہے
کہ آپ خود لاہور آئینگے۔ یا کسی بنا کر کسی کو بھیجیں گے۔ بشق ثانی پر فوراً فوراً بذریعہ تار مطلع کیجئے
کہ ہم اپنے نمائندہ آپ کے پاس بھیجیں اور انکے سامنے آپ توکیل کر دیں اگر ان [illegible]
[illegible] کوئی اختیار نہ کی۔ آپ ہی کہیئے کہ ہمارے اطمینان کی کیا صورت
ہوگی۔ آپ [illegible] مولوی ارتضیٰ حسن صاحب دربھنگی وکیل بن بیٹھے اور جب
[illegible] تو کہدیا کہ ہم تو وکیل نہیں بنے۔ بلا اسم کسی خود ساختہ وکیل کو ماننے
کیلئے تیار نہ ہونگے۔ اب تک آپکی تصدیق اپنے الیسان بخش حاصل کر لیں۔ اس صورت
میں ۱۵ شوال کی تاریخ کی اضافت کا احترام آپ پر ہوگا۔ فقیر اگرچہ علیل ہے پھر بھی لاہور
جانیکا مصمم قصد کرتا ہے۔ اگر آپ نہ آئے اور نہ اطمینان بخش توکیل کی۔ تو آپکی شکست
متصور ہوگی آپ لاہور خود نہ جائینگے اور توکیل کر دینگے تو مجھے بھی خواہ مخواہ جانیکی ضرورت
نہ ہوگی۔ آپ خود لاہور چلیں تو فقیر اگرچہ علیل و کلیل ہے۔ ضرور ضرور لاہور پہنچیگا۔ میں پا
برکاب منتظر جواب ہوں۔ جواب فوراً فوراً بذریعہ تار دیجئے۔ الوحا الوحا العجل العجل شرط
بہت۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ نوٹ:۔ میں صبح ۱۳ شوال تک بریلی منتظر
جواب رہونگا۔ اس کے بعد لاہور حزب الاحناف کے پتہ سے آپ جواب دے سکتے ہیں۔
فقیر رضوی غفرلہٗ۔ ۲۲ جنوری ۱۹۲۴ء

تھانوی جی کا سکوت اور دیوبندیوں کے خلاف اس کے مولوی اختر علی صاحب کی
کی مناظرہ سے فرار کی حیلہ جوئیاں طرف سے صدائے برنخواست۔ کوئی اعلان
ان کی طرف سے اس قسم کا شائع نہ ہوا۔ حالانکہ ان کے محض مناظرہ گاہ میں آکر کسی چبوترے
جانیکا ایک ہزار چہرہ خاص بھی مقرر ہو چکا تھا۔ ایک عالم کی نگاہیں تھانہ بھون کی طرف
لگی تھیں۔ کہ دیکھیں تھانوی جی کس کروٹ بیٹھتے ہیں۔ خود آتے ہیں یا کسی کو اپنا مجاز کو بھیجتے

ہیں۔ اہلسنت کیطرف سے برابر اعلان شائع ہو رہے تھے۔ حضرت حجۃ الاسلام مع دیگر اکابر اہلسنت ۱۴ شوال ۱۳۵۲ھ کو لاہور میں تشریف لے آئے۔ آپکی تشریف آوری نے وہابیہ دیوبندیہ کو مضطرب بے چین کر دیا گویا انکے پاؤں اکھڑنے لگے۔ اب تک تو بالکل خاموش تھے۔ لیکن حضرت کے ورود مسعود سے ان کی مہر سکوت ٹوٹی۔ فوراً ہی ایک اشتہار شائع کرایا جس اشتعال انگیز اور دلآزار کلمات چھاپکر اپنا دلی مقصد اس طرح ظاہر کیا کہ مناظرہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ شائقوں کے روبرو خلوت میں دونوں طرف کے صرف دو مناظر باہم گفتگو کریں۔ ورنہ بمجمع عام میں وہ مناظرہ کے لئے تیار نہیں یہ وہابیہ کا کھلا ہوا فرار اور مناظرہ سے صاف انکار تھا۔ ہزارہا بندگان خدا دور دراز سے مناظرہ دیکھنے کیلئے آئے تھے۔ وہ اس پر کب راضی ہو سکتے تھے۔ کہ مناظر صرف دو مناظر تنہائی میں کریں اسکو مناظرہ کون کہتا۔ مناظرہ کہا ہوا اگر یہ کا کھیل ہوا۔

فرزندان دیوبند کی دوسری چال :- پوسٹر شائع کرنیکے بعد ان کی عقل میں غالباً یہ سمائی کہ اگر میدان مناظرہ میں وقت پر نہ پہنچے۔ تو بڑی کرکری ہو گی۔ دنیا کو دیوبندیہ کی بے ایمانی اور گمراہی کا یقین واثق ہو جائیگا۔ جناب اشرفعلی صاحب تو سرکار مدینہ کی توہین کی پاداش میں تھانہ میں معہ پولیس ہیں ان کی بلا سے۔ لیکن ہمیں بھی دنیا و آخرت کی رسوائی کا سرٹیفکیٹ ملجائیگا۔ خلق خدا جان لیگی کہ عرب و عجم کے علماء اہلسنت جناب اشرفعلی صاحب اور دیگر اکابر دیوبندیہ کی عبارات پر کفر و ارتداد کے حکم لگانے میں حق بجانب ہیں۔ کہیں منہ دکھانیکو جگہ نہ ملیگی۔ اور اپنے بڑوں کو کھلے کافر و مرتد کہتے ہی بنے گی۔ کوئی عذر مقبول نہ ہوگا۔ یہ سوچکر ان بے چاروں کو ساری رات بیدار اشتہار شائع کرنا پڑا۔ کہ ہم وقت پر میدان مناظرہ میں پہنچ جائینگے۔ اور ضرور مناظرہ کرینگے۔ صبح ہوتے ہی مناظرہ گاہ یعنی مسجد وزیر خان مسلمانوں سے بھر پور ہو گئی۔ ابھی دس نہیں بجے تھے۔ کہ حضرت حجۃ الاسلام مع دیگر علمائے اہلسنت نہایت تزک و احتشام سے مسجد وزیر خان میں تشریف لائے۔ اللہ اکبر یا رسول اللہ کے نعروں کے ساتھ سٹیج پر جلوہ افروز ہوئے۔ سامنے مقابلہ میں دیوبندیوں کی نشستگاہ تیار تھی۔ دس بجے تک وہ بھی آکے وکے آپہنچے لیکن وہ سی اشرفعلی صاحب نابود انکا پتہ نہ

تھا۔ وہی تین دیوبندی ملاں ایک [illegible] ان [illegible] حسین احمد مدنی
مشیر الوالہ شروتا دکھلانا تھا۔ یعنی [illegible] ان [illegible] ابوالوفا سے
بہت شرمندے تھے پہلو میں دل کا [illegible] ایک نظر تھا ان نہ نکلا۔

ہم حیران تھے کہ فیصلہ کن مناظرہ اور یہ دیوبندی سیدھے سادے انگریز سے کفر بکنے لگے ہیں۔ خیر صاحب ادھر سے مولانا سید حبیب صاحب مالک خیار سیالکوٹ صدر جلسہ مقرر ہوئے تو دیوبندیوں نے ناک بھوں چڑھائی کہ ہم اپنی ذمہ داری سے علیحدہ رہیں گے اور اپنی چھوٹی سی پارٹی کا مولوی اسماعیل سنبلی کو صدر بنا لیا۔ صدر بنتے ہی مولوی سنبلی صاحب کو چار چاند لگ گئے۔ لگے بپھرنے۔ اس پر طرہ یہ کہ بابو سردار احمد صاحب جیسٹ الاسٹنٹ دیوٹی کلکٹر بھی شب پر بھی ہاتھ صاف کئے۔ اب کیا تھا ایک گھلا دھندلا ہو گیا۔ مزا ادھورا ہو گیا۔ وہی جمعیت پر اور وبال سر پر۔ پھر اس پر دو عہدوں کو یکلخت حاصل کر لینا۔ ان کے لئے معمولی بات نہ تھی۔ عمر بھر چلا ہی تھا توقع تھا۔ کہ ایسی اعزازی ڈگریاں نصیب ہوئیں۔ ہر چند ان کو ذہن نشین کیا گیا۔ کہ آپ صرف ایک منصب کو سنبھالیے۔ لیکن یہ کب سننے والے تھے۔ دونوں پر چوپڑ ڈاجمایا اور کسی کے سمجھائے نہ سمجھے۔ تو حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب مسند مجمع میں حضرت حجۃ الاسلام جناب [illegible] کی تشریف آوری کا اعلان [illegible] بلند اعلان فرمایا کہ حضرت حجۃ الاسلام امام اہلسنت مولانا [illegible] صاحب حسب پروگرام مناظرہ کے لئے تشریف فرما ہیں اور فریق مخالف سے مخاطب فرمایا۔ کہ وہ مولوی اشرفعلی صاحب یا ان کے وکیل اپنا دعویٰ کو پیش کریں اس پر سب دیوبندیہ بڑے طمطراق سے جھومتے ہوئے کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے۔ بھائیو! تھانوی صاحب نے ایک خاص آدمی کو جو ہمیشہ سفر کرتا رہتا ہے بلا کر بھیجا ہے وہ مناظرہ میں کیسے تشریف لاتے۔ اس پر مجمع کی طرف سے نفرت کا اظہار ہوا کہ تو کس مرض کی دوا ہے۔ مجرم اصلی کو اپنی نظروں سے نہ دیکھا۔ جس کے واسطے ہم یہاں دور دراز سے [illegible] کے آئے تھے۔ سب کو امید واثق تھی۔ کہ اگر وہ یہاں مناظرہ میں حاضر ہوتے

مولوی اشرفعلی کی شکست اول اور آخر تائب ہو کر مسلمان بنکر واپس جاتے
دیوبندیوں کے بڑا کا اشتہار لیکن ان کی قسمت۔ ہمیں حیرت ہے۔ کہ
تینوں دیوبندی اس وقت بھی موجود تھے جبکہ مناظرہ کی قرارداد لکھی گئی تھی اگر
مولوی اشرفعلی صاحب نے سفر ترک کر دیا تھا تو اس وقت بھی یہ عذر پیش کیا ہوتا
حالانکہ ان ہی حضرات کے مشورے سے قرارداد مرتب ہوئی تھی اور اسوقت بڑے قدو
قامت کے اشرف علی صاحب کے لانے کی ذمہ داری اپنے سر لی تھی۔ یہ ان وہابیہ کی چالاکی
تھی دوسرے پیارے جناب اشرفعلی صاحب کے رہنے کی ذمہ داری نہ ہوتی۔ تو اس
قدر خلقت پریشان نہ ظفر ہوتی۔ انہیں کیا غرض پڑی تھی کہ مسلمان دیوبندی بچوں کی
خرافات سنے جیرا نہ اپنا قیمتی وقت ضائع کرتے۔ اور سفر کی مشقت برداشت کرتے۔ علی
وقت پر ہزاروں کے مجمع میں اسکا اعلان وہابیہ کا مکر عظیم تھا۔

تھانوی جی کی دوسری شکست صدر وہابیہ نے اپنی تقریر کا سلسلہ اس طرح
اوپر سند وکالت کی حقیقت جاری رکھا کہ اگرچہ وہ خود نہیں آئے لیکن ہم
انکی سند وکالت لیکر آئے ہیں۔ تصدیق کر لیجئے۔ سند وکالت دیکھی تو وہ انوکھی شان
کی۔ ایک میلا کچیلا پرانا بوسیدہ کاغذ اندرونی جیب شریف سے خوب ہوشیاری
کے ساتھ برآمد کیا۔ اور فرمایا یہ ہے سند وکالت۔ سند مجمع میں پڑھی گئی۔ تو سب لوگ
حیران و پریشان۔ کہ یہ سند وکالت نرالی قسم کی ہے۔ جسمیں کہیں نام و نشان بھی
نہیں کہ میں فلاں کو لاہور میں ۱۵ شوال کے فیصلہ کن مناظرہ کے لئے وکیل مجاز اور
اپنا قائمقام مطلق بناتا ہوں۔ اس کا ہر قول و فعل قبول عادل۔ فتح و شکست سب
کچھ مجھے منظور ہوگا بخلاف اس کے یہ ایک نہایت عجیب و غریب تحریر تھی جسکا خلاصہ
یہ کہ میں کہ حفظ الایمان کی عبارت کی تفہیم کیلئے میں فلاں فلاں کو اپنا وکیل بناتا ہوں
اسکی اتنی سی لائن فراغ کر خود دفاتر لگائیں کہ دنیا کا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ تحریر مناظرہ
کی تو کیل ہے جسمیں مناظرہ کا نام تک نہیں۔ ملاحظہ ہو۔

تھانوی جی کی سند وکالت کا نقل :۔ مقام تھانہ بھون ۱۵ رمضان ۱۳۵۲ھ

[illegible] کلام سے کسی کو خطاب کیا جائے۔ وہ اگر محض تبلیغ ہے تو عبادت ہے۔ یہ ایک صورت ہے۔ اس کے بعد اگر مخاطب محض تحقیق حق کے لیے کوئی سوال کرے اور اسکو جواب دینا بھی عبادت ہے۔ اور یہ دوسری صورت ہے اور ان دونوں صورتوں کے لیے ہر مسلمان جس الفریقین ہے حاضر ہے اور اگر مخاطب کو محض جدال ہی مقصود ہے اور یہ تیسری صورت ہے۔ تو اسکو جواب دینا اور اعراض کرنا بھی جائز ہے اور اس سکوت میں جو مذبذبین کے ضرر کا شبہ ہوتا ہے اس ضرر کا خود مذبذبین کی تعلیم سے دفع کرنا ممکن ہے خواہ ابتداءً ایمان کے سوال کے بعد۔ اور میرا بھی یہی مذاق ہے۔ اس تمہید کے بعد عرض ہے کہ رسالہ حفظ الایمان مؤلفہ احقر براعتراض کرنیوالوں کے متعلق میرا عمل جیسے سے اپنے مذاق کے موافق رہا ہے۔ کہ نفس مسئلہ کے متعلق تبلیغ کے لئے مترددین کی تشفی کیلئے خود رسالہ حفظ الایمان۔ بسط البنان تقریر العنوان لکھ بھیجا اور معاندین کو کہیں خطاب نہیں کیا مگر بعض احباب بعض مواقع میں دوسرے مذاق پر عمل کرنیکو نافع سمجھتے ہیں۔ اور بعض مواقع پر بعض حالات کے اقتضاء سے اس نافعیت میں اسکی حاجت ہے کہ اس تفہیم کے لیے میں کسی کو اپنا وکیل بنادوں۔ اس لیے سردست میں اپنی طرف سے اس تفہیم کے لئے ان بزرگوں کو اپنا وکیل بناتا ہوں۔ حضرت مولانا حسین احمد صاحب فیض آبادی۔ جناب مولانا منظور احمد صاحب سنبھلی۔ مولانا ابوالوفا صاحب شاہجہانپوری۔ مولانا اسمٰعیل صاحب سنبھلی۔ دام فیضہم جیسا کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کے ارشاد و تفہیم میں نفع و برکت رکھتے۔ ان اریدالا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ۔ کتبہ اشرف علی تھانوی حنفی چشتی۔

عجب ربط عبارت ہے۔ یہ تو دیکھئے کہ تین صورتیں بنا کر ان میں کوئی بھی مناظرہ کی صورت نہیں بنائی۔ اس تحریر میں تھانوی جی نے صرف اپنی عبارت کی تفہیم کا ذکر کیا ہے حالانکہ مباحث مناظرہ چار تھے۔ تو تھانوی جی نے خود اپنے قلم سے ثابت کر دیا کہ تھانوی صاحب کے نزدیک بھی فتنہ کی گفتگو ہی۔ عبارت تحذیر الناس و براہین قاطعہ گلے کی فریاد ہیں یہ تھانوی کی تیسری شکست ہے۔ نیز اس تحریر میں مذبذبین کی تفہیم مقصود ہے۔ یعنی اہلسنت کے اعتراضات سنکر جو دیوبندی دلعم افتادہ لوگ شک و تذبذب میں پڑ گئے ہیں کہ شاید

تھانوی جی کی تیسری شکست

تھانوی صاحب کی شکست پہلا دن

حضرات! انصاف فرمائیے کہ یہ مناظرہ کا وکالت نامہ ہے یا تقسیم وراثت کا اجازت نامہ۔ یہ جناب اشرفعلی صاحب کی پہلی شکست ہے۔ اس تحریر کو سنانے کے بعد مفتی علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب قبلہ نے ارشاد فرمایا۔ حضرات یہ ہرگز ہرگز مناظرہ کیلئے وکالت نامہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس میں تھانوی جی تقسیم وارث کی اجازت بخشتے ہیں۔ اس میں تو مناظرہ کا لفظ ہے۔ نہ مناظر کا۔ پھر کوئی شخص مناظر کیسے بن سکتا ہے یہ تو

اہلسنت کی فتح اور تھانوی جی کی شکستوں کا اعلان مجمع میں

وکالت نامہ ہے علاوہ ازیں اس فیصلہ کن مناظرہ کے مبحث تحذیر الناس فتوی گنگوہی براہین قاطعہ اور حفظ الایمان ہیں۔ جن پر حسام الحرمین میں کفر و ارتداد کے حکم لگائے جا چکے ہیں لیکن تھانوی جی نے اپنی اس تحریر میں نہ تو مباحث کا ذکر کیا ہے۔ نہ مناظرہ کا۔ نہ لاہور کا نام ہے۔ اور نہ اہلسنت کی جانب الاحناف اور دیوبندیہ کی جمعیت الاحناف کی قرارداد کا حوالہ ہے نہ قبول کی تاریخ ہے۔ نہ بحث کی اجازت ہے۔ نہ یہ ذکر ہے کہ میرا وکیل جو قبول کریگا مجھے بھی قبول ہوگا۔ پھر کسطرح تسلیم کر لیا جائے کہ یہ تحریر مناظرہ کی سند وکالت ہے۔ اس پر شیر بیشہ اہلسنت ابوالفتح مولانا حشمت علیخان صاحب نے کھڑے ہو کر اعلان فرما دیا۔ کہ حضرات یہ تحریر ہرگز ہرگز مناظرہ کی سند وکالت نہیں۔ نہ تھانوی جی کو خود آنے ہی کی جرأت ہوئی اور نہ ہی کسی کو وکیل مجاز بنا کر بھیجا لہٰذا حسب قرارداد مولوی اشرفعلی صاحب کی شکست فاش ہوگئی۔ میں دیوبندیوں کی شکست اور اہلسنت کی فتح کا اعلان کرتا ہوں۔ ان کلمات کا سننا تھا۔ کہ مجمع میں اہلسنت کی فتح کے ڈنکے بجنے لگے۔ خوشیاں ہونے لگیں۔ صدر وہابیہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اہلسنت کی فتح کا اعلان نیزہ کی طرح سینہ کے پار ہوگیا۔ جھنجلا کر اٹھے اور نہایت بے بسی کی حالت میں مولانا سید حبیب صاحب سے فریاد کی اور اصرار کیا کہ حضرت مولانا مشغل جائیں ان کلموں کو واپس لیں۔ مولانا سید حبیب صاحب نے حضرت مولانا سے عرض کی کہ حضور ہو سکتا ہے آپ کا اعلان حق بجانب ہے۔ مگر ذرا توقف فرمائیں۔ جلد بازی نہ کریں۔ ان کے عذر بہانے

اشرفعلی کی شکست یقینی ہے کر خود مناظرہ بند کرادیں گے کرا دیا یہ وکالت نامہ لکھ کر اپنے اور اپنے آپ نے ان لوگوں کو مناظرہ کے لئے اپنا وکیل کیا ہے۔ سوال تھا مگر دیوبندیہ کو معلوم تھا کہ تھانوی صاحب نے کسی کو وکیل مناظرہ کیا ہو تو ان کی شکست یقینی ہے لہذا صاف انکار کر دیا اور کہا بطل نہ مانتے۔ دیوبند آئیں میں طے ہوئے بعد درخواست کی کہ ہم جمعہ دیوبند اور دیوبند یہاں موجود ہیں۔ کسی ایک کو وکیل مناظر مقرر کر کے بھیج دیتے ہیں۔ کہ اسکی فتح و شکست مولوی اشرفعلی کی شکست تصور کی جائیگی۔ دیوبندیہ نے اجنبیا کہا کہ اگر کسی طرح قابل قبول نہ تھا کہ ایک شخص کی ہار جیت کی ذمہ داری پر تھا ہو۔ اور اس کی طرف سے خیر ابلاغ نہ تھا میں تیار ہوئے اور بیان لام میں وکیل تجویز کرتا ہے۔ حضرت حجۃ الاسلام مدظلہ نے اتمام حجت

دیوبندی مولویوں نے اشرفعلی کی تحریر پر وکالت نامہ تیار کیا

کے لئے دیوبندیہ کی اس درخواست کو منظور فرمایا۔ دیوبندیہ نے مولوی منظور نعمانی کو اشرفعلی کا وکیل بنا کر کھڑا کر دیا جس کے صاف انکار کر دیا تھا۔ دیوبندیہ کے نزدیک بھی اشرفعلی کی تحریر مناظرہ کی توکیل نہیں۔ تحریر جدید

دیوبندی مولویوں کا وکالت نامہ

ہے۔ ملاحظہ ہو۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم (دعائی وقلمی فداہ۔ ہم حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی دام فیضہ کو آج پندرہ شوال ۱۳۵۳ھ سے جو مناظرہ شروع ہوگا۔ جو ان عبارات پر ہے جن پر حسام الحرمین میں کفر کا فتوی لگایا گیا ہے۔ حضرت مولانا شاہ محمد اشرفعلی صاحب تھانوی دامت برکاتہم کا وکیل تسلیم کرتے ہیں۔ اور وکیل موصوف کا ہر قول و قبول و عدول حضرت مولانا موصوف مدظلہ کا سمجھا جائیگا۔ اور انہی کی فتح و شکست حضرت مولانا تھانوی دامت برکاتہم کی فتح و شکست ہوگی احقر الانام احمد علی عفی عنہ۔ جمیل الرحمن۔ محمد اسماعیل (صدر دیوبندیہ) سعید حبیب (صدر المدرسین) سید ظفر شریف۔ عبد العزیز۔ محمد صادق۔ عبد المنان۔ محمد یعقوب۔

اشرفعلی کی چھٹی شکست

حضرت حجۃ الاسلام مدظلہ نے شیر بیشۂ اہلسنت مولانا ابو الفتح محمد شوکت علیخان صاحب کو مناظرہ کی اجازت دی۔ اور شرائط طے ہونے لگے۔ والی مناظر نے جملہ شرائط پیش کیں شیر بیشۂ اہلسنت مدظلہ نے تمام کو بنایت فراخدلی سے

۱۶ شوال کے واقعات

سلام کیا اور تشریف رکھی۔ تھوڑی سی دیر نہایت سنجیدہ تر میں جواب تحریر فریقین کا کوئی صریح بحث نہ تھا۔ وہابی مناظر نے بحث شروع کی بات تو مولانا نے اسکو منظور فرمایا کر ارشاد فرمایا کہ پہلی تقریر تمہاری آخری ہوگی۔ وہابی مناظر نے کہا کہ رشیدیہ میں لکھا ہے۔ کہ اول آخر تقریر میں مدعی کی ہونی چاہئیں تو حضرت مولانا ابوالفتح نے ارشاد فرمایا کہ ان سطروں پر خط کھینچو جن میں یہ لکھا ہے کہ آخری تقریر بھی مدعی کی ہو۔ اس پر وہابیہ کا مناظر سٹ پٹایا۔ رشیدیہ کو سیکڑوں دفعہ دیکھا کی عبارت اوٹ پٹانگ پڑھی لیکن وہ عبارت نہ ملنی تھی نہ ملی۔ مجمع میں چہ مگوئیاں ہونے لگے۔ مولانا ابوالفتح حشمت علیخان صاحب برابر فرما رہے تھے۔ کہ جلد خط کھینچکر کتاب میرے حوالہ کرو۔ لیکن دکھاتا کہاں سے کتاب میں تو کہیں لکھا ہی نہ تھا۔ غرضیکہ بہت ہی بیچارہ لاچار ہوا۔ ادھر ادھر کے دیوبندیوں سے بھی کافی مدد لی۔ لیکن ناکام رہا۔ پہلی ہی ملاقات میں تھپٹی کا دودھ یاد آگیا۔ ظہر کا وقت ہو چکا تھا۔ اذان ہوئی تو وہابی پاکر فوراً مسجد سے باہر شیرانوالہ کی راہ لی۔ اعلان کر دیا گیا کہ کل ٹھیک دس بجے پھر مناظرہ شروع ہوگا۔ دوسرے روز دس بجے صبح پھر مناظرہ قائم ہوا۔ آج اہلسنت کے صدر حضرت علامہ الحاج مفتی محمد شاہ صاحب فاضل سیالکوٹی مقرر ہوئے۔ رشیدیہ کی عبارت دکھانے کا پھر مطالبہ کیا گیا۔ لیکن وہابی مناظر بیچارہ مجبور تھا نہ دکھا سکا۔ آخر یہ طے پایا کہ چار مسائل میں سے دو مسئلوں میں اول آخر تقریر ایک مناظر کی ہو اور دوسرے دو مسئلوں میں اول آخر دوسرے مناظر کی یہ امر طے ہو جانیکے بعد حضرت مولانا محمد حشمت علی خانصاحب قبلہ نے ارشاد فرمایا۔ کہ چونکہ یہ مناظرہ فیصلہ کن ہے۔ جس سے ہندوستان بھر کے مسلمانوں کی خانہ جنگیوں کا خاتمہ ہونیوالا ہے۔ لہٰذا فریقین کے مناظروں کی تقریریں دو شخص تحریر کرتے جائیں خاتمہ پر دونوں مناظروں کے دستخط ہونیکے بعد حضرت حجۃ الاسلام امام اہلسنت مدظلہ بھی دستخط فرما دینگے۔ اور صوبہ اختر فعلی صاحب کے بھی دستخط کرائے جائیں۔ تاکہ بعد میں کسی فریق کو انکار کی گنجائش باقی نہ رہے۔ حاضرین نے اس بات کو بہت ہی پسند فرمایا اور وہابیہ کے بھی اہل فہم حضرات نے اسکو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ لیکن وہابیوں کو مناظرہ موت کی صورت میں مہیب نظر آرہا تھا۔ لگے حیلے بہانے بنانے۔ سارا دن اسی کانا پھوسی میں برباد کیا۔ آخر شب نے یکزبان ہو کر کہدیا کہ ہم اس بات کا ذمہ نہیں لیتے۔ لیکن صاحب اگر یہی حال ظاہر آپ حضرات

کی نہ فعلیا سے کی بات سے کہیں تسلیم کر سکا کیسے حق پہنچا۔ ان سے کہا گیا کہ لیہ میں سو روپے
اشرفعلی ادا کرے تو مکا کیا اعتبار۔ چنانچہ اسی وقت وہ رجسٹری بھی واپس آگئی جو حضرت
مولانا اسلام نے بڑی تاریخ سے روانگی کے وقت مولوی اشرفعلی کو ارسال فرمائی تھی۔ چنانچہ
اصل سیالکوٹی سید محمد شاہ صاحب نے تمام مجمع کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا کہ ایسے شخص
کا ایمان کیا ہو سکتا ہے جس نے رجسٹری وصول کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ کہدیگا۔ کہ میں ہرگز
مولوی منظور کی تقریروں کا پابند نہیں ہے اسکو وکیل بنایا ہے وکیل بنا لے جانے والے کو۔ وہابیوں میں اسوقت
افراتفری مچ گئی۔ دنیا ان کی نظروں میں اندھیر ہو گئی صدر وہابیہ گھبرا گھبرا کر اٹھنے لگے اور انتہائی
صداقت کا بھی لحاظ نہ کرتے ہوئے اوچھے طنزوں پر اتر آئے۔ غلط اور بے سروپا الزام
لگانے لگے۔ فاضل سیالکوٹی نے بہتیرا روکا لیکن وہ آپے سے باہر ہو چکے تھے۔ اشتعال انگیزی
میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ مولوی منظور کو بولنے ہی نہ دیتے تھے۔ ان کا یہ رویہ دیکھکر مولانا سید
محمد شاہ صاحب نے ان کو خوب ہی آڑے ہاتھوں لیا خوب کرارے جواب دیئے کہ بیچارے
صدر وہابیہ کے دانت کھٹے کر دیئے۔ اور تین چار بار للکار کر کہا کہ تم خواہ مخواہ مناظرہ میں رخنے
ڈالتے ہو۔ لہٰذا میں تمہیں مناظرہ کا چیلنج دیتا ہوں۔ دنیا دیکھ لیگی کہ پانچ منٹ کے اندر ہی اندر تمہاری
کیا حالت ہوتی ہے۔ اگر تمہیں شکست نہ دوں تو سید نہ کہنا۔ غرضیکہ ایسے دندان شکن جواب
دیئے کہ وہابیہ کا صدر دم بخود اپنا سا منہ لیکر رہگیا حالانکہ اسکو اشرفعلی کا وکیل بننے کا بھی دعوی

اشرفعلی کی ساتویں شکست

تھا۔ لیکن چوں تک نہ کی۔ جب وہابیہ کے صدر کا یہی
اچھی خاصی تواضع ہو چکی تو اتنے میں دیکھتے کیا ہیں۔ کہ غیر مقلدوں کے گرو مولوی ثناء اللہ امرتسری
دیوبندیہ کے اسٹیج پر کھچے چلے آتے ہیں۔ یا اللہ یہ حضرت یہاں کیسے آ دھمکے۔ اوہو۔ اوہو

ثناء اللہ کا آنا اور مولوی احمد علی کی وہابیت کا انکشاف

یہ ہیں مولوی احمد علی صاحب شیر انوالہ کے پالے ہوئے
آئے ہیں۔ الکفر ملۃ واحدۃ۔ وہابیوں نے اس نئے
آنیوالے مہمان کی خوب آؤ بھگت کی۔ اللہ اکبر کے نعرے لگائے۔ مناظرہ دیوبندیہ کرسی سے
نیچے آ رہا اور وہ اوپر چڑھ بیٹھا۔ ہزارہا لوگوں نے یہ کیفیت دیکھی۔ تو لعنت و ملامت کی۔
اب تک بھولے بھالے اہلسنت کو جل دیکر مولوی احمد علی اور ان کے حواری جب ایک ہی

[illegible] کی جان پر بنی تھی۔ لہٰذا اس آخری وقت
[illegible] سال پرانے کہنے سنے کو بھلا کر ہی بڑا دیوبندی ہونے کا ثبوت دیا۔ سو
اشرفعلی کی آخری شکست کا سلف ختم ہو گیا۔ حضرت مولانا صاحب کو اطلاع بھیجوا دی کہ
فیصلہ مناظرہ ہے لیکن مناظرہ ہوتا حضرت مولانا شمس الحق صاحب نے انکار کر دیا کہ پہلے تحریر
لکھو کہ دیوبندی ہار گئے اب کبھی مناظرہ کا نام نہ لیں گے۔ پھر اس سے مناظرہ کرکے بیٹھ لیں گے
دیوبندیہ وہابیہ کی جان اس شکنجے میں تھی جب کوئی حیلہ بہانہ کارگر نہ ہوا اور پہلا مالیہ کسی بھی نہ ادا کیا تو بانی مدرسہ الاحمد
ناظم جمعیت الاحناف دیوبندیہ نے اعلان کر دیا کہ میں اپنی جماعت کی ذمہ داری کو بری الذمہ جانتا ہوں
یہ تھی کہ دیوبندیہ وہابیہ فتنہ و فساد شروع کر دیں۔ کیونکہ ان صاحب نے فوراً انکی نیت کو تاڑ لیا اور
اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے امن دامان سے بیٹھے جانیکا حکم دیا۔ دیوبندیہ وہابیہ تو یہ چاہتے
اشرفعلی کی نویں شکست ہی تھے لیکن جانے سے پہلے ایک اور شرانگیز حرکت کر ڈالی
وہ یہ کہ صدر اہلسنت حضرت مولانا سید محمد شاہ صاحب کی تقریر کے دوران میں اپنے ناظر
کو شاہ کر کے کھڑا کر دیا اس نے خطبہ پڑھکر تقریر شروع کرنی چاہی تو مسلمانوں نے درود و سلام
کا وظیفہ شروع کر دیا۔ وہابیہ درود شریف سے بہت چڑتے ہیں۔ لال پیلے ہونے لگے تو یہ کہکر ڈوال
صاحب نے ڈانٹ ڈپٹ کر حکم دیدیا۔ کہ مجھے فتنہ و فساد کا اندیشہ ہے۔ چلے جاؤ ورنہ مجھے اپنی
اشرفعلی کی دسویں شکست قوت سے کام لینا پڑیگا۔ وہابیہ دیوبندیہ یہ سنکر فوراً مسجد سے
بستر سمیٹ کر بھاگے اور اطلاع تک نہ کی کہ ہم پھر کل وقت مقررہ پر حاضر ہونگے
اور یہ انکی دسویں شکست ہوئی۔ شکستوں پر شکستیں کھا کر اس تباہی و بربادی سے اپنے ڈیرے کو
مولوی احمد علی صاحب شیرانوالی لیکر آئے ہیں سدھارے۔ اس مناظرہ میں اہلسنت کو عظیم الشان
فتح نصیب ہوئی علاوہ مسلمانان لاہور کو دو بڑے فائدے حاصل ہوئے۔ اول یہ کہ جناب احمد علی
صاحب شیرانوالی کے بہی خواہ گمنام اور ناپاک عقیدے جو دیوبندی وہابی انکار کرتے ہیں۔ دوسرا یہ
کہ مولوی احمد علی صاحب اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ہم خیر و شکر ہیں اور دیوبندیہ وہابیہ غیر مقلدین کے عقائد ایک ہیں
اعمال میں نہ تو حنفی شافعی مالکی حنبلی کا ہے۔ راقم نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ اشرفعلی تھانوی نے خود
مولوی احمد علی و بابو سراج محمد مع اراکین جمعیت الاحناف آکے مرد کیل بھیجا۔ تھانوی جی

206

لیکن ناظرین کرام اپنا نفع نقصان کسی کے کلمات کفریہ کی بنا پر کیونکر ہم چھوڑ سکتے ہیں بس لاوہش تا کہ اگر شوکے تحریر بھی میدان مناظرہ میں آتا ہے ان جملہ نکتہ سنجیوں کا بدلہ جو جاری ہوں ہم اہلسنت مذظلہ تعالیٰ بھون تشریف لے آئیں اس مناظرہ میں مگر پہلے سامنے ہو جائے جو نہ خود آیا نہ کسی بہانہ کیا بھاگی سانچے کی ملک فتح ہوئی۔ دیوبند پر اشرافی غیرت کھاؤ دنیا تمہاری تاریخ کتوں پر تھوکے ہی ہے۔ تھانوی صاحب کی ان شرمناک شکستوں کے بعد اب کسی اہلی دیوبند کو مناظرہ کا نام لینے کا حق نہیں رہا ثابت ہو گیا کہ شرفیت کا پاس کوئی ایسی توحید تاویل نہیں جس سے عبارات دیوبند دربار گاہ رسالت میں توہین و تنقیص سے پاک ثابت ہوں پھر کسی دیوبندی کو ان کی حمایت کرنیکا کیا حق رہا بلکہ فیصلہ ہو گیا کہ تھانوی میں علماء اہلسنت کے مواخذات و اعتراضات کو دفع کرنیکی طاقت نہیں ہے ضرور باطل پر ہے۔ اور اسکو خود اپنے دل پر ہونیکا یقین ہے۔

مولوی احمد علی صاحب اور بابو سردار محمد صاحب عذاب اخروی سے ڈریں

مولوی احمد علی صاحب اور بابو سردار محمد صاحب جملہ اراکین خدام الدین و جمعیت الاحناف کو پھر اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اس واقع سے دنیوی ذلت و رسوائی تمہارے مذہب کے لئے جسقدر مقدر تھی وہ ہو چکی۔ اب اخروی عذاب سے ڈرو۔ تھانوی جی پر لعنت کرو اور انکی کفری تحریروں کی بیزاری جیسے کا اعلان جلد شائع کرو۔ مسلمانان اہلسنت تمہارے اس اعلان کے شائع ہو جانے کے بعد تمہاری طرف اتحاد و مودت کا ہاتھ بڑھانے اور تمکو اپنے گلے سے لگانے اور تمکو اپنے ساتھ ملانے کے لئے بے چین و مضطرب ہیں۔ اللہ ایمان دے۔ شرم دے۔ حیا دے۔ انصاف دے آمین (ثم آمین)

اعلان بیزاری

تمام بد مذہبوں اور بے دینوں کے چھکے چھڑا دینے والا کامل احزاب الشیاطین کیلئے لاحول کا کام دینے والا ورقہ سنیہ مسمی بہ مسلمان الدین بفضلہ تعالیٰ اپنی پہلی سالگرہ کو پورا کر چکا ہے۔ ہم اس خوشی کے موقع پر بہت زبردست عام اعلان کرتے ہوئے سالانہ بیرنگ آبدیدہ کر دیا گیا ہے امید ہے کہ ہر خریدار کلان کیلئے اس نادر موقع سے فائدہ اٹھانے کی کافی سہولت بہم پہنچ گئی ہے۔ تمام مخلص مسلمانوں کو چاہیئے کہ ہر قدر کم از کم دو دو خریدار پیدا کریں۔ اس لئے کہ کوئی شعبہ اشاعت اسکی ضروریات سے مستغنی نہ ہو کتابیں نہیں ہو سکتا۔ ہم کارکنان رسالہ مسلمان الدین جہاں مخلص عنایات کے منتظر ہیں وہاں اپنی دینی بھائیوں کی امداد سے بھی بے نیاز نہیں ہیں (ایڈیٹر)

(جملہ خطوط و کتابت و ترسیل زر بنام ابو احمد فضل حسین شاکر کلاں ڈاکخانہ ڈیوار ہیڈ گاؤں ضلع لاہور ہونا چاہیئے)

تعاونوا علی البر والتقوی ایکدوسرے کی مدد کرو

حضرت علامہ حکیم ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب خطیب مسجد وزیر خان۔ لاہور۔

حضرت علامہ دوران مفتی زمان مولانا ابوالبرکات

سید احمد شاہ صاحب ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند۔ لاہور

شہر بخیہ سنت حضرت مولانا ابوالفتح محمد حشمت علیخان صاحب لکھنوی دامت برکاتہم

اہلسنت کا مذہبی واخلاقی

رسالہ ماہوار معین الدین

جلد ۲ | بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۳۴ء | نمبر ۱

ایڈیٹر پرنٹر پبلشر

مولانا ابو احمد فضل حسین شاہ صاحب فاضل حزب الاحناف و ناظم انجمن معین الدین تاجپورہ متصل دھن لاہور

خط و کتابت و ترسیل زر نام مولانا ابو احمد فضل حسین شاہ صاحب کلرک این ڈبلیو۔ آر سیڈ کوارٹرز آفس۔ لاہور

مطبوعہ کوپر سٹیم پریس وطن بلڈنگ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا رسول اللہ

معین الدین کا سالِ نو

برادران اہلسنت "معین الدین" کا نئے سال کا پہلا پرچہ نئی شان کے ساتھ حاضر ہوتا ہے درحقیقت "معین الدین" اپنی خوبیوں میں یکتا ہے جس نے ایک ہی سال کے اندر جملہ فرق باطلہ میں تہلکہ مچا دیا ہے گمراہ اور بیدین اس کے نام سے تھراتے ہیں معین الدین کو نازہے کہ حضرت علامہ دوران مفتی زمان مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب ناظم انجمن حزب الاحناف بندر لاہور حضرت علامہ حکیم ابوالبرکات سید محمد احمد صاحب خطیب مسجد وزیر خان لاہور اور شیر بیشہ سنت حضرت مولانا حشمت علی خانصاحب رضوی لکھنوی جیسی مقتدر ہستیاں اسکی سرپرست ہیں ایسے وہابیہ دیوبندیہ رفضہ قادیانیہ کا جس شان کے ساتھ دندان شکن جواب دیتا ہے وہ خاص اسی کا حصہ ہے اور سب سے بڑھکر یہ بات ہے کہ امام اہلسنت علیہ عالم حضرت مولانا ابو محمد محمد دیدار علی شاہ صاحب دامت برکاتہم کی محققانہ تفسیر شایع ہوتی ہے اگر آپ اس پر فتن دور میں سیلاب اتداد و طوفان بیدینی میں اپنے متاع ایمان کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں تو آپکی رہنمائی اور دستگیری کرنیکو آپکا سچا خادم "معین الدین" آپکا منتظر ہے بارہ مہینے میں صرف آپکو آٹھ آنے کی مالی قربانی ادا کرنی ہے بلا تاخیر اسکی خریداری قبول فرما کر داخل حسنات ہوں۔ وما علینا الا البلاغ۔

مژدہ ایمان افروز: فتنہ شیطانیہ وہابیہ دیوبندیہ کے اکابر گنگوہی نانوتوی تھانوی انبیٹھوی کے کھلے کفریات پر پردہ پوشی کی غرض سے تھانوی کاکوروی دربھنگی وغیرہم نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر وہابیت کا بچوڑ نکالکر مولوی منظور سنبھلی کے نام سے مکروفریب کا ایک ذخیرہ جمع کیا ہے جسکا نام سیف یمانی بر مکائد فرقہ رضاخانی رکھا ہے۔ ان مکائد شیطانیہ کا حرف بحرف مدلل و مفصل رد بنام سیف خداوندی بر اوبار وہابی دیوبندی حضرت فاضل نوجوان واعظ خوش بیان حافظ قاری محبوب علیخان صاحب رضوی لکھنوی نے تحریر فرمایا ہے۔ جو انشاء اللہ العزیز ہر ماہ "معین الدین" میں شایع ہوتا رہیگا۔ شائقین حفاظت سے جمع فرماتے رہیں۔ (ایڈیٹر)

مولوی نورالحق صاحب کن مستشار العلماء دیوبند کی اکابر دیوبند کی عبارات پر فتوے

میں نے براہین قاطعہ۔ تحذیر الناس۔ حفظ الایمان کی عبارات کفریہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں بے شک ان عبارتوں میں ضروریات دین کا انکار ختم نبوت کا ابطال اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو شیطان کے علم سے بڑھکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو بچوں پاگلوں جانوروں اور چارپاؤں کے علم غیب کے مثل بتا کر حضور کی توہین و گستاخی کی ہے ان کتابوں کے مصنف رشید احمد گنگوہی خلیل احمد انبیٹھوی قاسم نانوتوی اشرفعلی تھانوی بحکم شریعت کافر مرتد ہیں اور جو شخص انکی عبارات پر مطلع ہونیکے بعد انکو کافر نہ کہے یا انکے کافر ہونیمیں شک کرے وہ بھی کافر و مرتد ہے۔ کتاب حسام الحرمین شریفین بالکل صحیح و حق ہے۔ احقر محمد نورالحق ساکن ریاست نابھہ حال مقام ترسیکا شریف فی الحال

ہاشم علی مؤلف شاہی جنتری کے کفر و ارتداد پر

علماء کرام و مشائخ عظام کا متفقہ فتوے

شاہی جنتری کا دیکھنا پڑھنا اسکو بلا ضرورت گھر میں رکھنا مسلمانوں کے لئے ناجائز ہے
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اُس شخص کے بارہ میں جو مؤلف شاہی جنتری
ہے اور اُس کا نام ہاشم علی ہے اس شخص نے شاہی جنتری پہلی بار چھاپ کر علماء و مقتدار اہلسنت
کے حضور پیش کر کے تقریظ لکھائیں اس لئے کہ اُس نمبر میں تاریخی واقعات اور ضروری چیزیں مندرج
تھیں لیکن ۱۳۴۳ھ کی جنتری شاہی میں مندرجہ ذیل مضامین و اشعار درج ہیں:-

"صفحہ ۲۹۔ علی کو میں محمد پر شرف تو دے نہیں سکتا ۔ مگر اپنے سے بہتر ڈھونڈھ کر داماد کرتے ہیں
صفحہ ۳۷۔ جناب سیدہ کا غضب اللہ تعالیٰ کا غضب ہے۔ جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں
کہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہؓ سے فرماتے تھے کہ بے شک اللہ تعالیٰ
تیرے غضب کی وجہ سے غضب میں آتا ہے اور تیری خوشی سے خوش ہوتا ہے۔
اخرجہ ابو یعلی والطبرانی والحاکم والدیلمی۔ مگر بڑے افسوس کا مقام ہے کہ جناب خاتون
جنت ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ پر اسقدر رنجیدہ خاطر ہوئیں۔ کہ وقت وصال تک قطع تعلق رکھا حتی کہ
مولیٰ علی کو زبردست وصیت کی کہ میرے جنازہ پر حضرات ثلاثہ نہ آئیں حتی کہ بوقت وفات
اور جنازہ کے کسی کو آنے کی اجازت نہ دی گئی۔ فتح الباری جزء ۱۲ ص ۱۷ صحیح مسلم جزء ۲ ص ۹۱
باب الغار بخاری مسلم احمد تحفہ عبد العزیز محدث دہلوی جزء ۲ ص ۳۰۔ روضۃ الاحباب جزء ۱ ص ۳۳۴
الامامۃ والسیاست ص ۱۵ مطبوعہ مصر نہج البلاغت مولیٰ علی ص ۱۶۵ میں یہ واقعات تحریر ہیں اسکے
علاوہ اور بہت بڑی کتابوں میں بھی دیکھے گئے ہیں اگر یہ حوالہ جات صحیح ہیں تو پھر ایمان ثلاثہ
کیا رہا۔ اگر غلط ہیں تو ایسی مستند کتابوں میں کیوں یہ حوالہ درج ہیں۔ کیوں نہیں نکالے گئے"
اب سوال طلب یہ امر ہے کہ مندرجہ بالا کتب میں یہ حوالہ جو درج ہیں موجود ہیں یا نہیں؟

دوسرے ایسے خیالات والا شخص سنی ہے یا رافضی ؟ تیسرے ایسے مضمون کی کتاب کا مطالعہ سنی حنفی کو جائز ہے یا کیا ایسی کتاب سنی خریدیں یا نہیں ؟ صفحہ ۵۴ پر سُرخی میں لکھتا ہے "مجسم اللہ علی" اس کے بعد طویل قصیدہ ہے۔ جس میں بہت سے اشعار ہیں اور شاہی جنتری ۱۳۳۳ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بہت کچھ گستاخانہ لکھا گیا ہے۔ بینوا توجروا۔ المستفتی ابوالکوثر ناظر حسین شیخوپوری۔

الجواب حضرت مولی علی کرم اللہ وجہ کو مجسم اللہ اعتقاد رکھنا کفر واضح و فاضح ہے۔ بے شک بلاریب وہ شخص جو ایسا لکھتا ہے۔ کافر مرتد سخت غالی رافضی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ کتاب دیکھی گئی۔ شاہی جنتری صفحہ ۵۴ پر زیر عنوان "مجسم اللہ علی" ایک پنجابی نظم ہے جو منقبت مولیٰ علی کرم اللہ وجہ ہے جس پر یہ آیت بھی لکھی ہے۔ ذالک بان اللہ ھو الحق وان مایدعون من دونہ ھو الباطل وان اللہ ھو العلی الکبیر۔ لفظ علی پر علیہ السلام کا مخفف ع بھی مکتوب ہے۔ اس کا دوسرا کفر وہ شنیع شعر ہے جس میں حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہ کو اشارۃً کنایۃً حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تفضیل دی ہے۔ اور بلاریب حضور سے مساوات کی ٹھہرائی ہی ہے شرف تو دے نہیں سکتا کہہ کر پھر کنایۃً شرف دیتا ہے تو اپنے اس جملہ کو خود ہی جھوٹا کرتا ہے، جیسے کوئی کھاتا پیتا جائے اور ساتھ ہی کہے میں کھا پی نہیں سکتا۔ یا یوں کہے کہ میں اپنی زبان سے ادباً یہ نہیں کہہ سکتا کہ مولیٰ علی حضور سے افضل ہیں مگر ہے یہی اگرچہ میں اپنی زبان سے نہ کہوں۔ کیونکہ دستور یہی ہے کہ اپنے سے بہتر اور اپنے سے بڑھکر داماد ڈھونڈا کرتے ہیں۔ پھر ایک بیہودہ گندے استدلال سے یہی نہیں کہ حضرت مولی علی کرم اللہ وجہ ہی کی فضیلت حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ثابت ہو بلکہ حضرت مولیٰ علی کے داماد اسی بنا پر ان سے افضل اور ان کے داماد کے داماد ان سے افضل تو جو سب میں پچھلا شخص ہوگا وہ تو معاذ اللہ کتنے ہی درجہ حضور سے بلند و بالا ہوگا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ سب اس کے رافضی ہونے کے کھلے گواہ ہیں۔ تحفہ اثنا عشریہ و فتاویٰ شاہ عبدالعزیز پیش نظر ہیں۔ ان میں ہماری نظر سے یہ کہیں نہیں گزرا۔ کہ "جناب خاتون جنت ابوبکر۔ عمر۔

عثمان (رضی اللہ عنہم) پر اسقدر رنجیدہ خاطر ہوئیں کہ بوقت وصال تک قطع تعلق رکھا حتی کہ مولی علی کو زبردست وصیت کی کہ میرے جنازہ پر حضرات ثلاثہ نہ آئیں حتی کہ بوقت وفات بعد جنازہ کے کسی کو آنے کی اجازت نہ دی گئی"۔ نہ ہم نے اسمیں کہیں یہ دیکھا کہ "بے شک اللہ تعالیٰ تیرے غضب کی وجہ سے غضب میں آتا ہے اور تیری خوشی سے خوش ہوتا ہے"۔ ہاں ان میں یہ حدیث ہے۔ کہ لم تتکلم حتی ماتت نیز یہ بھی حدیث ہے۔ کہ من اغضبھا فقد اغضبنی۔ ان دونوں کا نہایت نفیس جواب دیا ہے۔ تو جواب سے آنکھیں میچ لینا اور کچھ کا کچھ پیش کر دینا جیسا دیانتداری و حیا و غیرت سے تعلق رکھتا ہے ظاہر ہے۔ پھر اگر ہم تسلیم بھی کرلیں۔ کہ جن کتابوں کا اس شخص نے حوالہ دیا ہے اُن میں یہ بیان یوں ہی ہے تو اس کی بنا پر حضرت سیدنا ابوبکر و سیدنا عمر و سیدنا عثمان کے ایمان میں شک کرنا بھی کسی مسلمان کا کام نہیں نہ کہ انہیں کافر یقین کرنا۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ حدیث میں تو حضرت خاتون جنت ہی نہیں ہر مسلم کی نسبت ارشاد ہوا ہے من اذی مسلماً فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ۔ جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی۔ اور جس نے مجھے ایذا دی اُس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی اس حدیث کو دیکھکر ایسے لوگ دنیا میں کسی کو بھی مسلمان نہ جانیں گے۔ دنیا میں وہ کون شخص موجود بتا سکتے ہیں جس نے وجہ یا بے وجہ کسی مسلمان کو ایذا نہ دی ہو۔ ولاحول ولا قوت الا باللہ العلی العظیم۔ خدا جہالت سے محفوظ رکھے۔ عجب بدبلا ہے۔ تحفہ اور فتاوی میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے تو اس بیہودگی کا بہت کافی رد کیا ہے۔ یہ شخص انہیں کے سر اس کا الزام رکھتا ہے تحفہ اور انکا فتاوی دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ انہوں نے اس بیہودہ استدلال کی کیسی دھجیاں اڑائی ہیں۔ رد افض ہی کے امر سے نقل فرمایا ہے۔ کہ ان ابابکر لما رای ان فاطمۃ انقبضت عنہ وھجرتہ ولم تتکلم بعد ذالک فی امر فدک کبر ذالک عندہ فاراد استرضاءھا فاتاھا فقال لھا صدقت یا ابنۃ رسول اللہ فیما ادعیت ولکنی رایت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقسمھا فیعطی

الفقراء والمساکین وابن السبیل بعد ان یوتی منہا قوتکم والصانعین بہا فقالت افعل کما کان ابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعل فیہا فقال واللہ علی ان افعل فیہا ما کان یفعل ابوک فقالت واللہ لتفعلن فقال واللہ لافعلن فقالت اللہم اشہد فرضیت بذالک واخذت العہد علیہ وکان ابو بکر یعطیہم منہا قوتہم ویقسم الباقی فیعطی الفقراء والمساکین وابن السبیل الخ۔ فتاوی میں فرماتے ہیں کہ۔ ازیں روایت ہیچ تقصیر ابو بکر ثابت نمی شود کہ ایشان غیر از روایت حدیث کہ خود را آنحضرت شنیدہ بودند۔ وحضرت علی وحضرت عباس وحضرت عمر وحضرت عثمان ودیگر عشرہ مبشرہ بودند ہیچ نکرد وبیان مسئلہ شرعی ہیچ قباحتے ندارد۔ نیز فرماتے ہیں بخشم آمدن حضرت خاتون وترک کلام وملاقات تا چند روز نیز تقصیر حضرت ابو بکر را ثابت نمی شود کہ حضرات معصومین در بعضے اوقات بے تقصیر ہم بخشم می آیند۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام بر حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام الخ۔ نیز فرمایا۔ علاوہ آنکہ روایت ہر چند لم تکلم حتی توفیت واقع شدہ در دیگر روایات اہلسنت در امامیہ رضامندی حضرت خاتون از حضرت صدیق ثابت شدہ وقاعدہ اصول است کہ المثبت مقدم علی النافی امار وایات اہلسنت پس در مدارج النبوت وکتاب الوفاء وبیہقی وشروح مشکوٰۃ موجود است۔ بلکہ در شرح مشکوٰۃ شیخ عبد الحق نوشتہ است کہ ابو بکر صدیق بعد ایں قصہ بخانہ فاطمہ رفت ودر گرمی آفتاب بر در بایستاد وعذر خواہی کرد حضرت زہرا از وراضی شد ودر ریاض النضرت نیز ایں قصہ بتفصیل مروی است۔ ودر فصل الخطاب بروایت بیہقی از شعبی نیز ہمیں قصہ مروی است۔ کہ ابن السمان در کتاب الموافقۃ از ذاعی روایت کردہ کہ گفت بیرون آمد ابو بکر بر در فاطمہ در روز گرم وگفت نمی روم ایں جا تا راضی نگردد از من بنت پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در آمد بروے علی پس سوگند داد بر فاطمہ کہ راضی شو پس راضی شد فاطمہ۔ پھر فرمایا امار وایت امامیہ پس صاحب منہاج السالکین و غیر او از علماء ایشان روایت کردہ اند ان ابا بکر لما رائی فاطمۃ انقبضت عنہ الخ پھر فرمایا وحدیث من اغضبہا فقد اغضبنی نیز صحیح است لیکن ہر کہ از لغت عرب فی الجملہ

وقوف وارد می داند کہ اغضاب در لغت آنست کہ شخصے بقول یا فعل در غضب آورد ون شخصے قصد نماید و بر ظاہر است کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہرگز قصد ایذاء حضرت فاطمہ نداشت۔ پس مدلول من اغضبہا بر وصادق نیاید۔

شاہی جنتری کے اس مضمون نویس نے اہلسنت کی کتابوں سے وہ روایات جمع کر کے اور غالباً ان پر کچھ اپنی طرف سے گندہ بیر وزہ ملا کر جو حضرات ثلاثہ پر ایسی گندی گھنونی چوٹ کی کیا اس کے بعد اُس کے راضفی ہونے میں کسی کو ادنی تامل اور شک ہوسکتا ہے۔ تحفہ وغیرہ دیکھا تھا تو کیا ان میں اسے صرف وہی دو ٹکڑے نظر آئے تھے ان کے متعلق جو کچھ اہلسنت نے فرمایا۔ اور خود بعض ائمہ روافض سے نقل کیا وہ نہ دیکھ سکا اس وقت کور تو نہیں ہو گیا تھا۔ بے شک اس نے سب دیکھا مگر آنکھیں میچ لیں اور فریب کاری اور مسلمانوں کو دھوکا دینے اور خواص اہلسنت کو آزار پہنچانے کیلئے اس نے یہ کچھ لکھا اور حضرات ثلثہ پر تبرا کر کے اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑے اب بتائیے کہ جب حضرت علی نے حضرت صدیق اکبر سے راضی ہو جانے کیلئے حضرت سیّدہ بتول زہرا سے کہا تو حضرت مولا علی کا کیا حکم ہوا نیز جب حضرت فاطمہ راضی ہو گئیں تو اس کا نہ حضرت مولیٰ علی کو خیال آیا کہ یہ حضرت فاطمہ کو غضب میں لا کے مسلمان نہ رہے میں کس کی سفارش کر رہا ہوں۔ نہ حضرت سیّدہ نے کہا تم کس کے لئے کہہ رہے ہو پہلے وہ مسلمان تو ہو لیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

راضفی اسے دیکھ کر کیا کہے گا۔ کہ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جب دعوی دائر کیا اور فرمایا۔ کہ ارحنی من ھذا الکاذب الخائن الغادر۔ وہ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جنہیں روافض سوائے سید الانبیاء دیگر انبیاء سے بھی افضل جانتے ہیں۔ بلکہ ان میں خدا کا حلول مانتے بلکہ خود ان کو خدا سمجھتے ہیں۔ تو حضرت عباس آپ کو کیا فرما رہے ہیں۔ ان کے ان لفظوں سے حضرت مولے علی کو ایذا ہوئی یا نہیں ہوئی مجھ یا نہ ہوئی ہو ان کی یہ توہین و تنقیص ہے یا نہیں پھر حضرت عباس کا روافض کے نزدیک کیا حکم ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ جس کتاب کے ایسے

خبیث مضمون ہوں۔ اہلسنت پر اس کا خریدنا دیکھنا سننا حرام ہے۔ مگر وہ جو بغرض رد حاصل کر کے دیکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقیر حقیر ابو احمد فضل حسین شاہ ناظم انجمن معین الدین تاجپورہ لاہور

تصدیقات علمائے کرام

(۱) فقیر سید ابو احمد المدعو محمد علی حسین الملقب بہ جیلانی الکچھوچھوی کے مکان پر بحوقت شاہی جنتری بھیجی گئی میں نے ایک کارڈ پر اس مضمون کو بھیجا کہ اگر مضامین جنتری شاہی موافق عقیدہ اہلسنت وجماعت کے ہوں تو بہتر ہے۔ اب جو دیکھا تو یہ جنتری خلاف مذہب اہلسنت ہے جو خلفاء راشدین کی توہین سے مملو ہے۔ تو ہرگز میں اس کو قابل اہلسنت کے دیکھنے کے نہیں سمجھتا۔

(۲) الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقیر مصطفیٰ رضا خان قادری رضوی عفی عنہ

(۳) وکذالک کذالک الفقیر محمد حامد رضا قادری غفرلہٗ

(۴) الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقیر امجد علی اعظمی عفی عنہ

(۵) درحقیقت اقوال مذکورہ کا قائل بے دین گمراہ اور رافضی غالی ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہٗ عبد المتصم محمد نعیم الدین عفی عنہ۔

(۶) الجواب صحیح۔ سید محمد شاہ فاضل سیالکوٹی۔

(۷) الجواب صحیح وصواب والمجیب مصاب مثاب۔ فقیر ابو الاسد عبد الحفیظ البریلوی امرتسر

(۸) صح الجواب واللہ اعلم بالصواب ومن خالفہٗ استحق اشد العذاب۔ فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علیخان قادری رضوی لکھنوی غفرلہٗ ربہ القوی

(۹) جواب صحیح ہے۔ ابو الحسنات سید محمد احمد خطیب مسجد وزیر خان لاہور۔

(۱۰) بے شک شاہی جنتری بابت ۱۳۳۲ھ کے ۲۹ ص ۳۷ ص ۵۲ میں کاریہ علیہ الصلوٰۃ والسلام خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور خصوصاً جنتری ۱۳۳۳ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی سخت توہین وتنقیص کی گئی ہے۔ جس سے مؤلف شاہی جنتری کا رافضی غالی ہونا اظہر من الشمس ہے اگرچہ شاہی جنتری کا مؤلف ایک جاہل نیم ٹرعطائی حکیم ہے لیکن روافض لاہور اس کی پشت

پناہ بنے ہوئے ہیں۔ اور ان کے ایما و اشارہ سے بلکہ ان کی زبان و قلم سے اس قسم کے مضامین خبیثہ شاہی جنتری میں شائع کئے جاتے ہیں۔ اس جنتری کا دیکھنا پڑھنا بلا ضرورت اپنے گھر میں رکھنا کسی اہلسنت کو جائز نہیں۔ کہ جہاں اسمیں دنیوی باتیں مسطور ہیں اس قسم کی خباثتیں بھی مذکور ہیں جن کے پڑھنے اور یقین کرنیسے ایمان جانیکا اندیشہ ہے مولا تعالیٰ مولف شاہی جنتری کو توفیق توبہ مرحمت فرمائے، اور عوام الناس کو اس کے فتنہ و شر سے اور مکر و فریب سے بچائے۔ فقط۔ حررہ العبد الراجی رحمتہ ربہ القوی ابو البرکات سید احمد غفرلہٗ ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند۔ لاہور۔

(۱۱) الجواب صواب فقیر محمد حبیب الرحمٰن غفرلہٗ۔

(۱۲) صح الجواب واللہ اعلم بالصواب العبد المعتصم بذلل المبنی الامی عمر النعیمی غفرلہٗ۔

(۱۳) صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب عبد العزیز عفی عنہ خویدم الطلبہ

(۱۴) الجواب صحیح ابو سعید مسعود احمد غفرلہٗ۔

(۱۵) ہذا الجواب صحیح فقیر ابو الظفر محب رضا محمد محبوب علی قادری رضوی لکھنوی غفرلہٗ۔

(۱۶) شاہی جنتری چونکہ کفریات سے یعنی صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے سب و شتم سے بھری ہوئی ہے لہٰذا اسکو خریدنا بلکہ دیکھنا بھی اہلسنت کے لئے جائز نہیں ہو سکتا۔ بندہ حکیم عبد الحکیم غفرلہٗ

مولوی احمد علی صاحب شیرانوالی جواب دیں

وہابیہ غیر مقلدین و وہابیہ دیوبندیہ دونوں اس بات کے معتقد ہیں کہ حضور اعلم الخلق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے تمام ماکان مایکون کے جملہ غیوب و شہادات کا تفصیلی علم محیط نہیں دیا۔ اور جو شخص حضور عالم ماکان و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ کی عطا سے تمام ماکان و مایکون کا تفصیلی علم محیط مانے وہ مشرک ہے۔ (ملاحظہ ہو تقویۃ الایمان مصنفہ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی مطبوعہ مرکنٹائیل پرنٹنگ پریس دہلی صفحہ) اب ہم کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص دوسرے کو کوئی چیز دے تو اس نہ دینے کے صرف چھ ہی سبب ہو سکتے ہیں یا تو دینے

والے کی ملک ہی میں وہ چیز نہو (۱) دینے والا بخیل ہو۔ (۲) مانگنے والے میں اُس چیز کے لینے کی قابلیت نہو۔ (۳) دینے والے کا اُس مانگنے والے سے کوئی اور بڑھکر پیارا اور محبوب ہو (۴) جس سے مانگی جائے اُسے اس بات کا اندیشہ ہو کہ اگر میں نے دیدی تو میرے پاس نہ رہے گی حالانکہ مجھے بھی اس کی ضرورت ہے (۵) لینے والا دینے والے سے وہ چیز مانگے ہی نہیں! اب ظاہر ہے کہ اللہ عزوجل کے قبضۂ علم و قدرت میں غیب و شہادت کے خزانے ہیں۔ وللہ خزائن السمٰوٰت والارض۔۔ اللہ تعالیٰ بخل سے پاک ہے۔ وہ اکرم الاکرمین ہے۔ بل یداہ مبسوطتٰن ینفق کیف یشاء۔ الوہیت و خواص الوہیت کے سوا تمام اوصاف کمالیہ کی ذاتِ پاک حضور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم میں قابلیت و اہلیت ہے جملہ غیوب ماکان و مایکون یقیناً محدود و متناہی ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مخلوق ہیں اگرچہ افضل مخلوق و اعظم مخلوق و اعلم مخلوق ہیں۔ اور مخلوق اور صفاتِ مخلوق سب متناہی و محدود تو یقیناً اس محدود ماکان و مایکون کے تفصیلی علم محیط کی قابلیت و اہلیت ذاتِ اقدس میں ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ البتہ معلومات الٰہیہ غیر متناہیہ بالفعل کے تفصیلی علم محیط کے لیے غیر محیط متناہی قوت ضرور ہے جو کسی مخلوق کے لیے ممکن نہیں۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑھکر یا حضور کے برابر اللہ عزوجل کا اور کوئی محبوب نہیں فاتبعونی یحببکم اللہ۔ علم ایسی چیز نہیں جس کے دینے کے بعد بتانے والے کے پاس علم نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ اندیشہ اور خیال اور فکر اور خوف سے پاک و منزہ ہے اللہ الصمد۔ حضور اطہر صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ماکان و مایکون کا علم محیط تفصیلی اپنے رب عزوجل سے مانگ بھی لیا! اللھم ارنا الاشیاء کما ھی۔ اب وہابیوں دیوبندیوں غیر مقلدوں سے پوچھ کہ اُس دینے والے جل جلالہ نے اس مانگنے والے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام ماکان و مایکون کا تفصیلی محیط علم غیب کیوں نہیں عطا فرمایا۔ یہاں نہ دینے کے چھ سببوں میں سے کونسا سبب ہے اور جب کوئی وہابی دیوبندی غیر مقلد اُن چھ سببوں میں سے کوئی سبب ہرگز نہیں بتا سکتا۔ تو ثابت ہو گیا کہ اللہ جل و علا نے یقیناً اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام ماکان و مایکون کا تفصیلی محیط علم غیب عطا فرما دیا۔ وللہ الحمد۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ہاں وسیع المناقب جناب شیرانوالی مولوی احمد علیصاحب! آپ اپنی تحریر میں وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد کفریہ کو عقائد حقہ لکھ چکے ہیں جس سے ثابت ہوا کہ تقویۃ الایمان وصراط مستقیم وبراہین قاطعہ وتحذیر الناس وحفظ الایمان وغیرہا کتب دیوبندیہ کے حق وصحیح ہونے پر آپ کا بھی معاذ اللہ ایمان واعتقاد ہے، اور آپ وہابیہ کے تمام عقائد کفریہ کو صحیح و درست مانتے ہیں۔ لہٰذا آپ کی خدمت میں ادب کے ساتھ چند سوال معروض امید کہ جلد جواب سے شاد فرمائینگے۔ (۱) پہلے تو یہی بتائیے کہ آپ کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام ماکان ومایکون کا تفصیلی محیط علم غیب نہیں دیا تو یہاں ان چھ سببوں میں سے کونسا سبب ہے؟ (۲) جب تقویۃ الایمان کی ہوا فقت میں آپ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے تمام ماکان ومایکون کا تفصیلی علم بعطاء الٰہی ماننا بھی شرک ہے اور شرک اسی کو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات یا کسی صفت میں کسی کو اسکا شریک مانا جائے تو آپ کے نزدیک علم عطائی اللہ تعالیٰ کی صفت ہے یا نہیں اگر نہیں تو غیر خدا کے لئے علم عطائی ماننے والا کیونکر مشرک ہوا۔ اور جب وہ مشرک نہیں تو اسمٰعیل دہلوی اور آپ مسلمانوں کو مشرک کہکر خود مشرک ہوئے یا نہیں اور اگر علم عطائی کو معاذ اللہ آپ صفت الٰہی مانتے ہیں تو بتائیے آپ نے اللہ تعالیٰ کے لئے علم عطائی مانا یا نہیں اور آپ اور اسمٰعیل دونوں کافر مرتد ہوئے یا نہیں؟

(۳) آپ کے مذہبی پیشوا مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی نے حفظ الایمان کے صفحہ ۸ پر لکھا اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ اس عبارت میں معاذ اللہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کو بچوں پاگلوں جانوروں، چارپاؤں کے علم غیب کے مثل بتایا یہی وہ گندی گالی ہے جس کے سبب تھانوی صاحب پر مکہ معظمہ ومدینہ طیبہ کے علمائے کرام ومفتیان عظام اور ہند وسندھ وپنجاب وبنگال ومدراس وگجرات وکاٹھیاواڑ وکن وکوکن وریاست حیدرآباد کے پیشوایان طریقت وعلمائے اہلسنت ومفتیان دین وملت نے بالاجماع یہ فتوے دیئے کہ جو شخص تھانوی صاحب کی اس کفری عبارت پر مطلع

ہونے کے بعد اُن کو کافر مرتد کہنے میں توقف کرے۔ یا اُن کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے۔ وہ بھی کافر مرتد ہے۔ دیکھو حسام الحرمین شریفین و الصوارم الہندیہ و الصوارم السیفیہ اس توہین سے قطع نظر کرتے ہوئے یہ سوال ہے کہ قرآن عظیم فرماتا ہے علٰم الغیب فلا یظھر علٰی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ یعنی اللہ عالم الغیب ہے۔ تو اپنے غیب کے کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اُس کے جسکو رسولوں سے پسند فرمالے اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اصالۃً اپنے رسولوں کے سوا کسی کو غیب پر مطلع نہیں فرماتا۔ اور نانوتوی صاحب بچوں پاگلوں جانوروں چارپاؤں کے لئے حضور کا سا علم غیب بتاتا اب بتائیے کس دلیل شرعی سے ثابت ہے کہ تمام بچوں پاگلوں جانوروں کو بھی علم غیب ہے اگرچہ بعض کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ بچھیا کو کتنا علم غیب ہے بچھیڑے کو کسقدر علم غیب ہے۔ بچھیرا کسقدر غیب جانتا ہے گدھا کتنے غیب پر مطلع ہے بھینس کتنا غیب جانتی ہے۔ اور اُونٹ کتنے غیب کا عالم ہے اور اُس دلیل شرعی کی اس آیت سے تطبیق کیونکر ہوگی۔ آپ کے پیشوا اشرفعلی نانوتوی مناظرہ کیلئے نہ خود آسکے نہ مناظرین اہلسنت کو مناظرہ کے لئے اپنے گھر بُلا سکے نہ کسی کو فیصلہ کن مناظرہ کیلئے اپنا قائم مقام اور مجاز و مأذون مطلق وکیل بنا سکے اُن کی تو آخری قطعی فیصلہ کن مسلم فریقین شکست ہو چکی اور آپ کے حسب قرارداد مسلم فریقین لازم ہو چکا کہ نانوتوی صاحب سے اظہار بیزاری اور اُن کی تحریرات کی سپردی حیوڑنیکا اعلان شائع کریں کاش آپ یہ اعلان شائع کر دیتے تو کم از کم لاہور کے جھگڑوں کا خاتمہ ہو جاتا اور اہلسنت آپکو اپنے گلے لگا لیتے۔ لیکن بجائے اس کے آپنے بیچارے سردار محمد صاحب سکریٹری جمعیۃ الاحناف دیوبندیہ کو فکلکی مٹی بنا کر اُن کی آڑ میں شیرانِ بیشۂ سنت کو چھیڑنا شروع کر دیا۔ لہٰذا بہتر ہے کہ آپ ہی بذریعہ تحریر فیصلہ ہو جائے اور اسی طرح کم از کم لاہور کی خانہ جنگیاں تو ختم ہوں اگر ان سوالوں کا آپنے صاف صحیح جواب دیدیا۔ تو اس کے بعد بقیہ سوالات پے در پے آپکی خدمت میں پیش ہوتے رہینگے یہانتک کہ حق کا مالک حق واضح کو واضح تر فرمادے۔ آمین والسلام علٰی اہل الاسلام۔ (ایڈیٹر)

کتبخانہ مقبول عام ریلوے روڈ لاہور میں ہر قسم کی کتابیں قرآن سیپارے نسبتاً ارزاں ملسکتے ہیں۔

تفسیر القرآن

گذشتہ سے پیوستہ

از حضرت حجۃ الاسلام حضرت مولانا سید محمد دیدار علیشاہ صاحب قبلہ دامت برکاتہم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی العصر والشمس لم تخرج من حجرتھا وقد اخرجہ البخاری فی مواضع باسناد شتی فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر اسوقت پڑھا کرتے تھے کہ آفتاب یعنی دھوپ ابھی میرے حجرے سے باہر نہیں نکلتی تھی اور اس سے پہلے صفحہ میں ہے۔ عن عروۃ قال لقد حدثتنی عائشۃ رضی اللہ عنھا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی العصر والشمس فی حجرتھا قبل ان تظھر۔ حضرت عروہ فرماتے ہیں فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر اسوقت پڑھا کرتے تھے۔ کہ آفتاب میرے حجرے میں ہوتا تھا اور ابھی دھوپ حجرے سے نکلکر باہر حجرے کی دیوار پر ظاہر نہیں ہوتی تھی۔ چنانچہ مجمع البحار میں ہے فی کرمانی شرح البخاری وفیہ کان یصلی العصر ولم یظھر الفیئ بعد من حجرتھا ای لم ترتفع ولم یخرج الی ظھر الحجرۃ وفی نووی شرح المسلم سے ہے۔ والشمس فی حجرتھا قبل ان تظھر ای تعلو والمراد الفیئ فی حجرتھا قبل ان تعلو فی البیوت وفی موضع المراد بالشمس ضوءھا اذ لا یتصور دخول الشمس فی الحجرۃ وھوی والشمس فی حجرتھا لم تظھر الفیئ ای الشمس باقیۃ فی حجرتھا لم یظھر الفیئ فی موضع کانت الشمس فیہ من حجرتھا ولا یعارضہ حدیث والشمس فی حجرتھا قبل ان تظھر لان المراد بظھور الشمس خروجھا من الحجرۃ وبظھور الفیئ ابطالہ

فی الحجرۃ وھذا لایکون الا بعد خروج الشمس وفی تمامہ ابن اثیر الشمس لم تظھر ای لم تعل الی السطح والجدار وقبل لم تزل خلاصۃ۔ ترجمہ اس تمام تحقیقات کے بعد علامہ طاہر صاحب مجمع کا بحوالہ کرمانی شرح بخاری اور نووی شرح مسلم اور نہایہ ابن اثیر تحریر فرماتے ہیں۔ یہ ہوا کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نماز عصر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُسوقت پڑھا کرتے تھے۔ کہ آفتاب یعنی دھوپ میرے حجرے سے ابھی بالکل باہر نکلکر میدان میں دن حجرہ اور باہر کی دیوار میں ظاہر نہیں ہوتی تھی اور حجرہ میں بالکل سایہ دروازہ تک نہیں پہنچا تھا! ور ظاہر ہے کہ اول تو حجرہ مبارکہ حضرت صدیقہ میں دھوپ دو منٹ سایہ ہو جانے کے بعد داخل ہوتی تھی۔ اسواطیکہ تاریخ خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفےٰ سمہودی میں ہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابھی میں لڑکا قریب البلوغ تھا حضور کے مکان شب باشی کی جہت کو ہاتھ لگایا کرتا تھا! ور حجرہ بیت یعنی مکان شب باشی حجرے کے اندر تھا۔ پھر اتنی نیچی جہت والے مکان کا دروازہ قابل غور ہے کہ کتنا نیچا ہوگا اور اسمیں دھوپ کب داخل ہوتی ہوگی اور کب نکلنے کے قریب ہوتی تھی۔ لامحالہ اُسوقت کہ آفتاب ابھی زرد قریب الغروب نہیں ہوتا تھا اور آفتاب میں صفائی اور سفیدی باقی رہتی تھی۔ بنا علیہ علامہ بحر العلوم اپنے رسائل الارکان میں تحریر فرماتے ہیں۔ ویستحب تاخیر العصر مالم یتغیر الشمس لما عن علی ابن سفیان قال قدمنا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان یؤخر الصلوۃ مادام نقیۃ بیضاء رواہ ابوداؤد۔ ترجمہ مستحب ہے تاخیر ہو جانے وقت کے نماز عصر میں اسقدر کہ آفتاب میں زردی نہ پیدا ہو اور ایسا ہی ہے۔ ہدایہ شرح وقایہ کبیری درمختار شامی بحر الرائق کنز الدقائق بدائع وغیرہا کتب معتبرہ میں ہاں اتنی تاخیر کرنا کہ دھوپ زرد ہو جائے اور آفتاب میں زردی آجائے باوصف فعل مکروہ ہے لیکن وقت باقی رہتا ہے۔ بلکہ باتفاق فقہا اسی دن کی عصر تو غروب آفتاب تک وقت بھی جائز ہے۔ چنانچہ رسائل ارکان میں ہے۔ وتاخیر العصر الی ان یصلی تمام الصلوۃ او بعضھا وقت الاصفر۔ لما عن انس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلک صلوۃ المنافق یجلس یترقب الشمس حتی اذا اصفرت الشمس

وکان بین قرنی الشیطان صغرا ربھا لا یذکر اللہ الا قلیلا رواہ الشیخان۔
اور باب من ادرک رکعۃ من العصر قبل الغروب بخاری شریف میں ہے۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ادرک احدکم سجدۃ من صلوٰۃ العصر قبل ان تغرب الشمس فلیتم صلوٰتہ الحدیث۔ ترجمہ اور مکروہ تحریمی ہے اتنی تاخیر نماز عصر میں کہ تمام نماز یا بعض نماز ایسے وقت میں ادا کی جاوے کہ دھوپ میں زردی آجاوے اسواسطیکہ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ منافق کی نماز ہے کہ بیٹھا سورج کو نگاہ کرے جب سورج زرد ہو جاوے اور دو شاخ اس سے مثل دو سینگ شیطان کے جو ظاہر ہوتے ہیں اُنکے درمیان آجاوے اور یہ اسواسطے فرمایا کہ سورج پرست اُس وقت سورج کو پوجتے ہیں چار سہونگ لگانی نہیں یاد کرتا۔ اُسمیں اللہ کو مگر بہت کم یہ حدیث بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی تم میں سے قبل غروب آفتاب ایک رکعت بھی پالے اپنی نماز پوری کرلے الی آخرہ۔ اور نماز مغرب ہمیشہ اول وقت بعد غروب آفتاب پڑھا کرتے تھے۔ کتاب المواقیت بخاری شریف میں ہے۔ عن سلمۃ بن الاکوع قال کنا نصلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم المغرب اذا توارت بالحجاب حضرت سلمۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم نماز مغرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُسوقت پڑھتے تھے کہ آفتاب پردہ مغرب میں چھپ جاوے۔ وعن رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ یقول کنا نصلی المغرب مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فینصرف احدنا وانہ لیبصر مواقع نبلہ۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ نماز مغرب ادا کرکے جب ہم واپس جاتے۔ تو اتنی روشنی رہتی تھی کہ تیرانداز نشانے پر تیر لگنے کا نشان دیکھ لے۔ اور اتنی تاخیر مغرب میں مکروہ تحریمی ہے کہ ستارے کثرت سے نظر آنے لگیں۔ باب تعجیل الصلوٰۃ میں ہے عن ابی ایوب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال امتی بخیر او قال علی الفطرۃ

مالم یؤخروا المغرب الی ان تشتبک النجوم رواہ ابوداؤد ورواہ الدارمی
عن العباس حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہیگی میری امت بھلائی میں یا فرمایا تھا کہ فطرت اسلامی رہیگی جب
تک تاخیر کریں گے۔ مغرب میں اسقدر کہ ستارے چھپتے باندھلیں الخ علاوہ کراہت تاخیر
اس حدیث سے اتنی بات اور معلوم ہوگئی کہ ستاروں کے چھپتے ظاہر ہو جانے تک
وقت نماز مغرب باقی رہتا ہے اگرچہ اسقدر تاخیر کر کے نماز پڑھنا مکروہ تحریمہ ہے۔ اور
نماز عشاء بعد غروب شفق سفید جو بعد غروب شفق سرخ و زرد مغرب کی جانب قریب
گھنٹہ سوا گھنٹہ کے بعد نماز مغرب باقی رہتی ہے۔ اور اُسوقت تک وقت مکروہ مغرب
سے باقی رہتا ہے۔ پڑھتے تھے مگر جب آدمی اول وقت زیادہ ہو جاتے جلد پڑھ
لیتے ورنہ تاخیر سے پڑھتے چنانچہ ص۸۰ بخاری شریف میں ہے عن جابر ابن عبداللہ
بن عمر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الظہر بالہاجرۃ والعصر
والشمس حیۃ والمغرب اذا وجبت والعشاء اذا کثر الناس عجل واذا
قلوا اخروا الصبح بغلس۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ظہر آفتاب ڈھلتے ہی پڑھا کرتے تھے۔ (یعنی جاڑوں میں) اور عصر اُسوقت کہ
آفتاب ابھی زندہ ہوتا تھا اور زردی کی مردائی اُس پر ابھی ظاہر نہیں ہوتی تھی۔ اور مغرب
جب آفتاب چھپ جاتے اور عشا جب آدمی زیادہ ہو جاتے پڑھ لیتے۔ اور جب اول
وقت کم آدمی ہوتے تاخیر فرماتے (یہاں سے معلوم ہوا کہ زیادتی جماعت کی امید
پر آدمیوں کی انتظار بھی سنت ہے) اور صبح کی نماز غلس یعنی تاریکی صبح میں یعنی اول
زمانہ میں جب عورتیں بغرض نماز جماعت مسجد میں آتی تھیں اور بعد ممانعت پہلے گزر چکا
ہے۔ کہ ہمیشہ اچھی روشنی میں پڑھا کرتے تھے۔ اور نماز عشاء تہائی رات کے قریب پڑھنے
کو دوست رکھتے تھے

(باقی آئندہ)

ملک فرنیچر مارٹ نمبر ۲ نکلسن روڈ لاہور میں ہر قسم کا سامان نہایت
ارزاں و عمدہ ملتا ہے آزمائش شرط ہے۔

نیکی اور پرہیزگاری میں تعاون کرو۔ تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ایکدوسرے کی مدد کرو۔

سرپرست

حضرت علامہ حکیم ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب خطیب مسجد وزیر خان۔ لاہور

حضرت علامہ دوران مفتی زمان مولانا ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور

شیر بیشہ سنت حضرت مولانا ابوالفتح محمد حشمت علیخان صاحب صنوی لکھنوی

دامت برکاتہم

بگرداب بلا افتاد کشتی
مدد کن یا معین الدین چشتی

اہلسنت کا مذہبی و اخلاقی ماہوار رسالہ

معین الدین

جلد ۲ بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۳۴ء نمبر ۲

ایڈیٹر پرنٹر پبلشر

ابو احمد سید فضل حسین شاہ صاحب فاضل حزب الاحناف ناظم انجمن معین الدین تاجپورہ منصل دہلی دروازہ لاہور

خط و کتابت و ترسیل زر بنام

مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ کلرک سپرنٹنڈنٹ ڈیزائن ڈبلیو۔ آر۔ لاہور

(مطبوعہ کوہ پرنٹنگ سسٹم پریس وطن بلڈنگ لاہور)

دفتر انجمن مرکزی حزب الاحناف ہند لاہور اندرون دہلی دروازہ میں کرمنعم ابوالکلور شہر ناظر حسن صاحب طالب قرآن

دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور

اسلامی تعلیمات کا مرکز اور حقیقی معنوں میں حضرت سراج الامت امام الفقہاء المحدثین سید المجتہدین سیدنا امام ہمام ابو حنیفۃ النعمان رضی اللہ عنہ کے فیوض و برکات صوری و معنوی کا مظہر ہے اور اب اسکے دینی تعلیمات کے نتائج کا علغلہ تمام ہندوستان و پنجاب اور دوسرے ممالک میں پہنچ چکا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہندوستان و پنجاب کے علاوہ افغانستان و بخارا کشمیر و بنگال کے کثیر طلباء فیض تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور کثیر تعداد فارغ التحصیل علماء کی اطراف ملک میں مشغول درس و تدریس و تبلیغ و اشاعت ہے اور اسطرح اسکا حلقہ اثر روز بروز ترقی پذیر ہے۔ لیکن باوجود ان حالات و خدمات کے ملک کی عام امداد اس دار العلوم کے ساتھ بہت کم ہے اور والیان ملک سے ابھی تک کسی قسم کی امداد اس دار العلوم کو حاصل نہیں۔ صرف غرباء اہلسنت جماعت حنفی کی امداد سے یہ دار العلوم عرصہ دس سال سے قائم ہے۔ انگریزی مدارس میں تو والیان ریاست اور گورنمنٹ آف انڈیا کی امدادیں اور خود اُن کی جائیدادیں اُن کے مصارف کی کفیل ہو سکتی ہیں۔ مگر قلت سرمایہ کی وجہ سے نہ صرف اس انجمن کی ضروریات اور اہم شعبے معرض التواء میں پڑے ہوئے ہیں۔ بلکہ دار العلوم کی شان مرکزیت کو ٹھیس لگ رہی ہے اور نیز قلت آمدنی اور کمی سرمایہ کے باعث داخلہ طلبہ میں بھی وسعت اور فراخدلی کو کام میں نہیں لایا جا سکتا۔ ہزاروں شروع سال میں اکثر شائقین علوم اور مستحق طلبہ داخلہ سے محروم بلکہ بادل ناخواستہ واپس ہو جاتے ہیں۔ اور بعض بباعث ناکامی بددلی کے دام میں پھنسکر بیدینی کا شکار ہو جاتے ہیں چمنستان امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے دینی اور مذہبی تعلیم کی دلدادہ بلبلوں کا بادل ناخواستہ نہایت سراسیمگی کے ساتھ محروم واپس چلا جانا۔ غیور اور زندہ دلان پنجاب مقلدین امام ہمام امام اعظم رضی اللہ عنہ کیلئے جسقدر افسوسناک ہے اسکا اندازہ وہی حضرات خوب کر سکتے ہیں۔ جو اس مقدس ہستی کے شرف و عظمت کا نقش اپنے دل میں لئے ہوئے ہیں۔ اس لئے دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کو سب سے بڑی ضرورت یہ ہے۔ کہ آٹھ کروڑ مسلمانوں میں سے صرف چھ سو ہی خوان اسلام ایسے نکل آئیں جو کسی معقول علیہ سی سال طلباء کے خورد و نوش کے مصارف کو بوجہ اکرد یں اور کارکنان انجمن کو اس فکر سے نجات بخشیں تاکہ آئندہ وہ تبلیغ و اشاعت میں بہتر سے بہتر سوچ بچار کر سکیں ۔۔۔ ناظم

زکوٰۃ خیرات اور صدقات دیتے وقت بھی خاص خیال رکھیں۔

ارشاد الاخیار

الی

سبل سید الابرار

ملقب بہ لقب تاریخی

سیف خداوندی بر دیوبندی

تصنیف لطیف اسد الملۃ وصاف الحبیب مولانا مولوی حافظ قاری ابو الظفر محب الرضا محبوب علیخان صاحب قادری رضوی لکھنوی دام مجدہم العالی فاضل خرب الاحناف ہند لاہور۔

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ سیما علی حبیبہ وخلیفتہ فی جمیع خلیقتہ سیدنا و مولنا محمد المصطفی ورسولہ المرتضی والہ و صحبہ اولی الصدق والصفا۔ وابنہ و حزبہ ذوی الاجتباء والاصطفا۔ ما اشرق النیران علی الہما ولقصادم القدرۃ والصفا۔ والعدل والحبفا۔ آمین۔

اما بعد سگ بارگاہ مصطفوی بندہ سرکار قادری گدائے کوئے رضوی فقیر ابو الظفر محب الرضا محبوب علیخان قادری رضوی لکھنوی غفرلہ برادران اہلسنت و دردمندان دین وملت کی عالی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ آجکل وہابیہ دیوبندیہ کے ارتداد و کفر کا مسئلہ مسلمانوں میں ایسا زیر بحث ہے۔ کہ ہر طرف اسی کا ذکر سنا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی بحث میں جناب مولوی عزیز احمد صاحب سلمہ کانپوری نے ایک رسالہ عقائد وہابیہ دیوبند یہ تالیف کر کے شایع کیا ہے اس رسالہ

میں مولوی صاحب موصوف نے وہابیہ دیوبندیہ کے کفر و ارتداد کا اثبات کیا ہے اور کافی ثبوت دیئے ہیں۔ باایں ہمہ سنبھلی کے ایک صاحب مولوی منظور حسین صاحب نے اس رسالہ کے جواب میں ایک رسالہ لکھا جسکا نام سیف یمانی بر فرقہ ضلالی ہے۔ سنبھلی صاحب نے اس رسالہ میں حضور پر نور مرشد برحق مجدد دین وملت امام اہلسنت سیدنا اعلیحضرت قبلہ فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدی صدرالافاضل امام المتکلمین مقدام المناظرین استاذ العلماء مولٰنا سید محمد نعیم الدین صاحب قبلہ فاضل مراد آبادی مدظلہم العالی اور دیگر علمائے اہلسنت دامت برکاتہم کی نسبت ایسی ایسی سخت کلامیاں اور زیادہ گوئیاں کیں۔ جو شرفا کی شان سے بعید ہیں۔ مسئلہ کے متعلق وہ رکیک و باطل اور ناحق و خلاف صواب تقریریں کیں جو عاقل و فہیم سے غیر متوقع ہیں۔ اس لئے اس فقیر نے باستدعائے احباب بالخصوص جناب حاجی غلام حسن صاحب قادری برکاتی نوری سورتی سلمہم کے اصرار سے سنبھلی صاحب کے رسالہ کا جواب لکھا۔ اور اس کا نام ارشاد الاخیار الی سبیل الابرار رکھا۔ اگرچہ سنبھلی صاحب نے اپنے رسالہ میں بہت سخت کلامیاں کی تھیں۔ مگر میں نے اُن کے جواب میں کوئی سخت کلامی نہ کی۔ اور اس کام کو انہیں کی ہمت اور حوصلہ پر چھوڑا۔ کیونکہ زبان درازی عجز کی نشانی ہے سنبھلی صاحب اور اُن کے اکابر کے رسالے اکثر بدزبانیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ حضرات دیوبندیہ فرصت کے اوقات اسی کام کی مہارت حاصل کرنے میں صرف کرتے رہتے ہیں۔ جسطرح میں نے سنبھلی صاحب کے ساتھ کوئی سخت کلامی نہیں کی اسی طرح اُن کی سخت کلامی اور بدزبانی زیادہ گوئی فضول بات کے جواب کی طرف بھی رُخ نہیں کیا۔ البتہ اصل مبحث کے متعلق علمی بحثیں کیں اور سنبھلی صاحب کے شبہات کو دفع کیا۔ اعتراضوں کے جواب دیئے۔ اور جواب میں تحقیق کو مدنظر رکھا۔ ناانصافی اور تعصب کو پاس نہ آنے دیا۔ سنبھلی صاحب کے اس رسالہ کے آخر میں سرگروہ وہابیہ دیوبندیہ جناب مولوی اشرفعلی صاحب

کی تقریظ میں الفاظ درج ہے۔ "بعد الحمد والصلوۃ احقر اثر فعلی عفی عنہ نے رسالہ سیف یمانی بالاستیعاب دیکھا۔ جو بعض اہل اہوا کے اعتراضات کے جواب میں ہے۔ تحقیقی جواب بھی ہے اور الزامی بھی۔ بلا مبالغہ اسکو وجادلہم بالتی ہی احسن کا مصداق پایا۔ اللہ تعالیٰ اس کے مصنف کو اس نصرت حق پر جزائے خیر عطا فرمائے اور رسالہ کو سرمایۂ رشد و ہدایت بنائے۔ والسلام"۔ برادران اہلسنت انصاف فرمائیں کہ گالیاں بکنے اور بدزبانیاں کرنے کو گروہ دیوبندیہ کا سرغنہ حکم الٰہی وجادلہم بالتی ہی احسن کا مصداق بتا رہا ہے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ مگر اس کی اُس گروہ سے کیا شکایت۔ جس نے بارگاہ الوہیت و سرکار رسالت میں منہ زوری اور بدزبانی کو اپنا شعار بنا لیا ہے۔ بہرحال تھانوی صاحب کی اس تقریظ سے یہ ثابت ہوگیا کہ رسالہ سیف یمانی کا حرف حرف از اول تا آخر اُن کو مسلم ہے لہٰذا میں نے اس کے جواب میں سبھلی صاحب اور اُن کے دوسرے مقرظین مولوی شبیر احمد صاحب دیوبندی و مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی و مولوی عبدالشکور صاحب کاکوری کی طرف توجہ نہ کی۔ بلکہ ہر جگہ خود تھانوی صاحب ہی کو مخاطب بنایا ہے۔ وکل الصید فی جوف الفراء۔

تنبیہ۔ میں نے اولاً ظلام کے عنوان سے دیوبندی صاحبوں کی اصل عبارات کفریہ نقل کی ہیں۔ ثانیاً حسام کے عنوان سے علمائے اہلسنت کے کلام کا خلاصہ لکھا ہے۔ پھر قال التھانوی سے سیف یمانی کی عبارات کا خلاصہ لکھا ہے۔ پھر اقول سے اُس کا رد شروع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو میرے لئے کفارہ سئیات فرمائے۔ ناظرین سے دعائے خیر خاتمہ مسؤل اور نظر انصاف مأمول ہے۔ فاقول وباللہ التوفیق۔

ظلام۔ مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے شاگرد مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے نام سے ایک کتاب براہین قاطعہ لکھی۔ اُس کے صفحہ ۵۱ پر فرماتے ہیں۔ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھکر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس

فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نص قطعی ہے۔ کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرنا ہے۔

حسام۔ اس عبارت میں گنگوہی صاحب نے زمین کے علم محیط کو ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ابلیس کے لئے تو نص یعنی قرآن و حدیث سے ثابت مانا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ کے لئے زمین کے علم محیط ثابت کرنے کو نصوص قطعیہ کے خلاف بتایا۔ پھر اس کا نتیجہ یہ نکالا کہ ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ابلیس کے علم کا وسیع ہونا تو قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ مگر حضور فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کو وسیع ماننے والا مشرک ہے۔ اُس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں تو اس سے تین باتیں ثابت ہوئیں۔ ۱ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم ملک الموت اور شیطان سے کم ہے۔ ۲ شیطان و ملک الموت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زیادہ علم والا ماننا شرک ہے۔ ۳ شیطان اور ملک الموت دونوں وسعت علم میں اللہ عزوجل کے شریک ہیں۔ کیونکہ شرک میں تفریق نہیں۔ جس چیز کا کسی ایک مخلوق کے لئے ثابت کرنا شرک ہوگا۔ وہ خدا کے سوا جس کسی کے لئے بھی ثابت کی جائے شرک ہی ہوگا۔ تو گنگوہی صاحب نے جب زمین کے علم محیط کو شیطان و ملک الموت کے لئے نص سے ثابت مانا تو معلوم ہوا کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک شیطان و ملک الموت ضرور خدا کے شریک ہیں اور اُن کے شریک خدا ہونے پر قرآن و حدیث کے ارشادات ناطق ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ مسلمانو! للہ انصاف اس سے بڑھکر اور کیا کفر ہوگا۔

قال التھانوی۔ ہمارا اور ہمارے تمام اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جسقدر علوم کمالیہ عطا فرمائے۔ اتنے ملائکہ مقربین اور انبیائے مرسلین کی پاک جماعت میں بھی کسی کو نہیں دیے۔ چہ جائیکہ شیطان علیہ اللعن ہمارے نزدیک نصوص کثیرہ وافرہ سے یہ امر ثابت ہے۔ باقی آئندہ

تفسیر القرآن

(گذشتہ سے پیوستہ)

{از کلک گوہر سلک علامۃ الدھر استاذ الاکابر حضرت مولانا مولوی
سید ابو محمد محمد دیدار علیشاہ صاحب قبلہ دام مجدھم}

چنانچہ صـ۲۳ ابواب الصلوۃ ترمذی شریف میں ہے۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لولا ان اشق علی امتی لامرتھم ان یؤخروا العشاء الی ثلث اللیل و نصفہ وفی الباب عن جابر بن سمرۃ وجابر بن عبد اللہ وابی برزہ وابن عباس و ابی سعید الخدری وزید بن خالد وابن عمر رضی اللہ عنھم قال ابو عیسی حدیث ابوھریرۃ حدیث حسن صحیح وھو الذی اختارہ اکثر اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والتابعین رأوا تاخیر عشاء والآخرۃ وبہ یقول احمد واسحاق

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر میں اپنی امت پر موجب مشقت اور شاق نہ سمجھتا تو ضرور حکم کرتا کہ نماز عشا ہمیشہ تہائی یا آدھی رات تک تاخیر کر کے پڑھا کرو۔ اور اسی مضمون کی حدیثیں اس باب میں حضرت جابر بن سمرہ اور جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عباس اور ابو سعید خدری اور زید بن خالد اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی ماثور۔ علامہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حدیث مذکورہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حسن صحیح ہے۔ اور یہی امر مختار ہے۔ اکثر اہل علم کا اصحابہ کرام اور تابعین عظام سے رضوان اللہ علیہم اجمعین اور قبل نماز سونے کو مکروہ کہتے تھے۔ اور بعد نماز عشاء دنیوی بات کرنیکو۔

ص۲۴ ترمذی شریف میں ہے۔ عن ابی برزۃ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکرہ النوم قبل العشاء والحدیث بعدھا وفی الباب عن عائشۃ رضی اللہ عنہا کراھۃ النوم قبل العشاء والسمر بعدھا۔ حضرت ابی برزہ فرماتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عشاء سے پہلے سونیکو مکروہ رکھتے اور دنیا کی باتیں کرنیکو بعد نماز عشا مکروہ رکھتے تھے۔ اور پنجگانہ اذان اور تکبیر کے ساتھ پڑھتے تھے اور یہ روایت معتبر اذان واقامت اسطرح ہوتی تھی۔ جیسے سنن ابی داؤد سے ثابت ہے۔ اخرج ابوداؤد فی سنتہ فی باب کیف الاذان حدثنا محمد بن[۱] منصور الطوسی ثنا یعقوب[۲] ثنا ابی عن محمد بن[۳] اسحاق حدثنی محمد بن ابراھیم[۴] بن الحارث التیمی عن محمد بن عبد اللہ بن زید بن عبد اللہ ثنی ابی عبد اللہ بن زید الانصاری رضی اللہ عنہم قال لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالناقوس یعمل لیضرب[۵] للناس لجمع الصلوۃ طاف بی طائف وانا نائم رجل یحمل ناقوساً فی یدہ فقلت یا عبد اللہ اتبع الناقوس قال وما تصنع بہ فقلت ندعو بہ الی الصلوۃ قال افلا ادلک علی ما ھو خیر من ذلک فقلت لہ بلی قال فقال تقول اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ اشھد ان محمد رسول اللہ اشھد ان محمد رسول اللہ۔ حی علی الصلوۃ۔ حی علی الصلوۃ۔ حی علی الفلاح۔ حی علی الفلاح اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ۔ فلما اصبحت اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرتہ بما رأیت فقال انہا لرؤیا حق انشاء اللہ فقم مع بلال فالق علیہ ما رأیت فلیؤذن

---

۱ محمد بن منصور ثقۃ فی صغار العاشرۃ مات سنۃ اربع او ستۃ خمسین۔ ۲ یعقوب بن کعب بن حامد الحلبی ابو یوسف نزیل انطاکیہ ثقۃ من العاشرۃ۔ ۳ محمد بن اسحاق بن محمد بن عبد الرحمن المسیبی بن والد السلیب ابن عابد المخزومی المدنی صدوق من العاشرۃ مات سنۃ ست وثلثین۔ ۴ محمد بن ابراہیم ابن الحارث ابن الخادم التیمی ثقۃ مات سنۃ عشرین۔ ۱۲

به فانه الذی صوتا منه فقمت مع بلال فجعلت القیه علیه ویوذن به قال فسمع ذلک عمر بن الخطاب رضی الله عنه وهو فی بیته فخرج یجر ردائه یقول والذی بعثک بالحق یا رسول الله صلی الله علیک لقد رایت مثل ما دری فقال رسول الله صلی الله علیه واله وصحبه وسلم فلله الحمد قال ابو داؤد هکذا رواه الزهری عن سعید بن المسیب عن عبد الله بن زید وقال فیه ابن اسحاق۔ حضرت عبد اللہ بن زید انصاری فرماتے ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقوس یعنی ان دو لکڑیوں کے بنوانیکا حکم دیا جنکو مثل نصاریٰ کے بجاکر لوگونکو نماز کیواسطے جمع کیا جاوے۔ میں نے سوتے ہوئے دیکھا۔ کہ ایک شخص ناقوس ہاتھ میں لئے جارہا ہے۔ میں نے اس سے کہا۔ کیا بیچتے ہو۔ کہنے لگے کیا کروگے۔ میں نے کہا اسکو بجاکر لوگوں کو نماز کے واسطے بلاوینگے۔ کہا کیا اُس سے بہتر طریقہ نہ بتاؤں۔ کہا اسطرح نماز کیوقت پکار دیا کرو۔ اللہ اکبر اللہ اکبر تا آخر۔ پھر تھوڑی دور چلکر کہا جب نماز قائم کرو تو کہا کرو۔ اللہ اکبر اللہ اکبر۔۔۔۔۔۔۔۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ۔۔۔۔۔۔۔۔ اشہد ان محمد رسول اللہ حی علی الصلوٰۃ۔۔۔۔۔۔۔۔ حی علی الفلاح۔۔۔۔۔۔۔۔ قد قامت الصلوٰۃ۔ قد قامت الصلوٰۃ۔ اللہ اکبر اللہ اکبر۔ لا الہ الا اللہ۔ عون المعبود میں ہے۔ جس کے مؤلف چند صحابی وغیرہ ہیں۔ قال الخطابی روی هذا الحدیث والقصة باسانید مختلفه و هذا الاسناد اصحها۔ یعنی یہ حدیث اور قصہ بہت سی سندوں سے مروی ہے۔ مگر سب سندوں سے زیادہ ترصحیح یہی سند ہے۔ راقم الحروف عفر اللہ و لوالدیہ ولمشائخہ کہتا ہے کہ صحت میں اس سند کے کوئی کلام نہیں۔ مگر اس حدیث کی بعض روایت نے اقامت یعنی تکبیر کے الفاظ کو بقرینہ الفاظ اذان مختصر کرکے بیان کیا ہے۔ اور اللہ اکبر اللہ اکبر بمنزلہ ایک لفظ کے قرار دیکر اسکو

بھی مکرر نہ بیان کیا۔ البتہ قد قامت الصلوٰۃ چونکہ آذان سے زوائد الفاظ تھے انکو مکرر بیان کردیا۔ ورنہ دوسری احادیث صحیحہ سے تکبیر کے الفاظ مثل اذان کے مکرر مروی ہیں۔ چنانچہ ابی داؤد رحمہ اللہ علیہ روایت اپنی حدیث میں فرماتے ہیں۔ ابن شہاب رحضری سے اس حدیث کو اس طرح روایت کیا ہے کہ بعد بیان الفاظ اذان تکبیر میں ابن اسحاق راوی نے چار بار اللہ اکبر کہہ کر بطریق اختصار بتادیا۔ کہ تکبیر کے الفاظ بھی مثل اذان و قد قامت الصلوٰۃ مکرر ہیں۔ چنانچہ بعد اس حدیث کے ابو داؤد رحمہ اللہ جو حدیث طویل نفرین لمشی رحمہ اللہ سے نقل فرماتے ہیں۔ اُس میں حضرت عبداللہ بن زید سے الفاظ اذان مثل حدیث سابق نقل کرکے فرماتے ہیں۔ کہ پھر تھوڑی دیر ٹھہر کر عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور مثل اذان کے الفاظ ادا کئے۔ فقط۔ اُن میں بعد حی علی الفلاح قد قامت الصلوٰۃ زیادہ کیا۔ مگر بایں ہمہ جنہوں نے اختصار اقامت کو اختصار بیان نہ سمجھا۔ وہ یہی روایت کرتے رہے۔ کہ الفاظ تکبیر ایک ایک بار ہی کہے جاویں۔ جیسے توفیق حدیث ابو محذورہ رضی اللہ عنہ جسمیں الفاظ شہادت چار چار بار ہیں۔ حدیث عبداللہ بن زید کے ساتھ اسطرح ہو سکتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد چار بار اللہ اکبر کہلوانیکے اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ اشھد ان محمد رسول اللہ۔ دوبار آہستہ آہستہ کہلایا کر جب اُن کو ان الفاظ کے ادا کرنے پر قادر دیکھ لیا۔ فرمایا اب ان الفاظ کو دراز کرکے بلند آواز سے کہو۔ اسواسطے کہ حضرت ابو محذورہ کا اسی بعد انہوں نے یہ سمجھکر کہ طریقہ اذان ہمیشہ کیلئے یہ ہے۔ اُسی طرح روایت کرنا شروع کردیا۔ اور شہادتین کو چار چار بار سمجھکر مختلف روایتوں میں آیا ہے۔ کہ فرمایا اذان کے انیس کلمہ ہیں۔ اور تکبیر کے سترہ۔ حالانکہ الفاظ شہادتین جنکو آہستہ جو مخالف شان اذان ہے۔ اور موافق طریق تعلیم دو دو بار کہلوایا تھا۔ اگر انکا لیے جاویں تو اذان کے بموجب حدیث صحیح حضرت عبداللہ بن زید پندرہ کلمے ہوتے ہیں۔ (باقی باقی)

مناظرہ معین الدین کی روداد ختم ہو چکی ہے۔ جلد درخواست کریں تاکہ آپ کو بھیجا جا سکے۔

پیشوایان وہابیہ دیوبند کے متعلق مولوی اللہ دتہ صاحب

امام مسجد تاندلیانوالہ کا فتوے

نقل خط نمبر ۱۔ یکم مارچ ۱۹۳۴ء۔ میرے قبلہ حضرت سید احمد شاہ صاحب السلام علیکم مؤدبانہ عرض ہے۔ کہ یہاں خواجہ محمد بخش و منشی مشتاق احمد مجھے وہابی دیوبندی سمجھتے ہوئے میرے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ یہ بھی سنا ہے کہ سرکار نے انہیں میرے خلاف فتویٰ بھی دیا ہے۔ حضرت صاحب میرا عقیدہ خالص حنفی ہے۔ میرے نزدیک اشرفعلی تھانوی۔ قاسم نانوتوی۔ رشید احمد گنگوہی قطعی مرتد ہیں۔ بے ادب رسول ہیں۔ .... ہیں۔ کافر ہیں۔ میں انہیں بدترین سمجھتا ہوں۔ چنانچہ میں نے انہیں لکھ دیا ہے۔ میں نے جمعہ میں یہ وعظ نہیں کیا۔ کہ وہ میرے بھائی ہیں، آپ خدا کے لئے انہیں لکھیں کہ وہ میرے پیچھے نماز پڑھیں۔ جمعہ میں اُنکی تردید بھی پُرزور کرونگا۔ پھر یہ کہتا ہوں۔ کہ وہ قطعی کافر و مرتد اور آپ سچے ہیں۔ اُنکو ضرور کہیں کہ وہ مجھ غریب پر رحم کریں۔ تابعدار میاں اللہ دتہ امام مسجد تاندلیانوالہ

نقل خط نمبر ۲۔

اسلام کے بیرونی دشمن ہی کم نہیں لیکن افسوس کہ اس کے اندرونی دشمن بھی بہت سے پیدا ہو گئے ہیں۔ وہ لوگ جو آجکل مسلمان کہلاتے ہیں اور فخریہ اپنے آپکو حکیم الامت کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ دشمنانِ اسلام کی پیٹھ ٹھونک رہے ہیں۔ واقعی آج میں اعلانیہ کہنے پر مجبور ہو چکا ہوں۔ کہ ان کے ظاہر تو مسلمانوں والے ہونگے اور باطن یقیناً کافروں والے ہیں۔ زبانوں سے اقرار کرتے ہیں۔ کہ ہم پکے حنفی۔ نقشبندی۔ مجددی ہیں لیکن اندر ہی اندر اسلام و قرآن کو دھکے دے رہے ہیں۔ اور آقائے نامدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ مبارک میں وہ توہین آمیز الفاظ استعمال کر رہے ہیں کہ دنیا کے پردے میں ان جیسی بدترین مخلوق اور کہیں دیکھنے میں نہیں آتی۔ تف ہے ایسے عالموں پر میں نہیں جانتا۔ خواہ اشرفعلی کا باپ بھی

کیوں ہو۔ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے قطعی مرتد یعین ہو چکا۔ یہ یاجوج وماجوج کے بھائی ہیں ایسے لوگ واقعی دین اسلام کے دشمن ہیں اور اس کی سچائی دیکھنا نہیں چاہتے۔ صداقت کو چھپانا چاہتے ہیں۔ کیا ہی بجا کہا ہے حضرت قبلہ سید احمد مدظلہ نے کہ اس سے زیادہ کوئی ظلم نہیں ہو سکتا۔ کہ ایک بیمار کو اُسکی بیماری سے ناواقف رکھا جائے۔ یا یہ کہ علاج کا کام دشمنِ جان کے سپرد کر دیا جائے۔ سو یہ دشمنِ جان کے علاوہ دشمنِ ایمان ہیں۔ اے بھائیو! خوب سمجھ لو۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی آپ لوگوں کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔ پس وہ شخص جو حضور کی تنقیص کرنیکے درپے ہو کیونکر مقبولِ خدا ہو سکتا ہے۔ جہنمی ہوا مرتد ہو گیا۔ جس نے آپ کی شان میں ذرہ بھر بھی گستاخی کی ہو۔ چہ جائیکہ آپ کے علم کو شیطان۔ حیوانات۔ جمادات۔ پاگلوں جاہلوں کے علم سے تشبیہ دیکر عالم کہلائے۔ پس اے بھائیو!۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو یاد رکھو۔ آپ سے بڑھ کر آپ لوگوں کا کوئی خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔ اور ان دو سب سے بڑے دشمنوں سے بچو۔ جو تمکو بیمار دیکھ کر علاج کا مشورہ دینے کی بجائے الٹا غافل کرنا چاہتے ہیں اور آپ سے بھی دشمنی کرتے ہیں۔ اور حضور سرورِ کائنات محبوبِ کردگار کی بھی تکذیب کرتے ہیں۔ خود میرا لڑکا اسمٰعیل کہ جو ایسے عالموں کو بدگمراہ۔ بے دین نہیں کہتا۔ کچ اُسے واضح ہو۔ کہ بقول حضرت استاذِ زمان۔ مناظر اہلسنت و جماعت حضرت ابوالکلام سید احمد شاہ صاحب توبہ کرے۔ اور اُسدن کا انتظار نہ کرے کہ خدا تعالےٰ کے فرشتے اُسی غداروں کی فہرست میں شامل کر کے ابدی موت کے گھاٹ اتار دیں۔ میرے اکابر اس بات کو ضرور توجہ سے سنینگے۔ کہ اگر میرے لڑکے نے حضور کی اتباع میں داخل ہو کر اسلام کی شوکت نہ بڑھائی۔ تو مجھے مجبوراً اسکا ساتھ چھوڑنا پڑے گا۔ اگلے جمعہ تک اُسے مہلت دیجاتی ہے۔ فقط۔ بروز جمعہ ۸۳/۳/۲۴۔ میاں اللہ دتا تعلیم خود۔

کتب خانہ مقبول عام ریلوے روڈ لاہور میں ہر قسم کی کتابیں
اور قرآن مجید بارعایت ملسکتے ہیں۔

مجالسِ محرم و تعزیہ داری اور سبیلیں شریعت کی نگاہ میں

{از خامہ حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد صاحب قادری رضوی}

تعزیہ کی اصل صرف اسقدر تھی۔ کہ روضہ پر نور حضور شہزادہ گلگون قبا حسین شہید ظلم و جفا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علی جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل مطابق اصل بنا کر بہ نیت تبرک مکان میں رکھنا، اسمیں شرعاً کوئی حرج نہ تھا۔ کیونکہ تصویر مکانات وغیرہا غیر جاندار کی بنانا رکھنا بیچنا سب جائز و مباح اور ایسی چیزیں کہ بزرگان دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں انکی محبت بڑھائیں انکی تمثال صحیح بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز۔ جیسے صدہا سال سے ائمہ دین و علماء معتمدین بعلین شریفین حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشے بنانے اور انکے فوائد جلیلہ و منافع جزیلہ میں مستقل رسالے تصنیف فرماتے ہیں۔ علامہ یوسف نبہانی نے جواہر البحار میں متعدد کتب سے فوائد و منافع نقل فرمائے ہیں اور جسے اشتباہ ہو امام علامہ تلمسانی کی فتح المتعالی وغیرہ مطالعہ کریں۔ مگر دافض زمانہ اور جہال بے خبر نے اس اصل جائز کو بالکل نیست و نابود کر کے صدہا خرافات وہ تراشیں۔ کہ شریعت مطہرہ سے الامان الامان کی صدائیں آئیں اول تو اصل تعزیہ میں روضہ مبارک کی مکمل نقل ملحوظ نہ رہی۔ ہر جگہ نئی تراش نئی گھڑت جسے اس نقل سے کچھ علاقہ نہ نسبت۔ پھر کسی میں پریاں کسی میں براق کسی میں اور لایعنی اور بیہودہ طمطراق۔ جو شرعاً حرام و ناجائز ہیں۔ جاندار کی تصویر شرع مطہر میں بنانا رکھنا بیچنا کھینچنا کھچوانا سخت حرام اور جس جگہ جاندار کی تصویر خواہ وہ کسی معظم انسان ہی کی کیوں نہ ہو رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ حدیث شریف میں وارد ہے۔ لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب ولا صورۃ (مشکوۃ) ملائکہ رحمت اس گھر میں داخل نہیں ہوتے۔ جہاں کتا یا جاندار کی تصویر ہوتی ہے۔ اور تصویر بنانے اور کھینچنے والے کے لئے یہ وعید ہے۔ ان المصورین اشد عذابا یوم القیامۃ تصویر

بنانے والونکو روز قیامت سخت ترین عذاب ہوگا۔ اب وہ حضرات غور کریں جو محبت اہلبیت کا دم بھریں۔ اور ان کے نام کی سبیلو نپر جانداروں کی تصاویر آویزاں کریں اور سبیل پر دوست احباب کو بٹھا کر فوٹو کھنچوائیں۔ کیا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ان کی ان ناشائستہ حرکتوں سے خوش ہونگے۔ اور کیا وہ ایسے منحوس و مکروہ مقامات پر جہاں ملائکہ حاضر ہونے سے کراہت کریں متوجہ ہونگے ہرگز نہیں۔ بلکہ نیکی برباد و گناہ کے مستحق بنینگے بھر کوئی ان تصویروں اور گھوڑوں کو جھک جھک کر سلام کر رہا ہے۔ کوئی مشغول طواف کوئی سجدہ میں گرا ہے کوئی ان مایہ بدعات کو معاذ اللہ معاذ اللہ جلوہ گاہ حضرت امام علی جدہ و علیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھ کر اس ابرک بنے گھوڑے سے مرادیں مانگتا منتیں مانتا ہے۔ حاجت روا مشکلکشا جانتا ہے۔ علاوہ ازیں صدہا بدعات و رسوم اجنبی عورتوں اور مردوں کا ہجوم دھمیل اور طرح طرح کے بیہودہ کھیل ان سب پر طرہ ہیں۔ غرض کہ عشرہ محرم الحرام جو اگلی شریعتوں سے اس شریعت مطہرہ تک نہایت بابرکت و محل عبادت و طاعت ٹھہرا ہوا تھا۔ ان بیہودہ رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا۔ پھر وبال ابتداع کا وہ جوش ہوا۔ کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا۔ ریا و تفاخر علانیہ ہوتا ہے۔ پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں مسکینوں علم دین حاصل کرنیوالے طالب علموں کو دیں بلکہ ماتم کرنے والوں۔ سینہ کوبی اور مطالبہ یزید کے نقالوں کو کھلاتے پلاتے ہیں۔ کاش مسلمان نیک نیتی سے شہدا کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روح پر فتوح کو ثواب پہنچاتے اور کھانے پکاتے۔ دودھ کے شربت تیار کرتے اور مستحق طلباء دین اور یتیم و مسکین و غرباء مسلمین کو نہایت اعزاز و خاطر داری سے کھلاتے۔ تو کسقدر موجب اجر و ثواب ہوتا۔ اب بہار عشرہ کے پھول کھلے۔ تاشے باجے بجتے چلے طرح طرح کی کھیلونکی دھوم بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم شہوانی میلوں کی پوری رسوم۔ جشن یہ کچھ اور اس کے ساتھ خیال وہ کہ گویا یہ ساختہ تصویریں بعینہا حضرات شہدا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے جنازہ ہیں۔ کچھ نوچ اتار بانی توڑ تاڑ دفن کر دیئے یہ اضاعت مال کی ہر سال جرم و وبال جداگانہ رہے پھر گھوڑیکے ساتھ یہ خیال کہ گویا یہ سواری سیدنا

امام حسین رضی اللہ عنہ کی۔ رونا خون بہانا۔ ماتم کرنا غیر عورتوں کو گھورنا بیہودہ کھیل تماشوں میں شب و روز گزارنا بس یہی ان جہلا کے نزدیک سب عبادتوں سے بہتر عبادت ہے۔ نہ نماز کی پرواہ نہ حدود شریعت کا لحاظ اور یہ سب کچھ نام نہاد سنی ہی کرتے ہیں۔ رافضی تو ان ہنگاموں میں آٹے میں نمک کے برابر ہوتے ہیں۔ دینی مصارف میں خرچ کرتے وقت سو عذر و بہانے جتائینگے۔ لیکن کھیل کود اور میلوں تماشوں بیجا رسموں میں صدہا روپیہ لٹوائینگے۔ اللہ تعالیٰ صدقہ حضرات شہدائے کربلا علیہم الرضوان والثنا کا ہمارے بھولے بھالے بھائیوں کو نیکیوں کی توفیق بخشے اور بری باتوں۔ بری رسموں اور فضول خرچیوں اور میلوں تماشوں سے تائب ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اور ہمارے تمام مسلمان بھائیوں کو اپنی اور اپنے پاک بندوں کی خصوصاً شہداء کربلا رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سچی محبت مرحمت فرمائے! اب فی زمانہ چونکہ تعزیہ داری اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے۔ لہٰذا قطعاً بدعت و ناجائز و حرام ہے۔ ہاں پانی یا شربت کی سبیل لگانا جب کہ بہ نیت محمودہ اور خالصاً لوجہ اللہ ثواب رسانی ارواح طیبہ ائمہ اطہار مقصود ہو بلاشبہ بہتر و مستحب و کار ثواب ہے۔ حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اِذَا کَثُرَتْ ذُنُوْبُکَ فَاسْقِ الْمَاءَ فَتَنَاثُرُ الذُّنُوْبُ کَمَا تَتَنَاثَرُ الْوَرَقُ مِنَ الشَّجَرِ فِی الرِّیْحِ الْعَاصِفِ۔ جب تیرے گناہ زیادہ ہو جائیں۔ تو پانی پر پانی پلا۔ گناہ جھڑ جائینگے جیسے سخت آندھی میں پیڑ کے پتے۔ رواہ الخطیب عن انس رضی اللہ عنہ۔ اسی طرح کھانا کھلانا۔ لنگر بانٹنا بھی مندوب و باعث اجر ہے۔ حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یُبَاھِیْ مَلٰٓئِکَتَہٗ بِالَّذِیْنَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ مِنْ عَبِیْدِہٖ۔ اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں سے جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں فرشتوں کے ساتھ مباہات فرماتا ہے کہ دیکھو یہ کیسا اچھا کام کر رہے ہیں۔ رواہ ابو الشیخ فی الثواب عن الحسن مرسلاً یونہی جو مجلس ذکر شریف حضرت سیدنا امام حسین و اہلبیت کرام رضی اللہ عنہم کی ہو۔ جسمیں روایات صحیحہ معتبرہ سے ان کے فضائل و مقامات و مدارج بیان کئے

جائیں اور ماتم و تجدید نوحہ وغیرہ امور مخالف شرع سے یکسر پاک ہے نفس حسن و محمود ہے۔ خواہ اسمیں شعر پڑھیں یا نظم۔ اگرچہ وہ بوجہ ایک مسدس ہونیکے جسمیں ذکر حضرت سید الشہداء ہے عرف حال میں نام مرثیہ موسوم ہو۔ کہ اب وہ مرثیہ نہیں جسکی نسبت ہے۔ نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المراثی۔ اور مجالس روافض میں اہلسنت و جماعت کو شریک و شامل ہونا ان کی سبیلوں اور مجلسوں کو رونق دینا ان کے تبرا و توہین آمیز مراثی سننا ماتم وغیرہ میں شریک ہونا۔ یا کم از کم انکے حرکات ناشائستہ کا تماشہ دیکھنا حرام و ناجائز ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ کَثَّرَ سَوَادَ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ وہ بدزبان ناپاک لوگ اکثر صحابہ کرام خصوصاً خلفاء ثلثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شان میں تبرا و توہین آمیز کلمات بک جاتے ہیں اور جاہل سنی سمجھتے ہیں کہ تعریف کر رہے ہیں۔ انہیں خبر بھی نہیں ہوتی۔ کہ وہ کیا بک گئے۔ اور متواتر سنا گیا ہے کہ سبیلوں کو جو شربت دیتے ہیں اسمیں نجاست ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو اپنے پیشاب کی میٹوں کا پانی ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو وہ روایات موضوعہ و کلمات شنیعہ و ماتم حرام سے خالی نہیں ہوتیں۔ اور یہ دیکھیں سنیں گے اور منع نہ کر سکینگے۔ ایسی جگہ جانا حرام ہے۔ مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے فلا تقعد بعد الذکری مع قوم الظلمین۔ ہمیں اپنے خالص سنی صحیح العقیدہ دینی بھائیوں سے قوی امید ہے۔ کہ وہ امسال ماہ محرم میں ہر قسم کی بدعات ترک کر کے فقط نذر و نیاز و فاتحہ اور شربت و طعام پر اکتفا کرینگے اور روافض کی مجالس اور ان کے میلوں اور گھوڑے کی رسموں وغیرہ حرکات محرمہ میں ہرگز ہرگز شریک نہ ہونگے۔ اور سبیل وغیرہ پر جاندار کی تصاویر نہ لگائینگے۔ فقط۔

حررہ العبد الراجی رحمۃ ربہ القوی۔ ابو البرکات سید احمد غفرلہ۔
ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند۔ لاہور۔

کیپیٹل فرنیچر مارٹ ۲۔ نکلسن روڈ۔ لاہور میں
تمام قسم کا عمدہ مال ہر وقت تیار ملتا ہے

دفتر انجمن مرکزی حزب الاحناف ہند لاہور انجمن ہذا کی مطبوعہ کتابیں ہر طالب صاحب سے طلب فرمائیں۔

تعاونوا علی البر والتقوی

بطلوع آفتاب دوشنبہ

حضرت علامہ حکیم ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب خطیب مسجد وزیر خان - لاہور

حضرت علامہ دوران مفتی زمان مولانا ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب ناظم مرکزی انجمن جنب الاحناف ہند لاہور

شیر بیشہ سنت حضرت مولانا ابوالفتح محمد حشمت علیخان صاحب رضوی لکھنوی

دامت برکاتہم

اہلسنت کا مذہبی و اخلاقی ہفتہ وار رسالہ

بگرداب بلا افتاد کشتی — مددگن یا معین الدین چشتی

معین الدین

جلد ۲	بابت ماہ مئی و جون سنہ ۱۹۳۴ء	نمبر ۴۳

ایڈیٹر پرنٹر پبلشر

ابو احمد سید فضل حسین شاہ صاحب عفا عنہ حزب الاحناف و ناظم انجمن معین الدین تاجپورہ متصل وسن پورہ لاہور

خط و کتابت و ترسیل زر بنام

مولانا ابو احمد سید فضل حسین شاہ کلرک ہیڈ کوارٹر آفس این ڈبلیو آر لاہور

چندہ سالانہ ۸/

کوارٹر ٹیبو سٹیم پرنٹنگ پریس وطن بلڈنگس لاہور میں چھپوا کر شائع کیا

ارشاد الاخبار الی سبل سید الابرار

گذشتہ سے پیوستہ:۔ از قلم جناب مولانا حافظ قاری ابو انظر محب الرضا محبوب علیخان صاحب رضوی لکھنوی

اقول - تھانوی صاحب! مسلمانوں کو اسی پر تو افسوس ہے کہ آپ اور آپ کے اکابر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم مبارک کو شیطان سے کم بھی بتاتے ہیں۔ شیطان کے لئے تمام روئے زمین کا علم محیط مان کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے دیوار کے پیچھے کے علم کا بھی انکار کر جاتے اور پھر جب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام لیوا آپ سے باز پرس کرتے ہیں تو آپ فوراً مسلمانوں کی طرح کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے عقیدے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم اقدس تمام ملکۂ مقربین اور اور جمیع انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے زائد ہے۔ آپ کا یہ کہنا تو اس وقت زیبا ہوتا کہ براہین قاطعہ کی عبارت کو حق ماننے سے توبہ اور اس کے مصنف کے کفر کا اقرار شائع کرا دیتے۔ براہین کی کفری عبارت پر اڑا رہنا اور مسلمانوں کے سامنے اہل اسلام کا سا عقیدہ بیان کرنا آپ ہی فرمایئے مسلمانوں کو **فریب دہی** اور **تقیہ** کی بدترین مثال ہے یا نہیں۔

قال التھانوی - براہین میں جس جگہ یہ بحث ہے اوسکی پہلی سطر یہ ہے۔ تمام امت کا یہ اعتقاد ہے کہ جناب فخر عالم علیہ السلام کو اور سب مخلوق کو جس قدر علم حق تعالیٰ نے عنایت کر دیا اور بتلا دیا اس سے ایک ذرہ زیادہ کا بھی علم ثابت کرنا شرک ہے۔ سب کتب شرعیہ سے یہی مستفاد ہے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صاحب براہین کے نزدیک صرف اس علم کا ثابت کرنا شرک ہے جو علاوہ خداوندی کے کسی مخلوق کے لئے ثابت کیا جائے۔

اقول - اس عبارت کا یہ مطلب ہوا۔ کہ عطائی علم غیب اگر کسی مخلوق کے لئے

ثابت کیا جائے تو شرک نہ ہوگا۔ تھانوی صاحب! یہ آپ کا اپنا خیال ہو مگر گنگوہی دھرم کے قطعاً خلاف ہے پھر براہین کی عبارت کا مطلب خود گنگوہی دھرم سے مخالف گڑھنا کیا انصاف ہے فتاوی گنگوہیہ حصہ اول مطبوعہ ہندوستان پرنٹنگ دہلی صفحہ ۱۱۵ میں تقویت الایمان کو نہایت عمدہ کتاب رد شرک و بدعت میں لاجواب اور اس کے رکھنے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کو عین اسلام بتایا ہے اور تقویت الایمان مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی صفحہ ۵۱ پر لکھا ہے۔ اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا سو اس عقیدے سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیا سے رکھے خواہ پیر و شہید سے خواہ امام و امام زادے سے خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے علم الٰہی کا ذاتی ہونا ضروریات دین سے ہے عطائی اگرچہ کتنا ہی ہو ہرگز اللہ کے علم کا مثل نہیں ہو سکتا ہے۔ تو امام الوہابیہ کے نزدیک مطلقاً علم غیب ذاتی ہو یا عطائی خدا ہی کی صفت ہے اسی لئے غیر خدا کو عطائی علم غیب ماننا بھی شرک ہے کیا آپ یہ کہہ کر کہ براہین والا غیر خدا کے لئے عطائی علم غیب ماننے کو شرک نہیں کہتا گنگوہی صاحب کو خود انہیں کے منہ عین اسلام کا بنانا چاہتے ہیں (۳) اگر کہیے پھر اس عبارت کا کیا مطلب ہے۔ جو ہم نے نقل کی جی ہاں ہمیں سے گنگوہی دھرم میں حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے بہت ہی قلیل علوم دئے ہیں معاذ اللہ اگر کسی مجلس میلاد کا علم حضور کے لئے ثابت کیا گیا تو شرک ہو گیا۔ اگر کسی محفل نکاح کا علم حضور کے لئے تسلیم کیا گیا تو شرک ہو گیا۔ حتی کہ حضور کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں یہاں تک کہ حضور کو معاذ اللہ یہ بھی معلوم نہیں کہ اللہ عزوجل حضور کے ساتھ آخرت میں کیا معاملہ کریگا۔

باقی باقی

تفسیر القرآن

(گذشتہ سے پیوستہ)

{ازملک گوھر سلک علامۃ الدھر استاذ الاکبر حضرت مولانا
مولوی سید ابو محمد محمد وحید الدین شاہ صاحب قبلہ دام مجدھم}

چنانچہ جس قدر حدیثیں سید محمد مرتضیٰ حسین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب جوہر النقی میں اوسط طبرانی اور طحاوی شریف اور صحیح ابن حبان اور سنن بیہقی وغیرہا سے مع تصحیح سند نقل کی ہیں۔ سب میں یہی ہے۔ کہ حضرت عبد اللہ بن زید نے کلمات تکبیر مثل آذان کے دو دو بار کہے ہیں ص۱، اور مفصلاً تمام احادیث متعلقہ ہر باب کو خاکسار اپنی کتاب جواہر السنیہ فی ادلۃ الحنفیہ میں جمع کر رہا ہے۔ اللہ اپنے فضل وکرم سے ایسی توفیق دے۔ کہ یہ تفسیر اور وہ کتاب میری زندگی میں پوری ہو کر موجب نفع عام اور باعث مقبول بارگاہ سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ذوالجلال والاکرام ہوں۔ اور مقتدیوں کو حکم تھا۔ کہ جب تک امام کو مصلیٰ کیطرف آتا نہ دیکھ لیں کھڑے نہ ہوں۔ اور موذن کو حکم تھا کہ جب امام آتا ہے۔ اتنا قریب دیکھ لے کہ مصلیٰ پر پہونچکر قد قامت الصلوٰۃ پر بنت کر سکے تکبیر شروع کرے چنانچہ صفحہ ۸۸ بخاری شریف مطبوعہ مطبع احمدی میں ہے۔ عن قتادہ رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا تقوموا حتی ترونی خرجت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تکبیر کہی جاوے۔ جب تک مجھ کو آتا نہ دیکھ لو۔ نہ کھڑے ہو اور بعینہٖ حضرت

ابو قتادہ سے اسی حدیث کو ترمذی علیہ الرحمۃ نے بھی نقل کیا ہے - اور بعد حدیث مذکور فرمایا - اس باب میں حضرت انس سے بھی اسیطرح مروی ہے - مگر حدیث حضرت ابو قتادہ کی حسن صحیح ہے - اور ایک جماعت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے متقدمین سمجھتے تھے - اس باب کو کہ امام اپنے آپ سے پہلے لوگوں کو کھڑا پاوے - اور بعض اہل علم کا اصحاب کرام سے یہ قول ہے کہ جب امام مسجد میں مصلی پر موجود ہو سب اس وقت کھڑے ہوں - جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہے - اور یہی قول ہے عبد اللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ کا اور بموجب انہی احادیث اور اقوال فقہا صحابہ وتابعین آخر باب سنن الصلوٰۃ بیان آذان الصلوٰۃ در مختار میں ہے - والقیام الامام والمؤتم حین قیل حی علی الفلاح ان کان الامام یقرب المحراب والا فیقوم کل صف متی ینتہی الیہ الامام علی الاظہر وان دخل من قدام قاموا حین یقع بصرھم علیہ الا اذا قام الامام بنفسہ فی مسجد فلا یقفو احتی یتم اقامۃ ظہریۃ وان خارجہ قال کل صف یتہی الیہ و شروع الامام فی الصلوٰۃ من قیل قد قامت الصلوٰۃ کذا فی المجمع والفشان والعلامۃ قال الشافعی رحمۃ اللہ قولہ حتی علی الفلاح کذا فی الکنز وفوز الفتاح والاصلاح وتنویر البدائع وغیرہا والذی فی الدرمختار وشرحہا عند الجماعۃ الاولی عزاہ الشیخ اسماعیل فی شرحہ الی عیون المذاہب والفیض والوقایہ والصغایہ والحاوی والمختار والصحیح ما قال علمائنا الثلاثۃ ترجمہ - اور جب امام محراب مسجد میں مصلی پر موجود ہو امام اور مقتدی دونوں کو مستحب ہے - اور موجب ثواب کے کہ جب مؤذن حی علی الفلاح کہے جب کھڑے ہوں - ورنہ جس صف کے امام پہونچے اسی صف والے کھڑے ہونے چاہیں اور اگر امام سامنے سے آوے - امام کو دیکھتے ہی سب کھڑے ہو جاویں - اگر امام خود تکبیر کہے جب تکبیر کہہ چکے جب سب کھڑے ہوں +

سُنیوں کا بول بالا وہابیوں کا منہ کالا

علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب قبلہ کی فتح مبین

اہلحدیث کے گرو گھنٹال ثناء اللہ امرتسری کی شکست فاش

ہم نے ان آنکھوں سے اے واعظ لباس وعظ میں
جو فروشی کرتے دیکھے ہیں بہت گندم نما

منڈی تاندلیانوالہ ضلع لائلپور کے غیر مقلد وہابیہ نے امسال اپنے سالانہ جلسہ کے اشتہار بعنوان "انجمن اہلحدیث تاندلیانوالہ کا تیسرا سالانہ جلسہ" کے اخیر میں عجیب وغریب نوٹ دیکر مسلمانان تاندلیانوالہ سے چھیڑ چھاڑ شروع کی - اس نوٹ کے ملاحظہ فرمانے سے وہابیہ کی اردو دانی اور علمی قابلیت کا پورا اندازہ ہوتا ہے - ملاحظہ فرمائیں "مسئلہ علم غیب غیر خدا کے حق میں اگر کسی صاحب نے مناظرہ کرنا ہو - تو دو دن پہلے صاحب صدر کو اطلاع دیں - وقت مناسب دیا جائیگا" وہابیوں نے اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ صدر اہلحدیث نے خصوصیت سے اراکین حزب الاحناف تاندلیانوالہ کے پاس اشتہار بھیج کر پیہم تقاضے اور اصرار کئے کہ ہم سے مناظرہ کرو - اراکین حزب الاحناف ان کے اصرار سے مجبور ہوکر دوسرے ہی دن یعنی بیس مارچ ۳۵ء کو ایک اشتہار شائع کر دیواروں عام گذرگاہوں پر چسپان کرادئے - اور لگے ہاتھوں صدر اہلحدیث کی خدمت میں بھی پہنچا دیا -

اس اشتہار میں جملہ مناظرہ کو منظور کرتے ہوئے صدر اہلحدیث سے استفسار کیا گیا کہ وہ مذکورہ بالا مجمل ولامعنی نوٹ کی وضاحت کریں کہ کیا وہ اور انکی جماعت سرور انبیاء ومحمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بعطاء الٰہی علم غیب کے قائل ہیں یا نہیں اور کیا علم غیب خاصہ خدا ہے نیز مولوی ثناء اللہ علماء اہلحدیث کے صادر کردہ حکم کفر وفیصلہ کفر فیصلہ سلطان نجدی کی تردید کرکے اپنے مسلمان ہونیکا ثبوت دیں وغیرہ

اشتہار کے دیکھتے ہی وہابیوں میں سنسنی پیدا ہوگئی - سب کو ہے ٹھنڈے پڑ گئے - لگے فرار کی راہیں تلاش کرنے - شروع میں تو بڑی گرما گرمی تھی - اہلسنت کے

اشتہار نے ہوش گم کر دے۔ اِدھر سے تقاضے بھی ہوئے۔ اصرار پر اصرار ہی کئے گئے لیکن وہابی صاحبان ٹس سے مس نہ ہوئے۔ آخرش ۳۱ مارچ کو ایک اشتہار نکالا۔ لیکن انوکھی شان کا۔ مناظرہ وغیرہ کا نام ونشان نہیں۔ یا اللہ ان کو کیا ہو گیا۔ بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا۔ جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا۔ نہ معلوم پہلے اشتہار میں مناظرہ کا چیلنج کس خیال سے لکھدیا۔ لیکن جب اہلسنت کو مناظرہ پر تیار پایا۔ تو گھبرائے اور دوسرا پہلو اختیار کیا اور نئے رنگ کا اشتہار دینا پڑا۔ اس لکھدیا کہ "مسئلہ علم غیب پر دس دس منٹ سوال وجواب کا وقت دیا جائیگا۔ لیکن آخری تقریر سٹیج کی ہوگی۔" اشتہار کی اردو قابل غور ہے۔ آخری تقریر سٹیج کی ہوگی۔ سبحان اللہ۔ یہ سٹیج صاحب بھی کوئی وہابیوں کے مناظر ہیں یا کیا بلا۔ بھلا سٹیج بھی تقریریں کیا کرتے ہیں۔ غالباً سٹیج سے ان حضرات کی مراد جناب ثناء اللہ صاحب ہی ہونگے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ خدا جہالت سے محفوظ رکھے۔ قصہ مختصر اراکین حزب الاحناف تاندلیانوالہ نے فوراً اپنا نمائندہ لاہور روانہ کیا۔ اور حضرت علامہ ابوبرکات مولانا سید احمد شاہ صاحب صاحبزادہ ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور سے واقعات عرض کئے اور تشریف لے چلنے کی درخواست کی آپ نے کمال مہربانی فرما کر ہماری درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور شام کی ٹرین سے تاندلیانوالہ پہنچے۔ آپ کی تشریف آوری کی پہلے سے شہرت ہو چکی تھی۔ عمائدین شہر اور گرد ونواح کے ہزارہا عقیدتمند حضرات اسٹیشن پر حاضر تھے۔ جونہی گاڑی اسٹیشن پر پہنچی اور حضرت شاہ صاحب قبلہ گاڑی سے اترے۔ نعرہائے تکبیر ورسالت سے فضاء آسمانی گونج اٹھی۔ مسلمانان تاندلیانوالہ کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ خیر مقدم جس شان وشوکت کے ساتھ ہوا۔ وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ خوش الحان نعت خوان موجود تھے۔ نعت خوانی شروع ہوئی۔ اور جلوس بڑے طمطراق سے بڑے بازار ہوتا ہوا مسجد کی طرف روانہ ہوا۔ مسجد میں پہنچکر نماز عشا ادا کی گئی۔ بعدہ حاضرین کی درخواست پر حضرت قبلہ عالم نے مسئلہ علم غیب پر مکمل چار گھنٹے نہایت مدلل تقریر فرمائی۔ سامعین نے خوب لطف اٹھائے مدنی تاجدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کا ثبوت قرآن وحدیث اور اقوال علماء سے جس خوبی اور وضاحت کیساتھ حضرت نے بیان فرمایا۔ وہ خاص آپ ہی کا حصہ تھا اس سے قبل اس شان کا وعظ سننے میں نہ آیا تھا۔ تمام وکمال تقریر درج کرنے کی اس

مختصر میں گنجائش نہیں البتہ اس کا لب و لباب افادۂ عام کیلئے سپرد قلم کیا جاتا ہے ؛

مسئلہ علم غیب پر حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب قبلہ کی لاجواب تقریر

آپ نے فرمایا کہ پروردگار عالم جل مجدہ نے اپنے حبیب لبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع اشیاء جملہ کائنات حاضرہ و غائبہ کا علم عطا فرمایا۔ ابتدائے خلق سے دخول جنت و دوزخ تک سب مثل کف دست ظاہر فرما دیا۔ خود ارشاد فرمایا۔ الرحمٰن علم القرآن یعنی سرور کائنات کو قرآن کی تعلیم فرمائی۔ اور قرآن شریف میں تمام اشیاء کا بیان ہے۔ و نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئ ؛ پس جب قرآن مجید میں ہر چیز کا بیان اور سرکار مدینہ اس کے عالم تو بلا شک و شبہ سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جملہ اشیا کے عالم ہوئے۔ نیز ارشاد ہوتا ہے۔ خلق الانسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم علمہ البیان اے بیان ما کان وما یکون (معالم التنزیل) تفسیر حسینی میں ہے۔ بوجود آورد محمد را و بیاموزانید مر را بیان آنچہ بود و ہست و باشد۔ مطلب یہ ہوا۔ اللہ جل شانہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرما کر۔ جمیع علوم ماکان ومایکون سے ممتاز فرمایا۔ یا اینہمہ حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں قورہ کو خورشید اور قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہے۔ وہ بھی یہاں مقصود نہیں۔ تعجب ہے۔ کہ منکرین فضائل نبی کریم ہم پر مساوات علم الٰہی کا الزام و افترا باندھتے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان کو ہدایت فرمائے۔ مسئلہ علم غیب کے ثبوت میں اس قدر ادلۂ کثیرہ ہیں۔ کہ اس مختصر وقت میں ان کا بیان ممکن نہیں تاہم بطور مشتے نمونہ از خروارے عرض کرتا ہوں پروردگار عالم فرماتا ہے۔ وعلمک مالم تکن تعلم یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل شانہ نے آپکو تعلیم فرمایا۔ جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے۔ اور ارشاد ہوتا ہے ماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء اللہ جل جلالہ یوں نہیں کہ تم کو مطلع کردے غیب پر۔ اور لیکن اللہ جل شانہ چھانٹ لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہئے۔ اور ارشاد ہوتا ہے۔ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسولٍ یعنی اللہ جل شانہ عالم الغیب ہے۔ پس کسی کو اپنے غیب پر ظاہر نہیں کرتا۔ مگر جس کو کہ مرتضیٰ کرلے

رسولوں میں سے ۔ آیت مبارکہ میں غیب سے مراد ذات باری تعالیٰ کا غیب خاص ہے ۔ کہ جس پر سوائے مرتضیٰ رسولوں کے کسی کو مطلع نہیں فرماتا ۔ ورنہ اظہار غیب تو اولیاء کرام اور بندیہ انبیاء علیہم ہم پر بھی ہوتا ہے ۔ سبحان اللہ ان دونو مرتبوں میں کیا فرق عظیم ہے ۔ اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کیلئے قرآن حکیم کیسے بلند مرتبہ ثابت ہوا ۔ تفسیر روح البیان میں ہے انہ تعالیٰ لا یطلع علی الغیب الذی یختص بہ علمہ اکا المرتضی الذی یکون رسولا وما لا یختص بہ یطلع علیہ غیر الرسول یعنی اللہ تعالیٰ علم غیب خاص پر جو اسکے ساتھ مختص ہے بجز رسول مرتضیٰ کے سوا کسی کو مطلع نہیں فرماتا اور جو غیب کہ اسکے ساتھ مختص نہیں ۔ اس پر غیر رسول کو بھی مطلع فرماتا ہے ۔ اور ارشاد خداوندی ہے وما ھو علی الغیب بضنین یعنی سرکار مدینہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب پر بخیل نہیں ۔ اسی قدر آیات پر اکتفا کر کے ابچند احادیث کریمہ کا جلوہ دکھاتا ہوں ۔ کہ ایمانداروں کے قلوب فضائل سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم سے بہرہ مند ہوں ۔ سنئے ۔ عن عمرو قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اہل الجنۃ منازلہم واہل النار منازلہم حفظ ذالک من حفظہ ونسیہ من نسیہ (بخاری) ترجمہ ۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ۔ کہ سرور انبیا حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری مجلس میں قیام فرمایا اور بدء خلق اہل جنت و دوزخ کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی یاد رکھا جس نے یاد رکھا ۔ اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا (حدیث اخر عن دین الاخطب الانصاری قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما فجر وصعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظہر فنزل فصلی ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیامۃ قال فاعلمنا احفظنا (رواہ مسلم) عمرو بن اخطب انصاری سے روایت ہے ۔ کہا نماز پڑھائی ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فجر کی اور منبر پر چڑھے پس خطبہ فرمایا ہمارے لئے یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت آگیا پھر اترے اور ظہر کی نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھے اور ہمارے لئے خطبہ فرمایا ۔ یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت آگیا ۔ پھر اترے اور عصر کی نماز پڑھی ۔ پھر منبر پر چڑھے ۔ اور ہمارے لئے خطبہ فرمایا ۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوا ۔ پس تمام روز خطبہ ہی میں گذرا ہمکو قیامت تک ہونیوالی چیزوں کی خبر دی ۔ عمرو نے کہا پس داناتریں ہمارا بہت یاد رکھنے

والا ہے (حدیث سوم) عن حذیفۃ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ما ترک شیأ یکون فی مقامہ ذالک الی قیام الساعۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ و نسیہ من نسیہ قد علمہ اصحابی ھؤلاء انہ لیکون منہ الشی قد نسیتہ فاراہ فاذکرہ کما یذکر الرجل وجہ الرجل اذا غاب عنہ ثم اذا راہ عرفہ رواہ متفق علیہ۔ حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ ہم میں ایک مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور وعظ کیا اور خبر دی ان فتنوں کی کہ ظاہر ہوں گے نہیں چھوڑی کوئی چیز کہ واقع ہونے والی ہے اس مقام میں قیامت تک مگر کہ بیان فرمایا اس کو یاد رکھا اس کو اس شخص نے کہ یاد رکھا اس کو اور بھول گیا اس کو جو شخص کہ بھول گیا یعنی بعضوں نے یاد رکھا اور بعضوں نے فراموش کیا حذیفہ نے کہا کہ تحقیق اس قصہ کو میرے ان یاروں نے جانا ہے جو کہ صحابہ میں سے موجود ہیں لیکن بعضے اسکو مفصل نہیں جانتے اس لئے کہ ان کو کچھ نسیان واقع ہوا ہے۔ اور میں بھی انہیں میں سے ہوں لیکن جب کوئی بات واقع ہوتی دیکھتا ہوں تو یاد دلاتا ہوں اس چیز کو جیسے کہ یاد دلاتا ہے شخص چہرہ شخص کا جبکہ اس سے غائب ہوتا ہے۔ پھر جبکہ اس کو دیکھتا ہے اس کو پہچان لیتا ہے (حدیث ۴) عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ زوی لی الارض فرایت مشارقہا و مغاربہا (مشکوٰۃ شریف) روایت ہے ثوبان سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالےٰ نے سمیٹی میرے لئے زمین پس دیکھا میں نے اسکے مشرقوں اور مغربوں کو یعنی تمام زمین دیکھی (حدیث ۵) عن عبد الرحمن بن عائش قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت ربی عزوجل فی احسن صورۃ قال فیما یختصم الملاء الاعلی قلت انت اعلم قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدی فعلمت ما فی السموات والارض وتلا وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض لیکون من الموقنین (رواہ الدارمی) عبد الرحمن بن عائش سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا میں نے اپنے رب عزوجل کو اچھی صورت میں دیکھا فرمایا رب نے کہ ملائکہ کس بات میں جھگڑا کرتے ہیں میں نے عرض کیا کہ تو ہی خوب جانتا ہے فرمایا سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پھر میرے رب عزوجل نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اس کے دونوں فیض کی سردی اپنی دونو چھاتیوں کے درمیان پائی پس جان لیا میں نے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال کے مناسب یہ آیت تلاوت کی وکذالک الایۃ الحمد للہ کہ اس حدیث شریف سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر چیز کا علم عطا فرمایا گیا۔ شیخ عبد الحق اشعۃ اللمعات میں اس کی شرح

ہیں لکھتے ہیں پس دانستم ہرچہ در آسمانہا ہر چیز زمین بود۔ اس حدیث کی شرح میں علامہ طیبی لکھتے ہیں والمعنی انہ کما رای ابراھیم ملکوت السموات والارض کذالک فتح علی الواب الغیوب حتی علمت ما فیہا من الذوات والصفات والظواہر والمغیبات۔ (حدیث ۶) مواہب لدنیہ میں طبرانی سے بروایت ابن عمر مروی ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ھو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے میرے لئے دنیا کو ظاہر فرمایا پس میں دنیا اور جو کچھ اس میں تا قیامت ہونے والا ہے سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں۔ جیسے اپنی اس ہتھیلی کی طرف (حدیث ۹) لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یحرک طائر جناحیہ الا ذکر لنا منہ علما۔ یعنی نبی کریم صلوٰۃ اللہ علیہ وسلمنے ہم سے اس حال میں مفارقت فرمائی کہ کوئی پرندہ ایسا نہیں کہ اپنے بازو کو ہلائے مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اس کا بھی بیان فرمایا الحمد للہ ان حادیث کریمہ سے ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب روز روشن کی طرح پایہ ثبوت کو پہنچا چونکہ وقت بہت کم ہے لہذا اسی قدر حادیث پر اکتفاء کر کے مفسرین و محدثین و علماء و فقہا کی چند تصریحات عرض کرتا ہوں۔ صاحب کمال اپریہ تصریح فرماتے ہیں کہ حضور کی روح اقدس سے عالم کی کوئی چیز عرشی ہو یا فرشی دنیا کی ہو یا آخرت کی پردہ اور حجاب میں نہیں حضور سب کے عالم ہیں اور ذرہ ذرہ حضور پر ظاہر و روشن ہے امام محمد غزالی علیہ الرحمتہ سے زرقانی میں منقول ہے۔ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے وہ غیب کی آئندہ باتوں کا اور ایک کر لیتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ جل جلالہ نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حقائق امور کا علم عطا فرمایا غیب کی صفت ایسی عطا فرمائی جس سے وہ غیب کی آئندہ باتوں کو جانتے ہیں۔ علامہ محمد بوصیری رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں فان من جودک الدنیا وضرتہا ومن علومک علم اللوح والقلم یعنی اے نبی محترم صلی اللہ علیک آپکے دریائے سخا میں سے دنیا و عقبیٰ ہے منجملہ آپ کے علوم کے لوح و قلم کا علم ہے اور لوح محفوظ میں ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔ وکل صغیر وکبیر مستطر ملا علی قاری بردہ کی شرح میں فرماتے ہیں علوم لوح و قلم کے آپ کے علوم میں سے ہونیکا بیان یہ ہے کہ آپ کے علوم متنوع ہوتے ہیں کائنات جزئیات و حقائق عوارف و معارف کی طرف جو ذات و صفات سے متعلق ہیں اور لوح و قلم کے علوم آپ کے علوم کے سمندر و نہیں سے ایک نہر اور آپ کے علوم وسیعہ کی سطروں میں سے ایک حرف ہیں علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں قد تواتر الاخبار واتفقت معانیہا علی اطلاعہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الغیب ولا یبانی الایات الدالۃ علی

انہ لا یعلم الغیب الا اللہ کا لمنفی علمہ من غیر واسطۃ اما اطلاعہ علیہ یا علام اللہ محقق بقولہ تعالیٰ الا من ارتضی من رسول۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ احناف و متواترہ اور ان کے معانی اس امر پر متفق ہیں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غیب پر مطلع ہیں اور یہ مضمون آیات نافیہ غیب عن غیر اللہ کے منافی نہیں کیونکہ جہاں نفی ہے وہ علم ذاتی کی ہے جو بے واسطہ ہو۔ لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلع ہونا الا من ارتضی من رسول سے ثابت ہے تفسیر روح البیان میں ہے قد انعقد الاجماع علی ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم اعلم الخلق افضلہم یعنی اس پر اجماع ہو گیا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات سے زیادہ علم و فضیلت رکھتے ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج میں فرماتے ہیں ہر چہ در دنیا است از زمان آدم تا نفخہ اولیٰ بروے صلی اللہ علیہ وسلم منکشف ساختند تا ہمہ احوال از اول تا آخر معلوم کردید و یاران خود را مطلع ازاں احوال خبر داد۔ یعنی آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے نفخہ اولیٰ تک جو کچھ دنیا میں ہے سب ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف فرمایا تھا یہاں تک کہ تمام احوال اول سے آخر تک حضور کو معلوم ہوئے اور حضور نے اپنے اصحاب کو اس میں سے بعض کی ضروری ایسی ایسی تصریحات کے بعد جن دلوں میں شبہات رہ جائیں اور اطمینان حاصل نہ ہو اللہ تعالیٰ ان میں فتنوں حق کا مادہ پیدا فرمائے وقت نہیں دگر نہ جی چاہتا ہے کہ سید الکونین کے نیاز مندوں کے علوم کا بھی ذکر کروں جس سے شان عالی سید رسل صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہر ہو اور معلوم ہو کہ سرکار رسالتمآب کے علوم میں سے جس کو ایک قطرہ مرحمت ہوا بلکہ اس سے بھی کم اس کے وسعت علم کس درجہ کی ہے حضرت شاہ صاحب مدظلہ کی اس تقریر ایمان افروز نے مسلمانان تاندلیاں والہ کو اپنا گرویدہ بنا لیا آپ نے دوران تقریر میں منکرین علم غیب کی وہ عبارات شنیعہ بھی پڑھکر سنائیں جن کو سنکر سامعین کے نفرت و حقارت کا اظہار کیا۔ اسوقت تقریر زیادہ گذر چکی تھی لہذا دعا خیر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ دوسرے دن علی الصبح ایک تحریر از جانب اراکین حزب الاحناف تاندلیانوالہ صدر اہلحدیث کے پاس روانہ کی گئی ملاحظہ ہو۔

نحمدہ و نصلی علیٰ حبیبہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب صدر انجمن اہلحدیث تاندلیانوالہ

السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ حسب وعدہ و اعلان آپ ہمیں وقت دیجئے کہ مناظرہ

کس وقت سے کس وقت تک ہوگا۔ ہم نہایت بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں۔ فقط والسلام غیر معین وقت پر مناظرین طے کرینگے۔ از جانب اراکین انجمن حزب الاحناف برانچ

مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور۔

۲ اپریل ۳۴ء ۲ بجے دن کے "

اس کے جواب میں ایک عجب بے تکی تحریر صدر اہلحدیث نے لکھ بھیجی وہ بھی ملاحظہ ہو

بخدمت جناب صدر انجمن حزب الاحناف تاندلیانوالہ

وعلیکم سلام بجواب رقعہ سامی معروض ہے کہ حسب اعلان کل ۳ بروز منگلوار ۴ بجے صبح علم غیب پر تقریر شروع ہوگی۔ انشاء اللہ اسکے بعد اس تقریر پر سوال وجواب کیلئے وقت دیا جائیگا جو ۱ بجے تک ختم ہوگا۔ طریق گفتگو سب کچھ اشتہار میں درج ہے جلسہ گاہ میں کسی شرط کا ذکر نہ ہوگا ورنہ سنا جائیگا کہ لاہور کی طرح بند گئی اور جلسہ ثانی نہ ہو

نوٹ) جلسہ گاہ میں سوائے طریق مذکورہ اشتہار کے کوئی بات قابل شنوائی نہ ہوگی۔ آپ کو اگر منظور ہو۔ تو تشریف لائیں ورنہ بالخیر شما بسلامت "

صدر انجمن اہلحدیث " محمد صدیق بقلم خود

وھابیہ خذلہم اللہ تعالیٰ کی اس تحریر سے حضرات اہلسنت پر واضح ہوگیا۔ کہ وہابی مناظرہ نہیں کرینگے۔ اپنا پیچھا چھڑا رہے ہیں۔ کس سادہ لوحی سے لکھ بھیجا۔ کہ تقریر پر سوال وجواب کا وقت دیا جائیگا۔ سبحان اللہ مناظرہ کیا ہوا۔ گڑیا کا کھیل ہوا۔ اور پھر اس کو تو ملاحظہ فرمائیے " کہ جلسہ گاہ میں کسی شرط کا ذکر نہ ہوگا۔ اور نہ سنا جائیگا " کیوں صاحب اس کی کیا وجہ شرائط طے ہونے کے بغیر کیسے مناظرہ ہو سکتا ہے۔ اور یہ کہاں کا اصول مناظرہ ہے۔ صاف کیوں نہ لکھ دیا۔ کہ ہماری توبہ ہم مناظرہ سے باز آئے۔ غلطی سے ہم نے مناظرہ کا چیلنج دیدیا تھا۔ اب ایسی حرکت نہ ہوگی۔ اگر ایسا لکھ دیتے۔ تو ایک معقول بات تھی۔ لیکن وہابیہ کی عقل ماری گئی تھی۔ ان کو جو سوجھی وہ الٹی اور آخر میں ایک نوٹ کا بھی اضافہ کر دیا۔ کہ سوائے طریقہ مذکورہ اشتہار کے کوئی بات قابل شنوائی نہ ہوگی۔ گویا صدر اہل حدیث اپنے زعم باطل میں کرسئ عدالت پر بیٹھا جج کر رہا تھا۔ کوئی بات قابل شنوائی نہ ہوگی ارے میاں ہوش کے ناخن لو۔ خواب میں ہو یا کیا۔ یہ کیا لکھدیا۔ تمہارے گھر کا راج نہیں۔ کہ جیسا چاہا لکھدیا۔ مناظرہ ہمیشہ اصول کے ماتحت ہوا کرتا ہے۔ اگر معلوم نہیں تھا۔ تو کسی واقف کار سے دریافت کر لیا ہوتا۔ خیر صاحب

صدر اہلحدیث کی اس بھونڈی تحریر کے جواب میں فوراً دوسری تحریر روانہ کی گئی۔ جو بعینہٖ درج ذیل ہے ؛

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وسیع المناقب سراپا کرم جناب چشتی صاحب محمد صدیق صدر انجمن اہلحدیث شاندیانوالہ

السلام علی من اتبع الہدیٰ باعث تصدیقہ انکہ ایک اشتہار مورخہ ۱۶ مارچ ۳۴ء کے مطابق اراکین انجمن حزب الاحناف شاخ مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور نے بذریعہ اشتہار جناب سے یہ استفسار کیا تھا۔ کہ آپ کی محولہ عبارت مسئلہ علم غیب غیر خدا کے حق میں اگر کسی صاحب نے مناظرہ کرنا ہو۔ تو دو دن پہلے صاحب صدر کو اطلاع دیں مناسب وقت دیا جائے گا۔ کا کیا مطلب ہے۔ آپ نبی کریم رؤف ورحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کے لئے علم غیب عطائی غیر استقلالی کے قائل وقابل ہیں یا منکر اس کا جواب آپ نے باوجود تقاضائے بسیار آج تک کوئی نہیں دیا۔ لہٰذا پھر استفسار ہے کہ آپ اپنے اشتہار کی تشریح فرماویں۔ کہ آپ اور آپ کی جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم عطائی غیر ذاتی کے قائل ہیں یا نہیں۔ نیز آپ کی معتبر و مستند کتاب تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی محمد اسماعیل شہید دہلی نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت یہ لکھا ہے۔ میں بھی (یعنی رسول اللہؐ) ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں صفحہ ۶۹ ؛ پھر ص۱۸۳ پر لکھتا ہے۔ سب انبیاء اور اولیاء اس کے لو برابر ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں اور ص۱۶ پر لکھا ہے۔ کہ یہ یقین جان لینا چاہیئے۔ کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ اس قسم کی اور بہت سی عبارتیں ہیں۔ کم از کم آپ اپنے عقیدہ کو واضح طور پر بذریعہ تحریر ظاہر فرماویں۔ نیز مولوی ثناء اللہ امرتسری کے متعلق آپ کی جماعت اہلحدیث نے چالیس وجہ سے کفر کا فتویٰ دیا اور نیز سلطان نجد نے جماعت اہلحدیث سے خارج بتایا ہے آپ کا مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق کیا خیال ہے۔ آیا وہ تحریف معانی قرآن اور غلط تفسیر بالرائے کرنیکی وجہ سے حسب فتاویٰ علمائے اہلحدیث کافر خارج از اسلام ہیں یا نہیں وہ علماء جنہوں نے ان کی تکفیر کی ہے وہ مسلمان کو کافر ملحد بے ایمان کہنے کی وجہ سے خود کافر ہو گئے یا نہیں

غرض آپ بہت جلد ہمیں اپنے عقیدہ سے مطلع فرمائیے، اور حسب وعدہ مناظرہ کے لئے وقت دیجئے مناظرہ کا سب سے پہلا مبحث کفریات ثناء الٰہ ہوگا۔ اور اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب میں مناظرہ ہوگا۔

ہمارا عقیدہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق یہ ہے۔ کہ آں حضور مخلوق اور تمام کمالات وصفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلوق ہیں اور رب العزت جل شانہ تمام عالم کا خالق اور اس کی تمام صفات نبوتیہ نامخلوق ازلی ابدی اس کا علم غیر متناہی جس کی نہ ابتدا معلوم نہ انتہا۔ اس کا علم نامحدود اور غیر محصور قدیم ہے اور نبی علیہ السلام کا علم محدود ومحصور عطائی مخلوق حادث متناہی ہے اسی طرح آپ بھی اپنے عقیدہ کو واضح کر دیجئے اپنی زبانی اور تحریری چیلنج بذریعہ اشتہار گیا ہے آپ کا فرض ہے کہ اب حسب تحریر وقت دیجئے اور مناظرہ کا تعین کر کے مباحث مذکورہ بالا میں شرائط طے کر کے مناظرہ کرا دیجئے اور اگر آپ کو مناظرہ کی جرأت نہیں تو آپنے کیوں چھیڑا تھا لہٰذا اپنی دستخطی تحریر دیجئے جس میں مناظرہ سے گریز اور انکار اور اپنی غلطی کا اظہار ہو فقط اس کا جواب بدست حامل ہذا دیویں ہمیں باقاعدہ مناظرہ کرنا ہے۔ محض سوال و جواب محدود وقت میں کرنے سے کچھ فائدہ نہیں

۱۲ اپریل ۳۷ء

از جانب اراکین انجمن حزب الاحناف
منڈی تاندلیانوالہ

اس کے جواب میں جو تحریر صدر اہلحدیث نے بھیجی وہ بھی لطف سے خالی نہیں

ہر ایک لفظ کو غور سے ملاحظہ فرمائیں۔ وھو ھذا

بسمہ

وعلیکم السلام آپکا رقعہ ثانیہ پہنچا جواباً عرض ہے کہ ہم نے اپنی طرف سے سب کچھ لکھدیا ہے۔ ہمارا مذہب ہمارا وکیل خود بیان کرے گا۔ وہ تقریر اگر حنفی مذہب کے خلاف ہوگی۔ تو آپ کو گفتگو کرنے کا حق ہوگا تقریری مضمون کے سوا دوسری کوئی بات نہ سنی جائے گی جو کرے گا اس کا اصل مبحث سے فرار متصور ہوگا یہ آخری تحریر ہے۔

صدر انجمن اہلحدیث تاندلیانوالہ

اس تحریر سے بھی جناب صدر اہلحدیث کی علمیت کا پول ظاہر ہوتا ہے۔ لکھتے ہیں۔
ہمارا مذہب ہمارا وکیل خود بیان کرے گا۔ وہ تقریر اگر حنفی مذہب کے خلاف ہوگی تو آپکو گفتگو کرنیکا
حق ہوگا۔ اس مہمل عبارت کا مطلب ہم تو نہیں سمجھے۔ وہ تقریر اگر حنفی مذہب کے خلاف ہوگی
اس فقرہ سے تو ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ حضرت حنفی المذہب ہیں۔ ورنہ اگر مگر نہ لکھتے۔ لیکن کیا کوئی
عقل کا اندھا کہہ سکتا ہے کہ فرقۂ ضالہ وہابیہ غیر مقلد حنفی المذہب ہیں۔ حاشا و کلا پھر انکی تقاریر
حنفی مذہب کے خلاف نہوگی تو کیا مطابق ہونگی جھگڑا تو اسی بات کا ہے۔ تقریری مضمون کے
سوا دوسری کوئی بات نہ سنی جائیگی۔ ہم صدر صاحب اہلحدیث سے استدعا کرتے ہیں کہ خدارا
اس جملہ کی ضرور وضاحت فرمائیے۔ اس جملہ کا ایک ایک حرف آپ کی قابلیت علمی کا دم بھر رہا ہے
سبحان اللہ صدر ہوں تو ایسے ہوں۔ اور مناظر ہوں تو جناب ثناء اللہ جیسے۔ وزیر چین شہریار
چناں۔ جس فرقہ کے صدر صاحب اس شان کے ہوں اس فرقہ کے مناظر کا تو ماشاء اللہ کیا کہنا
سوائے ثناء اللہ صاحب کے اور کون ہو سکتا ہے۔ جو اپنے تئیں "شیر پنجاب" کہلاتے ہیں۔
لیکن شیران بیشہ اہلسنت کا نام سنتے ہیں۔ تو دم دبا کر یہ جا وہ جا بگولے کی طرح ہوا ہو جاتے
ہیں۔ صدر اہلحدیث کی خدمت میں پھر تحریر بھیجی گئی جس میں اتمام حجت کرتے ہوئے ہر طرح
کی رعائتیں دیتے ہوئے ان سے استدعا کی گئی کہ مناظرہ ضرور ہوگا اور جناب ثناء اللہ صاحب کو
ضرور میدان مناظرہ میں حاضر کرنا پڑے گا۔ ورنہ ہم لوگ آپ کے حیلے وسلے سننا نہیں چاہتے۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم"

"۱۲۱۲۱۲۱۲۱۲۱۲۱۲۱۲۱۲"

"جناب صدر صاحب انجمن اہلحدیث"

"بعد ما ہو المسنون آنکہ بار بار کی رقعہ بازی سے سوائے تضیع اوقات کوئی فائدہ نہیں۔ آپنے
جس بلند آہنگی سے اشتہار میں مناظرہ کے لئے وقت دینے کا اعلان فرمایا تھا۔ اسی طرح کمال حوصلگی
و فراخدلی سے ہمارے استفسارات کا جواب دینا آپ کا فرض منصبی و اخلاقی تھا۔ لیکن آپ نے
استفسارات کے جواب دینے کے بجائے لاطائل و بے سود باتیں لکھ کر وقت ٹالنا چاہا۔ اور ابھی
تک نہ ہی مبحث مناظرہ متعین کیا نہ شرائط طے کرنیکے لئے وقت دیا۔ آپ کی تحریرات میں مناظرہ
کرنیسے صاف گریز پایا جاتا ہے۔ اگر آپکو مناظرہ منظور نہ تھا تو اپنے اشتہار میں مناظرہ کا اعلان
کیوں کیا تھا۔ آپ کی شرافت سے نہایت بعید ہے۔ کہ پہلے چیلنج مناظرہ بذریعہ اشتہار دیا جاوے

اور وقت پر مناظرہ سے راہ فرار اختیار کیجاوے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ مولوی ثناء اللہ امرتسری کے کفریات وتاویلات ملعونہ اور مزخرفات مردودہ، جیسے مستند علما اہلحدیث پنجاب ہندوستان اور ابن سعود نجدی نے ثناء اللہ کو ملحد و کافر مفتری جہنمی وناری وغیرہ موٹے موٹے القاب سے فرمائے ہیں۔ ان سب پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ کہ اب نہ ہو کہ میدان میں ثناء اللہ کے کفریات وتاویلات رکیکہ وتحریفات جاہلانہ اہالیان تاندلیانوالہ پر ظاہر نہ ہو جائیں۔ ورنہ جس طرح دیگر شہروقریٰ میں مولوی صاحب امرتسری مونہہ چھپاتے پھرتے ہیں۔ تاندلیانوالہ میں بھی ہمیشہ روپوش ہونا پڑے گا۔ للہ ہمیں موقعہ دیجئے کہ ہم مولوی صاحب کے متعلق آپ کے علماء اہلحدیث نے جو فتوٰی صادر فرمائے ہیں وہ عوام کو سنائیں۔ تاکہ عام پبلک پر مولوی ثناء اللہ کی گمراہی اور بے دینی یا ان پر فتوای دینے والوں کی نفسانیت وعداوت اور ناحق کوشی علی رؤس الاشہاد ظاہر ہو جائے۔ ہم نے نہایت معقول بات عرض کی ہے۔ اور اگر یہ بھی منظور نہیں تو ہمیں کھلے لفظوں میں جواب دیں کہ ہم مناظرہ نہیں کرتے۔ اور ثناء اللہ کے کفریات عوام پر ظاہر کرنا نہیں چاہتے۔ تو پھر ہم بھی یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ ثناء اللہ یا اور کوئی ملا کا وعظ ہم نہیں سننا چاہتے ہم مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ فقط منتظر جواب از اکابرین انجمن حزب الاحناف تاندلیانوالہ ۱۲ پریل ۳۴ء ۶ بجے دن کے"

اس تحریر کے وصول کرنے سے صدر اہلحدیث نے انکار کر دیا اور صاف کہلا بھیجا کہ ہم اب کسی تحریر کا جواب نہیں دیں گے۔ رات ہو چکی تھی لوگ جوق در جوق دفتر حزب الاحناف میں جمع ہونے شروع ہوئے۔ یہاں تک کہ ایک کثیر مجمع ہو گیا۔ حضرت شاہ صاحب مدظلہ العالی سے وعظ کی درخواست کی گئی۔ نماز عشاء ادا کرنے کے بعد آپ کا بیان شروع ہوا۔ اس موقعہ پر بھی حضور نے علم غیب کے متعلق نہایت موثر تقریر فرمائی اور حیات النبی کے مسئلہ پر نہایت شرح وبسط کے ساتھ دلائل بیان فرمائے۔ مذاہب باطلہ کا رد جس خوبی کے ساتھ آپ نے کیا وہ بیان سے باہر ہے۔ پھر غیر مقلدین وہابیہ کی (یعنی تحریروں کو سنا کر آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ وہابیہ کا کھلم کھلا فرار اور مناظرہ سے گریز ہے اہلحدیث کے چشم وچراغ مولوی ثناء اللہ امرتسری کے کھروار نداڑ اسی کے ہم مذہب علماء اہلحدیث کے فتاوی پڑھ کر سنائے۔ چونکہ اختصار مدنظر ہے۔ لہذا ثناء اللہ صاحب امرتسری کے اغلاط اور تصدیر باراجن [illegible] کے سرٹیفکیٹ علماء اہلحدیث نے مرحمت فرمائے ہیں۔ انکو

سپرد قلم کیا جاتا ہے تاکہ اس کے شر و فساد سے مسلمان مامون رہیں۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری کی کفریات از تفسیر ثنائی

(۱) تفسیر ثنائی صفحہ ۱۴۷ میں ظللنا علیکم الغمام کی تفسیر میں لکھا ہے۔ فی وار ای ارسلنا السماء علیکم مدرارا لان بنی اسرائیل اقاموا فی التیہ اربعین سنۃ فکیف یکون المراد الظل المعروف فافہم لقولہ تعالیٰ فانہا محرمۃ علیہم اربعین سنۃ۔ یعنی بنی اسرائیل پر ہم نے آسمان سے بادل مینہ برسانے والا بھیجا۔ اس لئے کہ بنی اسرائیل جنگل میں چالیس برس رہے۔ جن کا حاصل مطلب ہے کہ بنی اسرائیل پر بادلوں کا سایہ نہ تھا بلکہ بارش ہوتی رہی

(۲) صفحہ ۱۴۷ فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لہم کی تفسیر میں لکھتا ہے ای خالفوا ما امروا بہ من التوکل والاستغفار فبدلوا القول انا لن ندخلہا ابدا ما داموا فیہا فاذہب انت وربک فقاتلا انا ہہنا قاعدون یعنی انکو توکل اور استغفار کا حکم ہوا تھا۔ انہوں نے توکل اور استغفار چھوڑ کر کہا انا لن ندخل الایہ

(۳) صفحہ ۱۴۷ فانزلنا علی الذین ظلموا رجزا من السماء ای حرمنا ہم بفسقہم بقولہ تعالیٰ فانہا محرمۃ علیہم اربعین سنۃ۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ مراد رجز سے مغل میں چالیس برس رہنا ہے۔ نہ کوئی عذاب طاعون وغیرہ۔

(۴) صفحہ ۳۱ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم کی تفسیر میں لکھتا ہے۔ ای ابیح لکم ابتداء لا بعد المنع یعنی رفث الی النساء ابتداء ہی میں مباح تھی بعد میں مباح نہیں ہوئی

(۵) صفحہ ۳۱ علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم کی تفسیر میں لکھتا ہے۔ ای تنقصون حظوظ انفسکم بالجنابۃ عن النساء یعنی رمضان شریف کی راتوں میں عورتوں سے کنارہ رہنا اور پرہیز کرنا بھی خیانت تھی۔

(۶) صفحہ ۴۷ میں آیت قصیر ہن کی تفسیر یوں کی ہے اصلہن ای اجعلہا مائلۃ الیک بحیث اذا ترکتہا تمیل الیک ثم لعبد میلا نہا الیک ولقوریہا اجعل علی کل جبل منہن جزءا واحدا یعنی جانوروں کو اپنے ساتھ

بلالو پھر ایک ایک کرکے جدا جدا پہاڑ پر بٹھاؤ پھر انکو بلا تیرے پاس دوڑ کر آویں گے
(۶) صفحہ ۶۵ یلقی یم انی لک ھذا قالت ھو من عند اللہ کی تفسیر میں لکھتا
ہے۔ کہ کانت علیہا السلام تنسب ما کان عندھا الی اللہ فلیس فیہ دلیل علی ان مریم
الصدیقۃ کان یاتیہا فاکھتہ الصیف فی الشتاء و فاکھتہ الشتاء فی الصیف۔ یعنی مریم
علیہ السلام کا ماحضر کو اللہ کی طرف نسبت کرنیسے اس بات کی دلیل نہیں ہو سکتی
کہ مریم علیہم السلام کے پاس گرمی کے میوے جاڑے میں اور جاڑے کے میوے گرمی
میں آتے تھے۔
(۸) صفحہ ۷۳ حتی یاتینا بقربان تاکلہ النار کی تفسیر اس طرح کی ہے ای یحرقہ الکاھن
بالنار والعجب ممن قید النار بالسماوی لبیت شعری من این اخذھا القید۔ یعنی
جلادے اس کو کاہن آگ سے اور تعجب ہے اس پر جو مقید کرتا ہے۔ نار کو ساتھ آسمانی
کے کاش میں جانتا کہ کہاں سے لیا ہے اس قید کو۔
(۹) صفحہ ۱۸۱ والذین عقدت ایمانکم کی تفسیر میں لکھتا ہے۔ انعقدت العھود
بینکم ای الزوج والزوجۃ یعنی عقدت ایمانکم سے خاوند اور بیوی مراد لی ہے
(۱۰) صفحہ ۱۰۷ ولم تقبل من الاخر کی تفسیر میں لکھا ہے۔ قد اطلعا بواسطۃ
آدم ان تقبل من احدھما و لم یتقبل من الاخر یعنی بواسطہ آدم علیہ السلام
انہوں نے اطلاع پائی کہ ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی نامقبول
(۱۱) صفحہ ۱۲۶ میں آیت ما فرطنا فی الکتاب من شئی ای علم الباری سے تفسیر کی ہے
(۱۲) صفحہ ۳۶۹ وکل شئی احصیناہ فی امام مبین کی تفسیر صحف اعمال سے کی ہے
(۱۳) صفحہ ۴۷ وانہ فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم کی تفسیر و ہو علمہ سبحانہ
سے کی ہے۔
(۱۴) صفحہ ۴۵ آیت۔ ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا
فی کتاب من قبل ان نبرأھا کی تفسیر امی فی علم اللہ سے کی ہے۔
(۱۵) صفحہ ۴۷ لقرآن کریم فی کتاب مکنون کی تفسیر امی فی علم اللہ سے کی ہے
(۱۶) صفحہ ۹۳ بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ کی تفسیر امی فی علمہ
سبحانہ سے کی ہے۔

(۱۷) صفحہ ۱۴۲ یوم یاتی بعض آیات (بل ای یوم الموت

(۱۸) صفحہ ۱۴۳ والوزن یومئذ الحق میں وزن کی تفسیر ای مقدار الاعمال بای وجہ کان سے کی ہے۔

(۱۹) کتبنا لہ فی الالواح من کل شئی کی تفسیر ای امرنا لکتبۃ بہ الاحکام سے کی ہے یعنی ہم نے احکام کے لکھنے کا حکم دیا۔

(۲۰) صفحہ ۱۷۴ الئن خفف اللہ عنکم وعلم انّ فیکم ضعفاً کی تفسیر بسبب ممنوخۃ لان کون الحکم مشروطا بشرط لا یوجد بنا فی النسخ سے کی ہے غرض اس کی یہ ہے کہ یہ آیت آیت سابقہ کی ناسخ ہے۔

(۲۱) صفحہ ۱۷۴ لولا کتاب من اللہ سبق کی تفسیر وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم سے کی ہے۔

(۲۲) صفحہ ۱۸۹ سنعذبھم مرتین کی تفسیر میں امرتسری صاحب لکھتے ہیں ای صدارا مرۃ بعد مرۃ یعنی دنیا کی حیات میں بارہا انکو تکلیف دی جاویگی۔

(۲۳) صفحہ ۱۹۷ للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ کی تفسیر علی قدر اعمالھم سے کی ہے۔ یعنی زیادہ سے مراد یہ ہے کہ نیکوں کو اپنے نیک عملوں سے زیادہ ثواب ملیگا

(۲۴) صفحہ ۲۰۶ - وکان عرشہ علی الماء کی تفسیر میں لکھا ہے۔ ای حکومتہ قبل خلق السماء والارض یعنی عرش سے مراد حکومت ہے۔ اور عرش کوئی مخلوق چیز نہیں ہے۔

(۲۵) صفحہ ۲۱۲ - فجعلنا عالیھا سافلھا کی تفسیر میں لکھا ہے۔ اے اسقطنا سقف بیوتھم علیھم یعنی ہم نے ان کے مکانات کی چھتیں ان پر گرائیں۔

(۲۶) صفحہ ۲۱۸ - وشھد شاھد من اھلھا کی تفسیر میں لکھا ہے۔ ای ظھر رایہ یعنی اسکے گھر میں سے کسی ذی رائے نے رائے دی۔

(۲۷) صفحہ ۸۵ - خذ ظلھم ظلا ظلیلا کی تفسیر میں لکھا ہے۔ ای فحاء دائمۃ لان الظل الحرور موقوف علی الشمس واذا ظلا یعنی نعمتیں دائمہ ہونگی سایہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ سایہ سورج پر موقوف ہے۔ اور جب سورج ہی نہیں تو پھر سایہ کہاں اور ظل ممدود کی تفسیر فحاء غیر منقطعۃ سے کی ہے۔

(۲۸) یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت کی تفسیر اس طرح کی ہے۔ بسبب کثرۃ

التوحید فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ لقولہ تعالیٰ نحن اولیاؤکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ یعنی توحید کی برکت سے اللہ عزوجل اسکو دنیا اور اخرت میں ثواب اور کرامت پر ثابت رکھیگا ۔

(۲۹) صفحہ ۲۵۹ - ان قرآن الفجر کان مشہودا کی تفسیر میں لکھا ہے - ای صلوٰۃ الصبح یشہدھا المومنون یعنی نماز صبح میں مومنوں کو لائق ہے - کہ حاضر ہیں ۔

(۳۰) صفحہ ۲۶۹ - فاتخذ سبیلہ فی البحر سربا کی تفسیر میں لکھا ہے - شقا کما یسبح الحوت سبحا طبیعیا یعنی مچھلی پانی کو معمولی طور پر پھاڑتی تھی اور تیرتی تھی ۔

(۳۱) صفحہ ۲۷۸ یجعل لہم الرحمٰن ودا کی تفسیر لکھا ہے - بینہم یوم القیامۃ یعنی قیامت کے دن مومنوں کی آپس میں دوستی رہیگی ۔

(۳۲) صفحہ ۲۹۰ - وسخرنا مع داؤد الجبال یسبحن والطیر کی تفسیر تذکرہ حین غضبہ سے کی ہے مطلب یہ کہ پہاڑوں اور جانوروں کو دیکھکر اللہ عزوجل یاد آتا تھا نہ یہ کہ پہاڑ اور جانور آپ کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے ۔

(۳۳) صفحہ ۳۱۶ - الذین یحشرون علی وجوھہم کی تفسیر میں لکھا ہے - ای یسحبون ویجرون الی جہنم لقولہ یسحبون فی النار علی وجوھہم یعنی کافر منہ بل جہنم کی طرف گھسیٹے جاؤگے ۔

(۳۴) صفحہ ۳۳۰ - واذا وقع القول علیہم کی تفسیر میں لکھا ہے ای القیامۃ الساعۃ علیہم اخرجنا لہم دابۃ من الارض ای فیحث فیہم یشہد علیہم یعنی دابۃ الارض نبی ہے - اسد عزوجل قیامت کے دن نبیوں کو زمین سے نکالیگا - اور ہر نبی اپنی امت پر گواہی دیگا ۔

(۳۵) صفحہ ۳۴۰ - والنا لہ الحدید کی تفسیر میں لکھا ہے - ای علمناہ الانتہ الحدید یعنی ہم نے داؤد علیہ السلام کو لوہا نرم کرنے کا طریق سکھایا ۔

(۳۶) صفحہ ۳۷۶ - وفدینا بذبح عظیم کی تفسیر میں لکھا ہے - ای امرنا بالذبح یعنی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو ایک دنبہ ذبح کرنیکا حکم دیا ۔

(۳۷) صفحہ ۴۱۴ - فما بکت علیہم السماء والارض کی تفسیر میں لکھا ہے - ای لم ترحم علیہم احد من اہل السماء ولا من اہل الارض یعنی زمین و آسمان کے رہنے والوں میں سے کسی نے ان پر رحم نہ کیا ۔

(۳۸) صفحہ ۴۳۶ - والبیت المعمور کی تفسیر ای المساجد سے کی ہے ۔

(۳۹) صفحہ ۴۳۹ - عند سدرۃ المنتہیٰ کی تفسیر میں لکھا ہے - ای عند انتہاء

مرتب، الکمال الانسان یعنی سدۃ المنتہی سے مراد اعلیٰ مرتبہ کمال کا ہے۔
(۴۰) صفحہ ۱۷۱۔ وبجبل عرش ربك فوقهم يومئذ ثمانية کی تفسیر میں
لکھا ہے۔ حمل الثمانية كناية من عظمة كبريائه بقوله تعالىٰ لمن الملك
اليوم لله الواحد القهار۔ حضرت علامہ دوران مفتی پنجاب جناب مولانا ابوالبرکات سید
احمد شاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے ---- جناب ثناء اللہ صاحب امرتسری کے یہ
چالیس اغلاط لوگوں کو پڑھکر سنائے۔ اور ثابت کیا۔ کہ یہ اس کی من گھڑت اور تفسیر
بالرائے ہے۔ جو سراسر قرآن اور حدیث اور اجماع امت کے خلاف ہے کفر و الحاد
اور یہودانہ تحریف کا ذخیرہ ہے۔ پھر آپ نے اربعین مصنفہ مولوی عبدالحق
غزنوی میں سے وہ فتوائی پڑھکر سنائے جن میں ہندوستان بھر کے نامی گرامی
۹۵ تراسو نے اکابر علماء اہلحدیث و علماء دیوبند وغیرہم نے تفسیر بالرائے کرنے کی وجہ میں
ثناء اللہ صاحب امرتسری کو کفر الحاد کے حکم لگائے ہیں۔ اس کو گمراہ بے دین ضال مضل زندیق
دھوکا باز مکار شیطان صفت وغیرہ وغیرہ لکھا ہے۔ بغیر توبہ کئے مرجائے۔ تو مسلمانوں
کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔ اور جمیع اہل اسلام خصوصاً اہل حدیث کو اس شخص
سے الگ رہنے کی تلقین کی ہے۔ تاکہ اس کی صحبت اور مجالست انہیں گمراہ نہ کردے
جسے تفصیل دیکھنی منظور ہو اربعین کی طرف رجوع کریں۔ سامعین بہت متاثر ہوئے رات
زیادہ گذر چکی تھی۔ لہٰذا دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

تیسرے دن صبح یعنی ۳ اپریل ۳۳ء بوقت آٹھ بجے صبح مندرجہ بالا تحریر بدست
جناب خواجہ محمد بخش صاحب صدر اہلحدیث کے پاس بھیجی گئی۔ صدر صاحب کب ماننے
والے تھے۔ ہرچند باصرار کہا گیا۔ کہ اس تحریر کو وصول فرمائیں۔ مگر صدر صاحب نے
وہ تحریر واپس کردی۔ اور کہدیا کہ ہمارے پاس اسکا جواب نہیں ہے۔ اس پر جناب خواجہ
صاحب نے حاضرین جلسہ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ حضرات یہ کہاں کا انصاف ہے۔
خود انہیں حضرات نے ہمیں دعوت مناظرہ دی۔ پیہم تقاضے اور اصرار کئے۔ لیکن جب ہم
مناظرہ کیلئے تیار ہیں۔ ہمارے مناظر صاحب موجود ہیں۔ تو پھر کیوں لیت ولعل ہے
اشتہاروں میں اس قدر زور شور اور اب جواب دینے سے اتنا پرہیز ہمیں مناظرہ کا
وقت دیا جائے۔ تاکہ عوام الناس آپ کے دھوکوں سے بچیں۔ ہم کو موقع دیا جائے۔

تاکہ ہم ثابت کریں۔ کہ اللہ جل شانہٗ نے اپنے نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر علوم و افرہ عطا فرمائے۔ صدر اہلحدیث آگ بگولا ہوگیا۔ اور گھبرا کر خواجہ صاحب سے خاموش رہنے کی درخواست کی۔ ادھر ثناءاللہ صاحب نے موقعہ پاکر تقریر شروع کردی۔ پون گھنٹہ تقریر کرنے کے بعد کہا۔ کہ جس کسی نے کوئی سوال کرنا ہو۔ اسے اجازت ہے۔ پندرہ منٹ دئے جائینگے۔ اس پر بابو مشتاق احمد صاحب گڈس کلرک نے فرمایا کہ جناب پندرہ منٹ مسئلہ علم غیب کیلئے ہرگز کافی نہیں ہوسکتے ہمیں کافی وقت دیا جائے۔ تاکہ ہم آپ کے بیان کردہ حوالوں کا تسلی بخش رد کرکے مجمع کو بتائیں۔ کہ آپ نے اپنے باطل دعوی کے ثبوت میں آیات قرانی میں کس طرح قطع و برید کرکے نصوص کا انکار کیا ہے۔ تاکہ عوام پر آپ کے پول ظاہر ہوں۔ اور بیچارے مذبذبین آپ کے دام تذویر اور شیطانی جال سے رہائی پائیں ورنہ ہم سمجھیں گے کہ آپ دیدہ و دانستہ مناظرہ سے گریز کرتے ہیں اور آپ کا دعوی باطل ہے بابو صاحب کی تقریر نے ثناءاللہ صاحب کو لاجواب کردیا۔ اٹھ کر کہنے لگے۔ ایک گھنٹہ کافی ہے اس سے زیادہ وقت نہیں دیا جائے گا۔ جھٹنگ مگھیانہ میں صرف ایک گھنٹہ میں ہی علم غیب پر مناظرہ کیا تھا اگر منظور نہیں تو چلے جاؤ۔ بابو مشتاق احمد صاحب نے پھر ثناءاللہ صاحب کو مخاطب فرماکر کہا۔ کہ آپ نے جو کچھ کہا ہے۔ لکھ دیجئے۔ کوئی بات آپ کی زبانی نہیں سننا چاہتے۔ ایک گھنٹہ تو یوں ہی مناظر صاحب کو لانے میں صرف ہوگا۔ تو پھر مناظرہ کیسے ہو۔ حاضرین پر بابو صاحب کی معقول تقریر کا خوب اثر ہوا۔ اور خود غیر مقلد صاحبان نے بھی مجبور کیا۔ کہ حضرات اہلسنت کو ضرور کافی وقت دیا جائے۔ تھانیدار صاحب نے بھی خوب سمجھ دے کی چنانچہ بصد مشکل نصف گھنٹہ اور دینا پڑا۔ حضرت شاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی کو فوراً جاکر مناظرہ گاہ میں لے آئے۔ آتے ہی نعرہائے تکبیر و رسالت بلند ہوئے۔ بعدہٗ صدر اہلحدیث نے اجازت دی کہ شاہ صاحب تقریر فرمائیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرا مناظرہ آج ایسی ہستی سے ہے جس پر اسی کی جماعت کے نامور علماء نے چالیس وجوہ سے کفر و الحاد کے فتوے دے ہیں۔ لہذا میں چاہتا ہوں۔ کہ وہ اپنی پوزیشن صاف کریں۔ اگر ثناءاللہ صاحب ان فتووں کی رو سے کافر ہیں۔ اور اس کا اقرار کریں۔ تو کافر ہونے کی حیثیت سے ان کو مسئلہ علم غیب پر گفتگو کا حق نہیں پہنچتا۔ بصورت دیگر ثناءاللہ

صاحب صاف کہیں کہ یہ سب فتوے دینے والے کافر ہیں - بہرحال کفر کسی نہ کسی طرف ضرور لوٹیگا - ثناء اللہ صاحب پیچ و تاب کھاتے ہوئے بولے - کہ میں امرتسر کا باشندہ ہوں اور شاہ صاحب لاہور کے لہذا مناظرہ لاہور میں ہو یا امرتسر میں - شاہ صاحب قبلہ نے فرمایا - بہت اچھا آپ کی یہی خواہش ہے - تو لکھ دیجئے کہ میں یہاں مناظرہ نہیں کرنا چاہتا - پھر لاہور سے پاس تشریف لاکر مناظرہ کریں - اس پر مولوی احمد دین گکھڑوی نے کہا - کہ مولوی صاحب آپ پر بھی تو دیوبندیوں نے کفر کے فتوے دیئے ہیں - شاہ صاحب نے فرمایا بسم اللہ پیش کیجئے پھر بلند آواز سے اعلان فرمایا - کہ اس جلسہ میں کوئی ایسا دیوبندی ہے - کہ جو ثابت کرے کہ مجھ پر کسی دیوبندی نے کفر کا فتوی دیا ہے - الحمد اللہ تعالی کسی نے چوں تک نہ کی آپ نے فرمایا کہ بحمد اللہ تعالی ہمارا دامن ایسا بالکل بے لوث ہے - صدر اہلحدیث چونکے اور کہا کہ آپ کے پاس کوئی ثبوت ہو تو پیش کریں - یہ سننا تھا - کہ حضرت شاہ صاحب نے فوراً غیر مقلدین کی کتاب اربعین نکالی - اب تو ثناء اللہ صاحب قابو میں نہ رہے بگڑ بیٹھے اور اپنے صدر کو نہایت درشت لہجہ میں ڈپٹ دی کہ تم نے یہ کیا ظلم کیا - اور آؤ دیکھا نہ تاؤ اپنی جگہ سے ہٹ کر کرسئ صدارت پر حملہ کیا اور کہا کہ صدر میں ہوں - اور (مولوی احمد دین گکھڑوی کی طرف اشارہ کرکے) یہ میرا شاگرد مناظرہ کرے گا جو ہرزن ہے

یدطولی رکھتا ہے - یہ منظر قابل دید تھا - مولوی احمد دین جی ہاں جی ہاں کرا رہے تھے - حاضرین جلسہ لعنت و تھوکوں کا مینہ برسا رہے تھے - پھر خود ہی اپنی حرکت پر پشیمان ہو کر کہنے لگا - حضرات مولوی سید احمد صاحب ہرگز مقابل کے نہیں انکے مقابلہ میں اپنی توہین سمجھتا ہوں - شاہ صاحب نے فرمایا - سبحان اللہ آج ایک نئی بات کا انکشاف ہوا - حضرات ملاحظہ فرمائیں ثناء اللہ صاحب آج تو اپنی توہین سمجھتے ہیں - غالباً وہ وقت بھول گئے ہیں جبکہ شیخوپورہ سے تانگہ میں بیٹھ کر بھاگنا چاہا تھا - تو تانگہ روک لیا گیا تھا اور دینا نگر میں جو گذری تھی - وہ تو آپ کبھی بھول نہیں سکتے - خصوصاً گجرات کا واقعہ تو ایسا نہیں کہ بھول جاؤ - پھر لطف یہ کہ ابھی آپ فرما رہے تھے - کہ مناظرہ لاہور یا امرتسر میں چلکر کرینگے - اور ابھی انکو اپنی توہین کی سوجھی - ان واقعات نے ثناء اللہ صاحب سے لوگوں کو متنفر اور بدظن کر دیا - بہت کرکری ہوئی - ثناء اللہ صاحب اور غیر مقلدین شرم کے مارے پسینے میں ڈوبے جاتے تھے تھانیدار صاحب نے کہا کہ بس - مناظرہ ہو چکا اور حکم دیا کہ پانچ منٹ میں لوگ چلے جائیں نقض امن کا اندیشہ ہے - اسکے بعد حضرت شاہ صاحب قبلہ مدظلہ کے ساتھ تمام مجمع ہو یا رہ و نعرہ ہائے تکبیر کرتے ہوئے جلوس کی صورت میں دفتر جوہر الاحناف کی طرف روانہ ہوئے تقریباً ایک بجے تک مبارکبادی کا سلسلہ رہا - لوگوں نے درخواست کی کہ فتح کی خوشی میں ایک جلسہ کیا جائے چنانچہ بعد ظہر جلسہ ہوا - اور شاہ صاحب قبلہ نے وعظ فرمایا - حاضرین بہت خوش ہوئے جلسہ میں باتفاق شاہ صاحب کی فتح پر ہدیہ مبارکبادی پیش کیا گیا - متعدد درخواستیں وعظ کی ہوئیں لیکن آپ نے فرمایا کہ فرصت نہیں دوسرے دن نہایت عزت و احترام سے آپ واپس لاہور تشریف لے گئے ۔

ارائین جوہر الاحناف تاندلیانوالہ ضلع لاہور ۔